اسلام اور عورت

مولانا محمود الرشید حدوٹی
استاذ جامعہ اشرفیہ لاہور

مرکز تحقیق وتصنیف، جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن، فیروز پور روڈ، لاہور

مولانا محمود الرشید حدوٹی

استاذ جامعہ اشرفیہ لاہور

مدیر اعلیٰ ماہنامہ آب حیات لاہور

رابطہ: مرکز تحقیق وتصنیف جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن لاہور

فہرست مضامین

الحمد للّٰہ و الصلوۃ و السلام علی رسول اللّٰہ

اسلام نے عورت کو وہ مقام دیا جس کا دوسرے مذاہب میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا، قرآن وسنت کی نورانی تعلیمات کا مطالعہ بھی کیا جائے اور دوسرے مذاہب کا بھی بغور جائزہ لیا جائے تو انسان کو اندازہ ہوتا ہے کہ اسلام نے عورتوں کے ساتھ جس حسن سلوک کا درس دیا دوسرے مذاہب اس سے قاصر ہیں، اسلام کی آمد سے پہلے بچیوں کو زندہ درگور کرنے کے بھیانک اور رُلا دینے والے واقعات تاریخ کے سینہ میں آج بھی موجود ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ عورت کا معاشرہ میں کیا مقام تھا، اور اسے کس نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

عصر حاضر میں یہود و نصاریٰ کی تگ و تاز سے عورت کو ایک کھلونا بنا کر پیش کیا جا رہا ہے، ٹی وی اور اخباری اشتہارات میں اس کو نمایاں کیا جا رہا ہے۔ جو صنف نازک کی توہین ہے، راقم الحروف نے کافی عرصہ پہلے چند مضامین لکھے تھے، جن میں یہود و نصاریٰ کی اس حرکت پر کاری ضرب لگائی تھی، ارادہ تھا کہ ان کو کتابی شکل میں شائع کیا جائے گا، لیکن حالات کی ناسازگاری نے یہ کام نہ کرنے دیا، اب سوچ نے پھر انگڑائی لی کہ کسی نہ کسی طرح چاروناچار ان مضامین کو منظر عام پر لایا جائے، اللہ تعالیٰ نے ہماری دستگیری کی تو ان کو زیور طباعت سے آراستہ کیا جا رہا ہے۔

مسلمان بہنوں سے اپیل کروں گا کہ وہ ناچیز کے ان مضامین کا بغور مطالعہ کریں اور سوچیں کہ وہ کس طرح معاشرہ میں اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کریں اور دوسری بہنوں کو اس سمت لائیں۔ اللہ تعالیٰ آسانی فرمائے۔

محمود الرشید حدوٹی
استاد جامعہ اشرفیہ
۱۳ ستمبر ۲۰۰۰ء

اسلام کا عورتوں پر احسان

اللہ تعالیٰ نے عورت و مرد کے باہمی رشتہ کو مضبوط کر دیا، مرد کو عورت کے لئے لباس، اور عورت کو مرد کے لئے لباس قرار دیا، انسانی رشتہ میں دونوں مساوی اور برابر ہیں۔ اسلام، اور پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرد و زن کو باہمی زندگی گذارنے کا ڈھنگ سکھایا، تا کہ گھر کی گاڑی کے دو پہیے گاڑی کو صحیح سمت چلا سکیں، اور یہ اسلام کا احسان عظیم ہے، اسلام نے انہیں کامیابی و کامرانی کے گر بتائے، اسلام نے انہیں باہمی نفرت سے احتراز کرنے، اور ایک دوسرے سے وفور محبت کا درس دیا۔

اسلام کے مقابلہ میں دوسرے مذاہب عالم کا مطالعہ کیا جائے، بعض غیر مسلم اقوام تو روز اول سے گھر کی گاڑی کے ایک پہیے کو تسلیم نہیں کرتیں، ان کے فرسودہ اذھان میں یہ بات سائی ہوئی ہے، کہ گاڑی ایک پہیے پر چل سکتی ہے۔ حالانکہ تجربات، مشاہدات اور تحقیقات کی روشنی میں ایک انسانی ذہن اس کو تسلیم نہیں کر سکتا کہ گاڑی ایک پہیے پر چلے، اس کے بعد اگر زمانہ نے ترقی کی اور مزید آگے بڑھا تو شاید کوئی ایسی اختراع کی جائے، لیکن تا حال ذہن میں بات نہیں آسکتی۔ بعض غیر مسلم مذاہب اور غیر مسلم اقوام نے تو آج تک عورت کو انسانوں کی فہرست میں شمار ہی نہیں کیا۔ اور نہ وہ اسے انسان سمجھتے ہیں، وہ لوگ عورت کو سامان تعیش وعشرت سمجھتے آئے ہیں، اور سمجھتے چلے جا رہے ہیں...... عورت کو طائفہ انسان سے باہر سمجھ کر اس کے حقوق پر شبخون مارنے کا درس دے رہے ہیں، تاریخ عالم پڑھنے اور مطالعہ کرنے سے یہ بات محسوس ہوتی ہے، کہ صرف اسلام ایسا دین ہے، جو حق کو حق اور باطل کو باطل قرار دیتا ہے، جس کی بنیاد حقائق کو تسلیم کرنے اور حقائق کو منوانے پر ہے، اسلام کے محل کی بناء بودی اور مصنوعی باتوں پر نہیں ہے، اور نہ ہی اسلام ایسی باتوں کا پرچار کرتا ہے، جو بے بال و پر ہوں .... اسلام کے علاوہ دوسرے مذاہب عورت کو

انسان ہی تصور نہیں کرتے، حالانکہ اللہ تعالیٰ عورت اور مرد دونوں کو انسان قرار دے رہے ہیں۔اب ذیل میں ان مذاہب کی جھلک دکھائی جاتی ہے، جو عورت کے بارہ میں مختلف الخیالات کے حامل ہیں۔

جین مذہب اور عورت : جین مذہب عورت کا نقشہ کیسے پیش کرتا ہے۔اس کے نزدیک عورت خیر سے عاری اور خالی ہے۔اور عورت تمام منکرات اور برائیوں کی اصل اور جڑ ہے، اس لئے اس مذہب کی تعلیم ہے کہ مرد عورت کے ساتھ کسی بھی نوع کے تعلقات استوار نہ کرے، نہ عورت کی طرف دیکھے، نہ اس سے محو گفتگو ہو، اور نہ ہی اس کا کوئی کام سنوارے۔

عورت اور مسیحیت کا ابتدائی تخیل : عورت کے بارہ میں ''ترتولیان'' جو مسیحیت کے ابتدائی دور کا امام ہے، مسیحی تصور پیش کرتے ہوئے رقمطراز ہے، ''وہ شیطان کے آنے کا دروازہ ہے، وہ شجر ممنوعہ کی طرف لے جانے والی، خدا کے قانون توڑنے والی، خدا کی تصویر، مرد کو غارت کرنے والی ہے۔(بحوالہ عورت کا مقام ص۲)

کرائی سوسسٹم کا نظریہ: ذوالقرنین اپنی کتاب ''عورت کا مقام'' میں سوسسٹم جو کہ ایک بڑا مسیحی امام شمار ہوتا ہے، اس کا نظریہ پیش کرتے ہوئے۔عورت سے متعلق لکھتا ہے۔ ''ایک ناگزیر برائی، ایک پیدائشی وسوسہ، ایک مرغوب آفت، ایک خانگی خطرہ، ایک غارت گر دلربائی، اور ایک آراستہ مصیبت ہے۔

ان افکار کی پشت پر ایک طویل تاریخی حقیقت کارفرما نظر آتی ہے، مغرب نے سینٹ پال کی عیسائیت قبول کرکے فطرت کے قانون سے بغاوت کی، عورت کو سفلی خواہشات کا کھلونا بنایا، اس دھوکہ بازی پر ''عورت کی آزادی'' کا غلاف چڑھایا اور بھولے بھالے مشرق نے ایمان بالغیب لاکر کہہ دیا کہ یورپ نے عورت کو آزادی دی، حقوق دیئے، حالانکہ مغرب نے عورت کو کچھ نہیں دیا، بلکہ جو کچھ دیا وہ مرد ہی کو دیا، عورت پر تو یورپ نے مرد کا بوجھ بھی لاد دیا، اس کا سکون چھن گیا، گھر ویران ہوگئے۔(عورت کا مقام ص۳)

ویدک دھرم اور عورت: ویدک دھرم میں عورت کا کیا مقام ہے اس کا اندازہ درجہ ذیل بیان سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ منشی عبدالرحمان خان صاحب لکھتے ہیں ''ویدک دھرم یعنی ہندوؤں میں عورت کو کوئی اختیار اور حق نہیں ہے، یہاں تک کہ اگر وہ بیوہ ہو جائے تو اسے دوسری شادی کرنے کا حق نہیں ہے، اس کی گواہی قبول نہیں ہوتی، اس کی عبادت صرف خاوند کی خدمت کرنا ہے، اسے غلام بنا کر رکھنا ہے، اس کی بات پر اعتماد نہیں کرنا، اور اسے صرف سامان تعیش کے طور پر استعمال کرنا ہے۔ (ماخوذ از ماہنامہ ''الخیر'' ملتان'')

تفسیر بیان القرآن کے مفسر محمد علی لاہوری آنجہانی لکھتے ہیں ''طلاق کے مسئلہ پر ایک بڑا بھاری ظلم جو ہندوستان میں عورتوں پر ہو رہا ہے، وہ یہ ہے کہ عورت کا حق طلاق حاصل کرنے کا سوائے بہت ہی محدود صورتوں کے تسلیم نہیں کیا گیا، عورتوں کے ان حقوق سے جو قرآن شریف نے ان کو دیئے ہیں محروم کرنے کا یہ نتیجہ ہے، کہ ہزارہا عورتیں بلکہ لاکھوں، مصیبت اور درماندگی کی حالت میں ہیں، جن کو خاوند نہ بساتے ہیں نہ چھوڑتے ہیں، پھر سینکڑوں عیسائی اور آریہ بن جاتی ہیں یا کوئی اور مذہب اختیار کر لیتی ہیں، محض اس لئے کہ خاوند کے ظلم سے نجات حاصل ہو، مگر ہمارے علماء اور لیڈروں کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی، اور مسلمانوں کو اپنی آنکھوں سے تباہ ہوتا دیکھ کر خاموش ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے عورت کے حق طلاق کے بدکس قدر زجر کے الفاظ بھی فرمائے ہیں، یہ اللہ کی حدیں ہیں ان سے آگے نہ بڑھو، اور ان سے آگے بڑھنے والے ظالم ہیں۔ (بیان القرآن از محمد علی ص ۱۳۷)

اس کے برعکس دیکھا جائے تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ ''اسلام نے جہاں عورت کی عزت وحرمت کا جائز اعتراف کیا ہے، وہاں اس نے اس کی نفسیات کا بھی گہرا مطالعہ کیا ہے، اور جو بات کہی ہے، عین فطرت نسوانی کے لئے مفید ہے۔ اسلام نے عورت کو جس کام کا حکم دیا ہے، وہ اس کے لئے مفید عام ہے، اور جس سے روکا اور منع کیا وہ عورت کے لئے نقصان دہ ہے۔ اللہ تعالیٰ حکیم ذات ہیں، وہ کسی قوم کی اونچ نیچ، نفع وضرر کو بہت خوب جانتے ہیں، مگر یہ مقام جو عورت کو اسلام نے دیا، دیگر مذاہب اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر اور عاجز ہیں، بلکہ دیگر مذاہب نے تو عورت کو ایک ڈراونی چیز اور عجوبہ بنا کر پیش کیا ہے۔

اہل یونان اور عورت کا مقام: یونان میں عورت تمام حقوق سے محروم تھی، عورت

محض ظاہری طور پر عورت تھی، ورنہ بازاروں اور شہروں میں کھلے عام خرید وفروخت ہوتی تھی، یعنی مال کی طرح، اشیاءِ ضرورت کی طرح بکتی بکاتی تھی، عورت اتنی بے بس اور مجبور تھی کہ اسے کسی چیز کا کوئی اختیار نہ تھا، حتی کہ اپنے نجی اور ذاتی معاملات میں کسی نوع کا معمولی تصرف بھی کرنے کی مجاز نہ تھی، عورت دوسروں کی دست نگر تھی، یونانی سوسائٹی میں عورت کی کوئی وقعت اور کوئی مقام اس کی شایان شان نہ تھا۔ بخلاف اس کے اسلام نے عورت کو وقار بھی دیا، اس کو شان بھی دی، اور اس کو ذاتی اور نجی معاملات میں آزادی بھی دی، کہ وہ اپنے معاملات میں کسی اور کو دخیل نہ ہونے دے، مگر دوسرے مذاہب نے عورت کو فضول سمجھ کر اس سے تمام آزادی چھین لی۔

اہل روما اور عورت: اہل روما کے ہاں عورت کو کیا حیثیت دی جاتی ہے؟ بالکل صفر، عورت کو یوم ولادت سے تاوقت وفات ایک زیر نگرانی قیدی کی حیثیت سے رکھا جاتا تھا، اس کے ساتھ رحم والا معاملہ نہیں کیا جاتا تھا، اس کے ساتھ مروت کا سلوک نہیں کیا جاتا تھا، اس کے ساتھ مودت ومحبت والا برتاؤ نہیں کیا جاتا تھا، اسے گوشت نہیں کھانے دیا جاتا تھا، گوشت صرف مردوں کی غذا تھی، اسے سننے اور بولنے کی اجازت نہ تھی، اس کے کان اور اس کی زبان محض ایک لوتھڑا تھی، جن سے گویائی اور سماعت سلب کر لی گئی تھی، عورت جان بوجھ کر بہری اور اندھی بنا دی گئی تھی، یا اس ملک کے باشندوں نے اس پر پابندی عائد کر دی تھی، عورت کی زبان جو اللہ تعالیٰ نے بولنے اور عورت کے کان جو سننے کے لئے بنائے، اہل روما نے جبراً بند اور مقفل کر دیئے تھے، جس قفل کا نام موسیلر (Musellere) رکھا ہوا تھا۔ جو گھر کی چار دیواری کے اندر بھی اس کے منہ پر چڑھا رہتا تھا، گھر سے باہر بھی اس کے منہ پر چڑھا رہتا تھا، ہر وقت اور ہر جگہ اس کے منہ پر چڑھا رہتا تھا، جیسا کہ ہمارے ملک پاکستان میں جانوروں کے منہ پر کپڑا یا کوئی دوسری چیز چڑھا دیتے ہیں، تاکہ جانور ادھر ادھر منہ نہ مارے .... اس کے برخلاف اسلام نے مرد کے ساتھ ساتھ عورت کو بھی گویائی اور سماعت کا یکساں حقدار قرار دیا۔

فرانسیسی قانون اور عورت: فرانس کے قانون کے مطابق عورت کو اپنے شوہر کے ارادے اور مرضی کے بغیر کسی سے عہد و پیمان کرنے کا اختیار نہ تھا۔ فرانس میں عورت کا کوئی

بلند مقام نہ تھا،عورت کو سامان تجارت کی مانند بازار میں لاکر فروخت کر دیا جاتا تھا.........
اس بے حمیتی اور بے غیرتی کا فرانسیسی قانون پشتیبان تھا، قانوناً ایسا کرنے کی اجازت موجود تھی، وہاں عورت کو رفیقہ حیات بنانے کی بجائے اس کے ساتھ اپنی خواہشات نفسانی کی حرارت کو سرد کیا جاتا تھا،عورت کو محض ہوس رانی کا آلہ سمجھا جاتا تھا، اور اسے محض گھر کی خادمہ اور نوکرانی کا درجہ ملا ہوا تھا، اس سے زائد عورت کو کوئی گھاس ڈالنے کے لئے بھی تیار نہ تھا، جس طرح جانوروں سے سلوک کیا جاتا ہے، وہاں عورتوں کے ساتھ اس سے بدتر سلوک کیا جاتا تھا۔

انگلستان کی آزادی اور عورت: انگلستان کی دھرتی پر کلیسائی حکومت کا نافذ کردہ قانون ایسا تھا، جس کی موجودگی میں خاوند اپنی رفیقہ حیات (بیوی) کو ہبہ کر سکتا تھا، کسی دوسرے شخص کو کچھ مدت کے لئے ادھار دے سکتا تھا، دوسرا شخص کسی کی عورت مستعار لے سکتا تھا، انگلستان میں مردوں کو عام اجازت تھی، کہ وہ عورتوں کی تجارت کر سکتے ہیں، وہاں کے باسی عورتوں کو گھروں کی چار دیواری سے باہر نکال کر لے آتے تھے، اور بازاروں میں آکر اشیاء ضروریہ کی بیع وشراء کی طرح منڈی میں نیلام کر دیا کرتے تھے۔ یورپ پر ایسی تاریکی چھا گئی تھی کہ اسے کچھ سجھائی نہیں دیتا تھا، اس بھیانک منظر کو دیکھ کر رابرٹ بریفالٹ کو یہ کہنا پڑا۔

''پانچویں صدی سے لیکر دسویں صدی تک یورپ پر گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی اور یہ تاریکی آہستہ آہستہ زیادہ گہری اور بھیانک ہوتی جارہی تھی اس دور کی وحشت اور بربریت زمانہ قدیم کی وحشت وبربریت سے کئی درجہ زیادہ بڑھی چڑھی ہوئی تھی، کیونکہ اس کی مثال ایک بڑے تمدن کی لاش کی تھی، جو سڑ گئی ہو، اس تمدن کے نشانات مٹ رہے تھے، اور اس پر زوال کی مہر لگ چکی تھی، وہ ممالک جہاں یہ تمدن برگ وبار لایا اور گزشتہ زمانہ میں اپنی انتہائی ترقی کو پہنچ گیا تھا۔ (The Making of Humanity P164)
(بحوالہ انسانی دنیا)

اسپارٹ کی مخلوق اور عورت: اسپارٹا میں خدا کی مخلوق کو درجہ بدرجہ کوئی نہ کوئی مقام حاصل تھا، مگر عورت بے چاری یہاں بھی ذلت وپستی کی چکی میں پس رہی تھی، یا چکی

کے پاٹوں تلے دب کر انسانیت سے جان دھو بیٹھی تھی۔ اسپارٹا میں ہر شخص کو آزادی تھی، ہر شخص اس آزادی سے متمتع ہوتا تھا، ہر شخص کو کئی کئی بیویاں رکھنے کی کھلی اجازت تھی، اس طرح عورتوں کو بھی ایک سے زائد شادیاں رچانے اور بے حیائی کے اڈے کھولنے کی اجازت تھی، اسپارٹا میں کتے اور خنزیر کا کوئی مقام تھا، مگر عورت کو ایک نجس اور ناپاک حیوان قرار دیا گیا تھا۔ کینہ ور اونٹ اور باولے کتے کی مانند عورت کے منہ پر پٹی باندھ دیتے تھے، اور ساتھ ہی تاکید کی جاتی تھی کہ عورت نہ منہ کھولے، نہ دانت نکالے، نہ ہنسے، اور نہ ہی گفتگو کرے۔

ایران اور عورت : مولانا ابوالحسن علی ندوئیؒ لکھتے ہیں" متمدن دنیا کی تولیت وانتظام میں ایران، روم کا شریک تھا، لیکن بدقسمتی سے وہ دشمن انسانیت افراد کی سرگرمیوں کا پرانا مرکز تھا، وہاں کی اخلاقی بنیادیں زمانہ دراز سے متزلزل چلی آرہی تھیں، جن رشتوں سے ازدواجی تعلقات دنیا کے متمدن ومعتدل علاقوں کے باشندے ہمیشہ ناجائز اور غیر قانونی سمجھتے رہے ہیں اور فطری طور پر اس سے نفرت کرتے ہیں، ایرانیوں کو ان کی حرمت و کراہت تسلیم نہیں تھی، .... یزدگرد دوم جس نے پانچویں صدی کے وسط میں حکومت کی ہے، اس نے اپنی لڑکی کو زوجیت میں رکھا، پھر قتل کر دیا۔ (تاریخ طبری ص ۱۳۸، ج ۳) بہرام چوبیں جو چھٹی صدی عیسوی میں حکمران تھا، اس نے اپنی بہن سے اپنا ازدواجی تعلق رکھا۔ پروفیسر ارتھر کرسٹن کے بیان کے مطابق اس قسم کا رشتہ ایران میں کوئی ناجائز فعل تصور نہیں کیا جاتا تھا، بلکہ ایک عبادت اور کار ثواب سمجھا جاتا تھا، مشہور چینی سیاح (ہوئن سیانگ) کا بیان ہے، کہ ایرانی قانون معاشرت میں ازدواجی تعلقات کے لئے کسی رشتہ کا بھی استثناء نہ تھا۔ (ایران بعہد ساسانیاں ص ۴۳۰)

تیسری صدی عیسوی میں مانی دنیا کے سامنے آیا اس کی تحریک دراصل ملک کے بڑھتے ہوئے شدید شہوانی رجحان کا ایک غیر فطری اور سخت رد عمل اور نور وظلمت کی مفروضہ کش مکش کا (جو ایران کا قدیمی فلسفہ ہے) نتیجہ تھا، چنانچہ اس نے تجرد کی زندگی اختیار کرنے کی دعوت دی تا کہ دنیا سے شر وفساد کے جراثیم ناپید ہو جائیں، اس نے اعلان کیا کہ نور و ظلمت کا امتزاج ہی شر کا باعث ہے، اس سے نجات حاصل کرنا ضروری ہے، اس بناء پر اس

نے نکاح کو حرام قرار دیا کہ انسان جلد سے جلد فنا ہو جائے اور نسل انسانی منقطع ہو کر نور و ظلمت پر دائمی فتح حاصل ہو، بہرام نے ۲۷۶ میں مانی کو یہ کہتے ہوئے قتل کر ڈالا کہ یہ شخص دنیا کی تباہی کی دعوت دیتا ہے، اس لئے قبل اس کے کہ دنیا ختم ہو اور اس کا مقصد پورا ہو اس کو خود ہلاک ہونا چاہئے۔ لیکن بانی مذہب کے قتل کے باوجود اس کی تعلیمات عرصہ تک زندہ رہیں اور اسلامی فتح کے بعد تک ان کے اثرات باقی رہے۔

ایران کی افتادطبع نے ایک مرتبہ مانی کے دشمن فطرت تعلیمات کے خلاف بغاوت کی، یہ بغاوت مزدک (پیدائش ۴۸۷ء) کی دعوت کی شکل میں سامنے آئی، اس نے اعلان کیا کہ تمام انسان یکساں طور پر پیدا ہوئے ہیں، ان کے درمیان کوئی تفریق نہیں ہے، لہذا ہر ایک کو دوسرے کی ملکیت میں مساوی حقوق حاصل ہیں، اور چونکہ مال اور عورت ہی دو ایسے عنصر ہیں۔ جن کی حفاظت ونگرانی کا انسان اہتمام کرتا ہے، لہذا انھیں میں مساوات و اشتراک کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ ''مزدک نے تمام عورتوں کو سب کے لئے حلال قرار دے دیا اور مال وزن کو مثل آگ، پانی اور چارہ کے مشترک اور عام کر دیا'' (الملل و النحل للشہرستانی) نوجوانوں اور عیش پسندوں کی مراد بر آئی اور انہوں نے اس تحریک کا پر جوش خیر مقدم کیا، طرفہ تماشا یہ ہوا کہ شاہ ایران قباذ نے اس کی سرپرستی قبول کر لی، اور اس کی اشاعت وتبلیغ میں بڑی سرگرمی دکھائی، نتیجہ یہ ہوا کہ یہ تحریک آگ کی طرح ملک میں پھیل گئی، پورے کا پورا ایران جنسی انارکی اور شہوانی بحران میں ڈوب گیا، طبرانی کا بیان ہے: ''اوباش اور آوارہ مزاج لوگوں نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور مزدک کے پر جوش ساتھی اور دست و بازو بن گئے، عام شہری اس بلائے ناگہانی کا شکار تھے، اس تحریک کا اتنا زور ہوا کہ جو چاہتا جس کے گھر میں چاہتا گھس آتا اور مال وزن پر قبضہ کر لیتا، اور صاحب مکان کچھ بھی نہ کر سکتا، ان مزدکیوں نے قباذ کو ابھارا اور اس کو معزولی کی دھمکی دے کر تیار کر لیا کہ وہ بھی اس دعوت کو اپنا لے، نتیجہ یہ ہوا کہ دیکھتے ہی دیکھتے یہ عالم ہو گیا کہ نہ باپ اپنے لڑکوں کو پہچان سکتا تھا اور نہ لڑکا اپنے باپ کو، کسی کا بھی اپنی کسی ملکیت پر اختیار اور قبضہ نہیں تھا۔ (تاریخ طبری ج ۲، ص ۸۸ بحوالہ انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر ص ۴۹)

ایران میں عورت کو ذلت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا، صرف دو لفظوں سے اندازہ

لگانا آسان ہوگا، کہ ایران نے کس طرح انسانی حقوق کی نفی کی، مثلاً فارسی زبان میں مرد کو ''خصم'' کہا جاتا ہے، یعنی عورت کا دشمن، اور عورت کو ایران والے ''زن'' کہتے ہیں یعنی اس منحوس اور بری ہستی جس کو مارتے رہنا چاہئے، ایرانی معاشرہ میں عورت کو مقام اعزاز حاصل نہ تھا، یہاں تک کہ نوشیرواں عادل کے زمانہ میں اس سے انتہائی بے رحمی کا سلوک کیا جاتا تھا۔

ہندوستانی سماج میں عورت کی حیثیت: مولانا ابوالحسن علی ندوی رقمطراز ہیں

''برہمنی زمانہ اور تہذیب میں عورت کا وہ درجہ نہیں رہا تھا۔ جو ویدی زمانہ میں تھا، منو کے قانون میں (بقول ڈاکٹر لی بان) عورت ہمیشہ کمزور اور بے وفا سمجھی گئی ہے۔ اور اس کا ذکر ہمیشہ حقارت کے ساتھ آیا ہے۔ (تمدن ہند ص ۲۳۶)

''شوہر مر جاتا تو عورت گویا جیتے جی مر جاتی، اور زندہ درگور ہو جاتی، وہ کبھی دوسری شادی نہ کر سکتی، اس کی قسمت میں طعن و تشنیع اور ذلت و تحقیر کے سوا کچھ نہ ہوتا، بیوہ ہونے کے بعد اپنے متوفی شوہر کے گھر کی لونڈی اور دیوروں کی خادمہ بن کر رہنا پڑتا، اکثر بیوائیں اپنے شوہروں کے ساتھ ستی ہو جاتیں، ڈاکٹر لی بان لکھتا ہے:

''بیواؤں کو اپنے شوہروں کی لاش کے ساتھ جلانے کا ذکر منوشاستر میں نہیں ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسم ہندوستان میں عام ہو چلی تھی، کیونکہ یونانی مورخین نے اس کا تذکرہ کیا ہے''۔ (تمدن ہند ص ۲۳۸)

''برہمن ازم میں شادی کو بڑی اہمیت حاصل ہے، ہر شخص کو شادی کرنا چاہئے۔ لیکن منو کے قوانین کی رو سے شوہر بیوی کا سرتاج ہے، اسے اپنے شوہر کو ناراض کرنے والا کام نہیں کرنا چاہئے، حتی کہ وہ اگر دوسری عورت سے تعلقات رکھے یا مر جائے تب بھی کسی دوسرے مرد کا نام اپنی زبان پر نہ لائے۔ اگر وہ نکاح ثانی کرتی ہے تو وہ سورگ سے محروم رہے گی، جس میں اس کا پہلا شوہر رہتا ہے، زوجہ کے غیر وفادار ہونے کی صورت میں اسے انتہائی کڑی سزا دی جانی چاہئے، عورت کبھی بھی آزاد نہیں ہو سکتی، وہ ترکہ نہیں پا سکتی شوہر کے مرنے پر اپنے سب سے بڑے بیٹے کے تحت زندگی گزارنی ہوگی، شوہر اپنی بیوی کو لاٹھی سے بھی پیٹ سکتا ہے۔ (انسائیکلو پیڈیا مذہب و اخلاق)

یونیورسل ہسٹری آف دی ورلڈ میں مسٹر رے اسٹریچی ہندوستان کے بارہ میں لکھتے ہیں ''رگ وید میں عورتوں کو پست اور حقیر مقام دیا گیا ہے، بعد میں یہ سمجھا جانے لگا کہ وہ روحانی طور پر نا قابل اعتبار بلکہ تقریباً بے روح ہے۔ اور موت کے بعد مردوں کی نیکیوں کے بغیر اسے بقاء نہیں حاصل ہوسکتی، اس کی ساری امیدوں کو ختم کرنے والے مذہب کے ساتھ رسم ورواج کی بیڑیوں نے یہ ناممکن کردیا کہ عورت کسی نمایاں شخصیت کو جنم دے سکے، عورتوں کو جنم دینے والے منو نے انہیں اپنے گھر، بستر، زیور کی محبت، بری خواہش، غصہ، بے ایمانی اور برے اطوار عطاء کئے، عورتیں اتنی ہی بری جتنا کہ جھوٹ، یہ ایک مسلم حقیقت تھی، عورت کی فطرت میں یہ داخل ہے کہ وہ مردوں کو اس دنیا میں غلط راستہ پر ڈالے، اس لئے عقل مند عورتوں کی صحبت میں بے فکر ہوکر نہیں بیٹھتے۔

بچپن کی شادی کی رسم، بیواؤں سے نفرت، ستی اور پردہ ایک ایسے سماج کے حسب حال ہیں، جس میں عورتوں کی اہمیت بچے جننے والی مخلوق سے زائد نہیں، شاید نوزائیدہ لڑکیوں کی موت ایک ایسی دنیا میں ان کے لئے رحمت ہے، جس میں اسے مشکوک ''برائی کا سرچشمہ، دھوکہ باز، سورگ کے راستے کا روڑا، اور شرک کا دروازہ سمجھا جاتا ہے''۔ (یونیورسل ہسٹری ص ۳۷۸)

عباس محمود العقاد لکھتے ہیں ''ہندوستان میں مانو کی شریعت، باپ، شوہر یا دونوں وفات ہوجانے کی صورت میں بیٹے سے علیحدہ عورت کا کوئی مستقل حق نہیں مانتی تھی، اور ان سب کی وفات کے بعد اس کا شوہر کے کسی قریبی رشتہ دار سے متعلق ہوجانا ضروری تھا، وہ کسی حال میں اپنے معاملہ میں خودمختار نہیں ہوسکتی تھی، معاشی معاملات میں اس کی حق تلفی سے زیادہ سختی اس کے شوہر سے علیحدہ زندگی کے انکار کی صورت میں تھی، جس کے مطابق بیوی کو شوہر کے مرنے کے دن مرجانا اور اس کی چتا پرستی ہوجانا ضروری تھا، یہ پرانی رسم برہمنی تمدن کے قدیم زمانہ سے سترھویں صدی تک برقرار رہی اور اس کے بعد مذہبی حلقوں کی ناپسندیدگی کے باوجود ختم ہوگئی۔ (المرءۃ فی القرآن)

حمورابی کی شریعت اور عورت: حمورابی کی شریعت (جس کی وجہ سے بابل مشہور تھا) عورت کو پالتو جانور سمجھتی تھی اور اس کی نظر میں عورت کی حیثیت کا اندازہ اس سے ہوسکتا

ہے کہ اس کی رو سے اگر کسی نے لڑکی کو قتل کیا ہے تو قاتل کو اپنی لڑکی مقتولہ لڑکی کے بدلہ میں حوالہ کرنی ہوتی تھی، تا کہ لڑکی والا اسے قتل کردے، یا باندی بنالے، یا معاف کردے، مگر وہ اکثر حکم شریعت کے حقوق اور آزادی سے محروم تھی۔ (المرءۃ فی القرآن، بحوالہ تہذیب و تمدن پر اسلام کے اثرات واحسانات، مولانا ندویؒ)

اہل مصر اور عورت : قدیم مصری تہذیب میں عورتوں کے بارے میں عقاد صاحب نے لکھا ہے ''اسلام سے پہلے مصری تہذیب اور اس کے قوانین ختم ہو چکے تھے، اور شرق اوسط میں اس دور میں رومی تہذیب کے سقوط اور اس کی عیاشی اور لذت پرستی کے ردعمل کے طور پر دنیوی زندگی سے نفرت کا رجحان پیدا ہوگیا تھا، بلکہ زندگی اور آل اولاد کی طرف سے سرد مہری پیدا ہوگئی تھی، اور زاہدانہ رجحان نے جسم اور عورت کو نجس سمجھ لیا تھا، اور عورت کو گناہوں کا ذمہ دار قرار دیا تھا، اور غیر ضرورت مند کے لئے اس سے دوری اچھی سمجھی جاتی تھی، یہ قرون وسطیٰ کے اس رجحان ہی کا اثر تھا کہ پندرہویں صدی عیسوی تک بعض علمائے لاہوت'' عورت کی فطرت کے بارے میں سنجیدگی سے غور کر رہے تھے، اور ماکون (MACON) کے اجتماع میں وہ یہ سوال کر رہے تھے کہ کیا وہ جسم بلا روح ہے یا روح رکھنے والا جسم ہے، جس سے نجات یا ہلاکت متعلق ہوئی ہے، اکثریت کا خیال یہ تھا کہ وہ نجات پانے والی روح سے خالی ہے، اور اس میں کنواری مریم والدہ حضرت مسیح کے سوا کسی کا استثناء نہیں۔ (المرۃ فی القرآن بحوالہ ایضا)

اگر مرد شب میں آدھی رات تک گھر سے باہر گذارے اور اس کا عادی بھی ہو تب بھی وہ کوئی قابل مواخذہ جرم نہیں سمجھا جاتا، مگر اس کے برعکس اگر عورت کو کسی ایک دن بھی مغرب کے بعد باہر دیر ہو جائے تو درمیانی گھرانوں میں یہ بہت سخت جرم شمار کیا جاتا ہے، اس طرح اگر مرد اپنی شادی کے معاملہ میں کسی لڑکی کی جانب رجحان طبع ظاہر کرے تو یہ پسندیدہ بات سمجھی جاتی ہے، اور اگر اس رجحان کی ابتداء لڑکی کی جانب سے ہو تو یہ بہت معیوب سمجھا جاتا ہے۔ (اخلاق وفلسفہ اخلاق علامہ حفظ الرحمان سیوہارویؒ)

بدھ مت اور عورت : بدھ مت میں عورت کے بارے میں خیالات کا ایک نمونہ ''مذہب اور اخلاق کے انسائیکلوپیڈیا'' کے مقالہ نگار نے ایک بدھ مفکر

Chullavagga کے قول سے پیش کیا ہے، جسے Oldenberg نے اپنی کتاب Buddha مطبوعہ ۱۹۰۶ص ۶۹ پر نقل کیا ہے کہ

''پانی کے اندر مچھلی کی ناقابل فہم عادتوں کی طرح عورت کی فطرت بھی ہے، اس کے پاس چوروں کی طرح متعدد حربے ہیں، اور سچ کا اس کے پاس گزر نہیں (Encyclopedid of Religion) بحوالہ تہذیب وتمدن ص ۶۵

چینی مذہب اور عورت: مسٹر رے اسٹریچی چین میں عورتوں کی حیثیت کے بارہ میں لکھتا ہے۔ ''مشرق بعید میں یعنی چین میں حالات اس سے بہتر نہیں تھے، چھوٹی لڑکیوں کے پیروں کو کاٹھ مارنے کی رسم کا مقصد یہ تھا کہ انہیں بے بس اور نازک رکھا جائے، یہ رسم اگرچہ اعلیٰ اور مالدار طبقات میں رائج تھی، لیکن اس سے ''آسمانی حکومت'' کے دور میں عورتوں کی حالت پر روشنی پڑتی ہے۔ (یونیورسل ہسٹری آف دی ورلڈ)

جاہلی زمانہ میں عورت کا مقام: جاہلی معاشرہ میں عورت کے ساتھ ظلم وبدسلوکی عام طور سے روا سمجھی جاتی تھی، اس کے حقوق پائمال کئے جاتے اس کا مال مرد اپنا مال سمجھتے، وہ ترکہ اور میراث میں کچھ حصہ نہ پاتی، شوہر کے مرنے یا طلاق دینے کے بعد اس کو اجازت نہیں تھی کہ اپنی پسند سے دوسرا نکاح کر سکے، دوسرے سامان اور حیوانات کی طرح وہ بھی وراثت میں منتقل ہوتی رہتی تھی، مرد تو اپنا پورا پورا حق وصول کرتا لیکن عورت اپنے حقوق سے مستفید نہیں ہوسکتی تھی، کھانے میں بہت سی ایسی چیزیں تھیں جو مردوں کے لئے خاص تھیں اور عورتیں ان سے محروم تھیں۔ لڑکیوں سے نفرت اس درجہ بڑھ گئی تھی کہ انہیں زندہ درگور کرنے کا بھی رواج تھا۔ (انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر ص ۷۰)

عام طور پر عورتوں سے برا سلوک کیا جاتا تھا، جب کوئی شخص مر جاتا، تو اس کا قریبی رشتہ دار اس کی بیوہ پر اپنی چادر ڈال دیتا اس طریقہ سے اکثر اوقات لوگ اپنی سوتیلی ماں کے شوہر بن جاتے تھے، اس طرح عورت کی گھر کے سامان یا جانوروں سے زیادہ وقعت نہ تھی، نکاح وطلاق کا کوئی واضح قانون نہ تھا، مرد جتنی عورتوں سے چاہتا شادی کر لیتا اور جب چاہتا انہیں طلاق دے دیتا۔

عرب اور عورت: عرب میں زمانہ جاہلیت میں عورتوں کے ساتھ جس طرح کا سلوک روا رکھا جاتا تھا۔ آج کل ایسا نہیں کیا جاتا، عرب حکمران یہود و نصاریٰ کی دیکھا دیکھی میں عیاش ضرور ہو چکے ہیں لیکن عورت کے ساتھ وہ سلوک جائز نہیں سمجھتے جو دوسرے مذاہب کے ہاں روا رکھا جاتا ہے، اسلامی تعلیمات کی روشنی میں عورتوں کو ہر طرح کی سہولتیں میسر ہیں اور یہ صرف اسلام ہی کی برکت ہے۔

لیبیا اور عورت: لیبیا کے کرنل معمر قذافی اپنی مشہور زمانہ کتاب ''کتاب الاخضر Green Book'' میں لکھتے ہیں ''اس دور کے صنعتی معاشرے جنہوں نے عورت کی نسوانیت اور زندگی میں عورت کے حسن کا راز خدمت امومت اور سکون و اطمینان کا کام چھین کر اسے مرد کی طرح جسمانی کام کے لئے تیار کیا ہے، وہ غیر مہذب معاشرہ ہے۔ وہ مادی معاشرے ہیں اور تہذیب یافتہ نہیں ہیں، ان کی تقلید کرنا حماقت اور تہذیب و انسانیت کے لئے خطرہ ہے۔ (سبز کتاب معمر القذافی ص ۱۰۸، ۱۰۹)

یکم ستمبر ۱۹۶۹ء کے انقلاب کے بعد جب لیبیا کے راہنما معمر القذافی نے عنان اقتدار سنبھالی تو پہلے والے طور طریقوں کو یکسر بدل دیا، عورتوں کے ساتھ جو سلوک روا رکھا جا رہا تھا وہ اس نڈر راہنما کو بالکل پسند نہ آیا، عورتوں کو نوکروں، خادموں اور مزدوروں کی طرح استعمال کیا جاتا تھا مگر قذافی نے اس رسم بد کو حرف غلط کی طرح مٹا ڈالا، قذافی نے عورتوں سے مردوں والا کام لینے پر پابندی عائد کی اور عورت کو وہ مقام دیا جو اسے اسلام نے دیا تھا، عورت کو وہ عزت دی جو اسلام کی تعلیمات بتاتی ہیں۔

کرنل قذافی نے یہود و نصاریٰ کی جانب سے پھیلائی جانے والی گمراہ کن رسومات کا قلع قمع کیا، عورتوں کو احساس کمتری اور احساس محرومی میں مبتلا رہنے کی بجائے انہیں حوصلہ دیا، اور انہیں اس کام پر کاربند کیا جو ان کو اسلام نے دیا تھا، یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر کے دیگر ممالک کی نسبت لیبیا میں سکون اور چین کی بانسری بج رہی ہے۔

افغانستان اور عورت؟: ۱۹۹۶ء میں افغانستان کے صوبہ قندھار سے ملا عمر مجاہد جیسے جرات مند، مسلمان راہنما کی قیادت میں دینی مدارس کے طلبہ کی ایک انقلابی جماعت ابھری جسے ''طالبان'' کہا جاتا ہے، چشم زدن میں ''طالبان'' قندھار کی سنگلاخ چٹانوں اور

پہاڑی راستوں کو عبور کرتے ہوئے افغان دارالحکومت کابل پر قابض ہوگئے، جس جس علاقے پہ ان نوجوانوں نے امن وسلامتی کا سفید پرچم لہرایا وہاں سے یہود ونصاریٰ کے اثرات ونشانات کو مٹا کر دم لیا، ''طالبان'' کی آمد سے پہلے افغان قوم کا روایتی کلچر مسخ ہو چکا تھا، عورتیں اور مرد مخلوط تعلیم حاصل کر رہے تھے، دفاتر میں مردوں اور عورتوں کا مخلوط نظام تھا، پردہ برائے نام تھا، ''طالبان'' نے اس اختلاط کو ختم کرنے کا اعلان کیا، عورتوں کی تعلیم و تربیت کے لئے علیحدہ مدارس کا اعلان کیا، پردہ کو قرآنی تعلیمات کے مطابق لازم قرار دیا، یورپ وامریکہ نے دنیا بھر میں واویلا کیا کہ ''طالبان'' نے انسانی حقوق پر شبخون مارا، ''طالبان'' عورتوں کے دشمن ہیں، لیکن ''طالبان'' نے کسی پروپیگنڈہ سے اثر نہیں لیا انہوں نے عورتوں کو اپنے دیس میں وہ مقام دیا جو اسلامی تعلیمات نے انہیں دیا۔

پاکستان اور عورت: پاکستان میں عورت کی تین حیثیتیں ہیں ان میں ایک حیثیت ان ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کی ہے، جو اسلامی پردہ کی عادی ہیں، جن کو جلوت گاہوں سے خلوت نشینی میں وفور اطمینان حاصل ہوتا ہے جن کے اجسام پر غیر مردوں کی نگاہیں نہیں پڑنے پاتیں یہ عورتیں اسلامی اقدار کی پاسبان ہیں۔

دوسرا طبقہ وہ ہے جو مشہوری کے لئے ہے، جن کے ہونٹوں پر سرخی، جن کے رخساروں پر مصنوعی غازہ، جن کے پاؤں میں پازیب اور ہاتھوں میں چوڑیوں کی جھنکار ہوتی ہے، اشیاءضروریہ کی خرید وفروخت کے لئے ایسی عورتوں کو پبلسٹی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ آٹے سے لیکر بیت الخلاء کے اندر استعمال ہونے والی اشیاء تک اس عورت کی تصویر کو ہر جگہ استعمال کیا جاتا ہے، ٹی وی کے اشتہارات میں یہی عورتیں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

پاکستانی صحافت کی چکی کے دونوں پاٹ اسی قسم کی عورت کے گرد گھومتے ہیں۔ پاکستانی اخبارات وجرائد اشتہارات کے بغیر زیادہ دیر زندہ نہیں رہ سکتے، اور نہ ہی وہ اخبار کی فروختگی پر اپنے ملازمین کو ہر ماہ لاکھوں روپے تنخواہ دے سکتے ہیں۔ اس مشکل کو آسان بنانے کے لئے اخبارات مختلف کمپنیوں سے اشتہارات وصول کرتے ہیں، اور کمپنیاں ایسے اشتہارات چھپواتی ہیں جن کو دیکھتے ہی کشش پیدا ہو، اور زیادہ سے زیادہ ان کا مال فروخت

ہو،اس مقصد کے لئے نوجوان لڑکیوں کی تصویریں اشتہارات میں لگائی جاتی ہیں۔

تیسری قسم پرلے درجہ کی گھٹیا قسم ہے،ان عورتوں کو عموماً بازاری عورتیں کہا اور سمجھا جاتا ہے،یہ عورتیں شاہی محلوں کی مالکائیں،اور اجارہ دار ہوتی ہیں،اس محلّہ میں الٰہی قانون ٹوٹتے ہیں، بندوں کے خود ساختہ قانون چلتے ہیں، ہزاروں نوجوانوں کی حسین و دلکش جوانیاں اگر خطرہ میں پڑی ہیں تو اس کی ذمہ دار عنداللہ یہی ہوں گی ، انہی عورتوں کی ایک نوع فنکاری اور اداکاری کرتی ہے، جو علانیہ تھرکتی اور ناچتی ہے۔

کشمیر اور عورت: کشمیر سیدھے سادھے لوگوں کی وادی ہے، یہاں کے لوگ دوسرے ممالک کی طرح عورتوں کو نہ شتر بے مہار کی طرح چھوڑتے ہیں، اور نہ ہی جیل کی اسیر بناتے ہیں، بلکہ معتدل اور درمیانہ درجہ، جو اسلام نے ان کو دیا ہے، وہاں کی عورتیں بلا حجاب باہر نہیں پھرتیں یہ سب سے بڑی خوبی ہے، کشمیری عورت اسلام کے بتائے ہوئے راستوں پر چلنے کی کوشش کرتی ہے۔

مختلف طبقات میں عورت کا مقام: یونانی کہتے تھے کہ عورت سانپ سے زیادہ خطرناک ہے، سقراط حکیم کا کہنا تھا کہ عورت سے زیادہ اور کوئی چیز دنیا میں فتنہ و فساد کی نہیں، وہ ایسا خوش نما درخت ہے جو بہت اچھا لگتا ہے، لیکن جب کوئی پرندا سے کھاتا ہے تو فوراً مر جاتا ہے، قدیس جرنا لکھتا ہے کہ عورت شیطان کا آلہ ہے، یوحنا کا قول ہے کہ عورت شر کی بیٹی ہے، امن وسلامتی کی دشمن ہے، انٹونی لکھتا ہے عورت شیطان کے بازوں کا کرشمہ ہے، اس کی آواز سانپ کی آواز ہے، بونان ویتوکر کا قول ہے عورت اس بچھو کی مانند ہے، جو ہر وقت ڈنک مارنے پر تلا رہتا ہے، قدیس سائپرس کا قول ہے کہ شیطان عورتوں کے ذریعہ ہماری روحوں پر قبضہ کرتا ہے، گریگری اعظم کا خیال ہے کہ عورت میں بھڑ کا زہر، اژدھے کا سا کینہ ہے، قدیس جان ڈسپین کہتا ہے کہ عورت کذب کی بیٹی، دوزخ کی رکھوالی، امن کی دشمن ہے، کرسوم ٹوم لکھتا ہے عورت کی وجہ سے شیطان نے دنیا میں غلبہ پایا، اسی نے آدم کو بہشت سے نکلوایا، درندوں سے زیادہ خطرناک ہے۔

عیسائیوں کی سب سے بڑی حکومت رومتہ الکبریٰ میں عورتوں کی حالت لونڈیوں سے بدتر تھی ان سے جانوروں کی طرح کام لیا جاتا تھا۔ اور یہ ذہن تھا کہ اس کو آسائش کی

ضرورت نہیں، معمولی قصور پر عورتوں کو ذبح کر دیا جاتا تھا، سولہویں سترھویں صدی میں جادو کی نفرت کی تحریک کا زور تھا، اس وقت عورت پر جادو کا الزام عائد کیا جاتا تھا، الگزنڈر ششم اور لونی دھم وغیرہ نے بے دردی کے ساتھ عورتوں اور ان کے بچوں کو جادو کے الزام میں ذبح کیا جس میں اول کے عہد میں ہزاروں عورتوں کو اس جرم میں جلایا جاتا تھا، لانگ پارلیمنٹ کی جانب سے سولی دی جاتی، ...... یورپ کی بہادر ترین عورت جون آف آرک کو جادو کا الزام لگا کر ہی جلایا گیا، جسے اب جدید یورپ نے بزرگ ترین عورت تسلیم کیا ہے۔

رومن کیتھولک اور عورت: رومن کیتھولک فرقہ کی تعلیمات کی رو سے عورت کلام مقدس کو چھو نہیں سکتی، اور گرجا میں داخل ہونے کی اجازت نہیں۔

اسلام کا خواتین سے سلوک: دوسرے تمام ادیان اور مذاہب کے برخلاف اسلام ایسا دین اور ایسا نظام حیات ہے، جس نے طبقہ نسواں کو مردوں کے ساتھ ساتھ حقوق دیئے ہیں، اسلام کی پوری تاریخ میں، ایک دن، ایک لمحہ، اور ایک آن بھی ایسی نہیں بتائی جا سکتی جس میں اسلام نے عورتوں کے حقوق پر شب خون مارنے، اور مردوں کی تجوریاں بھرنے کا حکم دیا ہو، بلکہ اسلام نے تو عورتوں اور مردوں کو بہترین سہولیات سے نوازا ہے، جو عورتیں یوں ہی لب کشائی کرتی اور اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کرتی ہیں، وہ جاہل ہیں اور ان کی عقلوں کو چیلیں کھا گئی ہیں۔ ہم ذیل میں ایسی خاتون کا مقالہ شامل کر رہے ہیں، جو ساری عمر پردہ کی داعی اور علمبردار رہی ہیں وہ گھر کی چار دیواری سے باہر ہو تو بھی باپردہ، وہ کسی عزیز رشتہ دار کے کاشانہ پر ہو تو بھی باپردہ اور اگر وہ خوش نصیب خاتون اسمبلی کے چیمبر میں ہوتی تو بھی باپردہ اس خاتون سے میری مراد قرون اولیٰ کی کوئی خاتون نہیں ہے بلکہ ہمارے موجودہ دور کی خاتون ہے، جس کا نام محترمہ جناب آپا نثار فاطمہ (مرحومہ و مغفورہ) ہے۔ یہ خدا کی سادہ لوح بندی ہمیشہ مغرب زدہ خواتین کے خلاف برسر پیکار رہی، ہمیشہ اسلام کی بالادستی اور مغربی خواتین کی کوتاہ بختی پر بات کرتی تھی، اسلام کی حقانیت کا علم لہراتی اور ان خواتین کو سمجھاتی تھی کہ تمہاری سوچ غلط ہے، اسلام صحیح ہے، اگر اسلام نہ ہوتا، تو تمہیں مولی اور گاجر کی طرح کاٹا جاتا تھا، اور تمہیں لوگ بالوں اور گھٹنوں سے پکڑ کر یوں ہی زندہ

درگور کردیتے تھے، تمہاری وقعت اور ویلیو اسلام نے بڑھائی ہے، تمہیں اسلام نے عظیم مقام دیا ہے، تمہیں اسلام نے بلندی عطاء کی ہے، تمہیں اسلام نے تحفظ دیا ہے، اسلام نے تمہارے ناموس اور تمہاری عزت کی پاسبانی کا حق ادا کیا ہے، آج تمہیں اس محسن اور عظیم دین کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے ہوئے سوچنا چاہئے کہ اسلام نے تم پر کس قدر احسان کیا ہے؟ اور تم اس احسان کا صلہ کس طرح دے رہی ہو۔

محترمہ آپا نثار فاطمہؒ اپنی شستہ برجستہ اور سنجیدہ تحریر میں قوم وملت کے سامنے اس انداز میں اسلام کے عدل ومساوات کا ذکر کررہی ہیں، اور وقت کے حکمرانوں کی توجہ کس طرف مبذول کرارہی ہے اس کا اندازہ فرمایئے۔

معاشرہ خواہ اسلامی ہو یا غیر اسلامی درحقیقت عورت کا اس سے گہرا تعلق ہے۔ تخلیق خواہ مصنوعات کی ہو یا انسانیت کی جب تک تخلیقی ذرائع عمدہ اور اعلیٰ میسر نہ ہوں گے کوئی عمدہ تخلیق پیش نہیں کی جاسکتی۔ کارخانہ قدرت میں رب کریم نے اپنی ذات کے بعد بہترین تخلیقی صلاحیتوں سے اپنی بندیوں کونوازا اور اس شعبہ حیات میں نہ صرف اسے یکتا کیا بلکہ اس کی ان صلاحیتوں کی بنا پر اسے عظمتوں کی تمام تر بلندیاں عطا کیں، اس کی خدمات کا اعتراف ہی نہیں کیا بلکہ اس کی جزا سے بھی نوازا اور ہادیٔ کائنات سے سوال کیا گیا کہ ماں باپ میں سے کس کا حق زیادہ ہے؟ تو آپ نے فرمایا۔ ماں کا، تین بار جواب فرمایا اور چوتھی بار باپ کا فرمایا۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے (ہم نے انسان کو ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کا حکم دیا اس کی ماں نے تکلیف اٹھا کر پیٹ میں رکھا اور تکلیف جھیل کر جنا اور تیس ماہ تک دودھ پلاکر پرورش کی۔

عورت کی تخلیقی صلاحیتوں کی جس بھرپور انداز میں قدردانی مذہب اسلام نے کی ہے اس کی مثال کسی دوسرے مذہب اور تہذیب میں ملنی مشکل ہے عورت کو جنس کی منڈی میں لاکر تو اس کی قیمت بڑھائی گئی خواہشات کی تکمیل کا ذریعہ تو سمجھا گیا لیکن افضل درجہ دے کر اس کی عزت وتکریم کی بات کسی تاریخ میں نہیں ملتی۔ یہ صرف مذہب اسلام ہے جس نے بیٹی کو وراثت میں حصہ عطا کیا اور نیک چلن عورتوں پر بہتان کی سزا رکھی اور صرف جسمانی سزا پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اسلامی معاشرہ میں اس فرد کی حیثیت کو بھی ختم کردیا اور فرمایا۔ ان کی شہادت کبھی قبول نہ کرو اور یہ لوگ فاسق ہیں۔ (النور) اعمال میں سزا اور سزا

میں برابری دی بلکہ عورت کی طبعی کمزوریوں کے پیش نظر مردوں کے مقابلہ میں بہت سی سہولتوں سے نواز کر بھی جزا برابر رکھ دی گئی۔ مثلاً نماز باجماعت اور نماز جنازہ اور جہاد بالسیف، حج بغیر محرم کے۔

حضور اکرمؐ کی زندگی میں بہت سی مثالیں ہیں کہ آپ ازواج مطہرات سے مشورہ کرتے تھے اور مفید سمجھتے تو عمل بھی فرماتے تھے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر لوگ بغیر عمرہ کے احرام کھولنے کے لئے تیار نہ تھے آپؐ پریشان تھے ام سلمہؓ نے مشورہ دیا کہ آپؐ ایسا کیجئے سب آپ کی پیروی کریں گے۔ چنانچہ ایسا ہی آپ نے کیا تو سب اصحابؓ نے آپ کی پیروی میں ایسا ہی کیا۔

خواتین کی تعلیم کو مردوں کے برابر اہمیت دی اور فرمایا کہ مرد و عورت دونوں پر تحصیل علم فرض ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام جس مثالی معاشرہ کو قائم دیکھنا چاہتا ہے وہ خواتین کو پیچھے چھوڑ کر اور ان کا ہاتھ پکڑے بغیر قائم نہیں ہوسکتا۔

علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

آغوش صدف جس کے نصیبوں میں نہیں ہے
وہ قطرۂ نیساں کبھی بنتا نہیں گوہر!

جس گود سے آپ کو ملک چلانے کے لئے بہترین سیاست دان، نامور جرنیل اور عادل جج اور ایماندار تاجر اور محنتی افرا کو حاصل کرنا ہے آپ کس طرح اس گہوارہ کو نظر انداز کر سکیں گے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس کی قوتوں اور صلاحیتوں سے بھرپور استفادہ کے لئے بہت صاف اور واضح احکامات کے ذریعے اس مخلوق کے حقوق کا بھی تعین کیا اور اس کے دائرہ کار کی بھی وضاحت فرمادی اس کی ذمہ داریاں بھی اس کو بتادیں اور بہترین خواتین کی صفات بھی ارشاد فرمادیں۔ دو بیٹیوں کی پرورش پر آپؐ نے جو جنت کی خوشخبری دی تو اس کی وجہ بھی یہ ہے کہ اچھی مائیں معاشرہ کو تیار کر کے دنیا کی بہت بڑی خدمت بھی ہے اور صدقہ جاریہ بھی۔ ایک اچھی بیٹی تیار کردی جائے تو ایک اچھا کنبہ وہ خود تیار کر لیتی ہے۔ ہر عظیم مرد کے پیچھے دو عظیم ہاتھ اس کی ماں کے ہوتے ہیں لہٰذا اسلامی فلاحی معاشرہ کے لئے وہ عورتیں تو یقیناً مفید اور مؤثر ہوسکتی ہیں جو اسلامی تعلیمات اور اسلامی احکامات کی حامل ہوں۔ ان کا وجود معاشرے کے لئے رحمت کا باعث ہوتا ہے۔ وہ اپنی صبر و قناعت، ہمدردی و اخلاص،

جود و سخا، سچائی اور عفت، شرم و حیا اور عفو و درگزر اور حسن اخلاق سے وہ نہ صرف اپنے گھر بلکہ شہروں اور ملکوں اور قوموں کے عروج کا باعث بنتی ہے کہ بنی نوع انسان کو اخلاقی رشتوں میں پرو دیتی ہے جو قومیں ایسی ماؤں کے سائے میں بیٹھتی ہیں وہ اخوت کا درس سیکھتی ہیں اور دلوں کو نسلی، صوبائی اور مذہبی عصبیتوں سے داغدار نہیں کرتیں بلکہ زخموں کے لئے مرہم کا کام کرتی ہیں۔ بقول علامہ اقبال

حافظ رمز اخوت مادراں
قوت قرآں و ملت مادراں

دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

سیرت فرزند از امہات
جوہر صدق و صفا از امہات
از امومت حرم رفتار حیات
از امومت کشف اسرار حیات
از امومت پیچ و تاب جوئے ما
موج و گرداب و حباب جوئے ما

ماؤں سے ہی زندگی کی سرگرمیوں کا وجود ہے، ماؤں سے ہی زندگی کے راز کھلتے ہیں، ماؤں سے ہماری زندگی کے دریاؤں کے پیچ و تاب قائم ہیں۔ ہمارے دریاؤں میں موجیں گرداب اور حباب اٹھتے ہیں وہ ماؤں کی بدولت ہیں۔

جہاں را محکمی از امہات است
نہاد شان امین ممکنات است
اگر ایں نکتہ را قومے نداند
نظام کاروبارش بے ثبات است

اس دنیا کو ماؤں کی بدولت استحکام حاصل ہے ان کی ذات امین ممکنات ہے اگر کوئی قوم اس نکتہ کو نہیں جانتی تو اس کا نظام زندگی ناپائیدار ہے۔

ماؤں کی صف پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو سب سے پہلے ہمیں امہات المومنین نظر آتی ہیں اور حضرت فاطمۃ الزہرہؓ جیسی پاکیزہ ماں نظر آتی ہیں جن کی گود سے امام حسینؓ

جیسے بہادر اور حق پرست نوجوان چشم کائنات نے ابھرتے دیکھے۔ لہذا اسلامی معاشرہ کی سب سے مقدم ضرورت اور سب سے اہم کردار ماں ہے۔ ان ماؤں کے بغیر کوئی بھی ریاست صحیح فلاحی معاشرہ تیار نہیں کرسکتی۔ تہذیب جدید نے عورت کو جو شعور دیا ہے اس میں سب سے گھناؤنا کردار ماں کو بتایا جاتا ہے اور اس عورت کے لئے ماں بننا شرف نہیں بلکہ اپنے درد کو مٹانا ہے جب کہ اسلامی معاشرہ میں عورت ماں کے مقام پر فائز ہو کر اپنے آپ کو دنیا کے بلند مقام پر سمجھتی ہے۔ یہ ہماری بدنصیبی ہے کہ ہم عورت کی حیثیت اور اس کے کردار کے بارے میں اسلامی حیثیت کے مطابق مرتبہ و مقام نہ دے سکے۔

جس کے نتیجہ میں ہم بھی تقلید مغرب میں اپنے دفتر و بازار کی رونق بنا ڈالتے ہیں اور کبھی معیشت کو بہتر بنانے کے لئے اس کے استعمال کے طریقے سوچتے ہیں۔ یہ سب تو جاہلیت کے دور میں بھی عورت کے ساتھ ہوتا رہا اسلام نے جو مقام دیا تھا وہ ان سب سے بڑھ کر تھا اس مقام کو حاصل کئے بغیر عورت کو وہ شرف حاصل نہیں ہوسکتا جس کی وہ تمنا رکھتی ہے اور جس کے لئے مطالبے اور مظاہرے کرتی ہے جب عورت کو وہ شرف حاصل نہیں ہوسکتا جس کی وہ تمنا رکھتی ہے اور جس کے لئے مطالبے اور مظاہرے کرتی ہے جب عورت اپنی فطرت کے قریب ہوتی ہے اور اپنے فرائض منصبی کو ادا کرنے لگتی ہے تو عورت صرف عورت نہیں ہوتی بلکہ وہ ایک تعلیم گاہ ہے اور ایک دانش کدہ ہے جس سے بڑے بڑے عالم، سائنسدان، دانشور بہادر جرنیل، تاجر، حاکم سب فیض پاتے ہیں۔ وہ اپنے وجود میں ایک سوشل ویلیفئر کا ایسا ادارہ ہے جس کے سائے میں یتیم، مساکین، معذور اور بے روزگار افراد اور مریض سب چین وسکون حاصل کرتے ہیں اپنی ضروریات کے لئے اپنی پناہ گاہ سمجھتے ہیں۔ عورت اپنے وجود میں ملکی دفاع کا ایک ایسا بیڑا ہے کہ وہ ملک کو سچے بہادر، جان باز فراہم کرتی ہے کہ وہ نہ ملکی راز بیچتے ہیں نہ دشمن کے ہاتھ سے مار کھاتے ہیں بلکہ اللہ کی رحمت سے جہاں ان کا پیر پڑتا ہے وہاں خیر کا پیغام پہنچتا ہے۔

اس مضمون میں یہ بات خواتین وحضرات نے پڑھ لی کہ اسلام نے عورت کے ساتھ کوئی ظلم نہیں کیا۔ بلکہ اسلام نے عورت کو جتنے حقوق دیئے اس کے تصور میں بھی نہ تھا۔ اور نہ ہی دوسرے مذاہب عورت کو اتنے حقوق دینے کے لئے آمادہ ہیں اور نہ ہی ان مذاہب کی تعلیمات میں ہے۔

عورت، اسلام اور دیگر مذاہب

ادیان عالم نے عورت کو عورت نہیں سمجھا، عورت کو طائفہ انسانی کا ایک فرد تسلیم نہیں کیا، بلکہ عورت کو ایک غیر انسانی شئی سمجھ کر اس سے بار برداری، اور دیگر امور کی انجام دہی کے لئے کام لیتے رہے، مال و متاع کی طرح عورت کی بھی اتنی ہی حیثیت تھی لیکن اسلام کا جب ان ادیان کے ساتھ مقابلہ کیا جاتا ہے، تو ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ اسلام نے نسوانیت کا کتنا لحاظ کیا، اس طبقہ کو کتنی بلندی عطاء کی اس کو کتنا اعلیٰ اور اونچا مقام عطاء فرمایا، خواتین اگر ساری زندگی اسلام کے احسانات اتارتی رہیں، تو نہیں اتار سکتیں۔ اسلام جو عورتوں پر جو احسانات کئے ہیں، ان کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔

پوری تاریخ انسانی کو کھنگالا جائے، تاریخ کے اوراق پلٹے جائیں، انسانی تمدن کی ہسٹری اس بات پر شاہد عدل ہے، کہ اسلام کی آمد سے قبل پورے عالم میں عورت کا وجود، ذلت، شرم اور باعث عار تھا، اور سمجھا جاتا تھا، اگر کسی کے گھر بیٹی پیدا ہوتی تو یہ بات باپ کے لئے سخت عیب اور باعث ننگ و عار خیال کی جاتی تھی، جاہل لوگ سسرالی رشتوں کو کمتر اور کہتر سمجھتے تھے ...... سنگدل باپ بیٹی کی پیدائش پر چیں بجبیں ہو جاتے تھے، لوگ اس ذلت اور شرم کا داغ دھبہ اتارنے کے لئے بیٹی کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔

یہ تو بات جہلاء کی تھی، ناواقفوں کی تھی، ان پڑھوں اور نادانوں کی تھی، عرصہ دراز تک، بڑے بڑے سمجھدار، اور دانشور، پڑھے لکھے لوگ بھی، اس بحث مباحثے کا شکار تھے۔ کہ کیا عورت انسان ہے؟ یا کہ نہیں؟ اور رب تعالیٰ نے اسے روح دی ہے؟ یا کہ نہیں ...... لیکن اسلام ایک ایسا جامع دین ہے، ایسا عالمگیر دین ہے، اور ایسا دائمی لائحہ زندگی ہے، جس کو اپنانے، ماننے، اور تسلیم کرنے کے بعد انسان کی ساری مشکلات دور، ساری پشیمانیاں دور، اور سارے عقدے تارتار ہو جاتے ہیں۔

قرآن حکیم نے جاہلی ذہنیت اور جاہلی معاشرہ کی بے ہودگی کا وہ نقشہ کھینچا ہے، جس میں بتایا گیا ہے کہ جاہلی لوگ بچی کی ولادت پر بہت کڑھتے تھے اور سیاہی ان کے چہروں کے گرد گھیرا ڈال لیتی تھی۔ ارشادی ربانی ہے۔

"وَ اِذَا بُشِرَ اَحَدُھُمْ بِالْاُنثیٰ ظَلَ وَجْھُه مسود وھو کظیم o یتواری من القوم من سوء ما بشر به ایمسکه علی ھون ام

يدسه في التراب" (النحل:۷)
اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی پیدا ہونے کی خوشخبری سنائی جاتی، تو اس کے چہرہ پر سیاہی چھا جاتی تھی، اور جی میں گھٹ رہا ہوتا، اس خوشخبری کی برائی کے سبب جس کی اس کو بشارت دی گئی، لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے، اس تردد میں کہ بے عزتی قبول کر کے اسے دنیا میں رہنے دے، یا اسے مٹی میں دبا دے۔

جز و انسان: قرآن حکیم ہمیں بتلاتا ہے کہ عورت کوئی الگ صنف نہیں ہے، بلکہ عورت مرد کی جز و ہے، اللہ تعالیٰ نے ایک ہی جسم سے عورت کو پیدا کیا، ارشاد ربانی ہے۔
"خلقكم من نفس واحدة وخلق منها زوجها" (النساء:۱)
اللہ تعالیٰ نے تم سب کو ایک ہی نفس سے پیدا کیا اور اسی کی جنس سے اس کے جوڑے کو پیدا کیا۔

اس آیت سے ان لوگوں کی تردید ہو جاتی ہے، جو عورت کو انسان تصور نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا کہ عورت کو اسی جنس سے ہم نے پیدا کیا، اب تھوڑا سا دماغ اور تھوڑی سی عقل رکھنے والا انسان بھی اس سے بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے، معلوم ہوا کہ جو لوگ اس بات پر بحث مباحثہ کرتے رہے کہ عورت انسان بھی ہے یا کہ نہیں؟ عورت میں روح ہے یا کہ نہیں؟ تو وہ لوگ سخت غلط فہمی کا شکار رہے، اور ان کے سارے مفروضے اور ساری قیاس آرائیاں تار عنکبوت ثابت ہوئیں، اور ان کی یہ باتیں تضیع اوقات کا باعث بنیں۔

عورت رب تعالیٰ کی نظر میں: اب ہم اس عنوان کے تحت وہ قرآنی آیات پیش کر رہے ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے، کہ عورت اللہ کے ہاں ایک عمدہ مخلوق ہے، اگر مرد کی طرح یہ بھی عمل صالح کرے، تو اس کو بھی جزائے خیر ملے گی، اگر مرد کی طرح عورت بھی شرو شرور میں ملوث ہوگی تو اس کو بھی سزا ملے گی، یعنی اس بحث سے ہمیں یہ اندازہ لگانا ہے، کہ عورت کو اللہ تعالیٰ نے کن کن طریقوں سے سدھارنے اور سنوارنے کی تلقین اور حکم فرمایا، ارشاد ربانی ہے۔
"ومن يعمل من الصالحات من ذكر او انثى وهو مومن فاولئك

يدخلون الجنة ولا يظلمون نقيرا o "(النساء۱۲۴)
اور جوکوئی نیک کام کرے گا، مرد ہو یا عورت، اور وہ صاحب ایمان بھی ہو تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے، اوران پر ذرا بھی ظلم نہیں ہوگا۔

ارشادربانی ہے۔

"فاستجاب لهم ربهم انی لا اضيع عمل عامل منكم من ذكر او انثى بعضكم من بعض" (آل عمران:۱۹۵)
پس ان کی دعاء کوان کے پروردگار نے قبول کرلیا، اس لئے کہ میں تم میں کسی عمل کرنے والے کے مرد ہو یا عورت عمل کو ضائع نہیں کرتا تم آپس میں ایک دوسرے کا حصہ ہو۔

ارشادربانی ہے۔

"من عمل صالحا من ذكر او انثى وهو مومن فلنحيينه حيوة طيبة ولنجزينهم اجرهم باحسن ما كانوا يعملون o" (النحل:۹۷)
نیک عمل جو بھی کرے گا مرد ہو یا عورت بشرطیکہ صاحب ایمان ہو تو ہم اسے ضرور ایک پاکیزہ زندگی عطا کریں گے، اور ہم انہیں ان کے اچھے کاموں کے عوض میں ضرور اجر دیں گے۔

ارشادربانی ہے۔

"ان المسلمين و المسلمت والمومنين والمومنات والقنتين والقنتت والصاديقين والصدقات والصبرين والصبرت والخشعين والخشعت والمتصدقين والمتصدقت والصآئمين والصآئمات والحفظين فروجهم والحافظت والذكرين الله كثيراً والذكرات اعد الله لهم مغفرة وا جراً عظيماً o " (الاحزاب:۳۵)
بے شک مسلمان مرد، اور مسلمان عورتیں، اور مومن مرد و مومن عورتیں، اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں، اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور صابر مرد و صابر عورتیں اور خشوع والے اور خشوع والیاں، اور تصدق کرنے والے مرد اور تصدق کرنے والیاں، اور روزہ رکھنے والے اور روزہ رکھنے والیاں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور عورتیں، اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور عورتیں، اللہ نے

سب کے لئے مغفرت اور اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔

ارشاد ربانی ہے۔

"والمومنون والمؤمنات بعضهم اولياء بعض يا مرون بالمعروف وينهون عن المنكر ويقيمون الصلوة ويؤتون الزكوة ويطيعون الله ورسوله، اولئك سيرحمهم الله" (التوبہ:۷۱)

اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں بعض ان کے بعض کے دوست ہیں، نیکی کا حکم کرتے اور برائی سے روکتے ہیں، اور نماز کی پابندی کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں، اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں اللہ ان پر ضرور رحمت کرے گا۔

ارشاد ربانی ہے۔

"يا ايها الناس انا خلقنكم من ذكرو انثى وجعلنكم شعوبا و قبائل لتعارفوا، ان اكرمكم عند الله اتقكم" (الحجرات:۱۳)

اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا، اور تمہیں مختلف قومیں اور خاندان بنا دیا، کہ ایک دوسرے کو پہچان سکو بے شک تم میں سے پرہیز گار تر اللہ کے نزدیک معزز تر ہے۔

ان آیات مذکورہ میں کہیں بھی ہمیں یہ نظر نہیں آیا، کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کے ساتھ تو امتیازی سلوک کیا ہو، اور عورتوں کو درخور اعتناء نہ سمجھا ہو، بلکہ اللہ کی میزان اور ترازو پر دونوں تلتے اور روزن ہوتے ہیں، جس جس کے جتنے جتنے اعمال ہوں گے اتنا اتنا وہ بارگاہ ایزدی کا مقرب شمار ہوگا، مرد ہو یا زن اس میں امتیاز نہیں ہوگا، نیک کام مرد کریں گے انہیں اس کے مطابق اجر ملے گا، نیک کام عورتیں کریں گے، انہیں اس کے مطابق اجر ملے گا، اور بداعمالیوں کی مناسبت سے دونوں کو سزا بھی ملے گی، اللہ کی عدالت ظالمانہ نہیں ہے، عادلانہ ہے، اللہ تعالیٰ کے ترازو میں خم نہیں اور نہ کسی طرح جھکاؤ ہے، وہ صحیح پرکھتا ہے، اور ٹھیک ٹھیک پڑچول کرتا ہے۔

ارشاد ربانی ہے۔

"من عمل سيئة فلا يجزى الا مثلها ومن عمل صالحاً من ذكر او

انثی وھو مؤمن فاولئك يدخلون الجنة يرزقون فيها بغير حساب"

جو بُرا کام کرے گا وہ اسی طرح بدلہ پائے گا، اور جو نیکی کرے گا مرد ہو یا عورت مگر ہو مومن تو جنت میں داخل ہوں گے، اور وہاں بے حساب رزق پائیں گے۔

عورت کے حقوق: قرآن حکیم نے عورتوں کے حقوق کا بھی لحاظ کیا ہے، جہاں مردوں کے حقوق کا ذکر کیا وہاں عورتوں کو فراموش نہیں کیا، بلکہ انہیں بھی معاشرے کا ایک اہم فرد سمجھتے ہوئے حقوق کا مستحق قرار دیا، قرآن حکیم نے صراحت کر دی، کہ اسلام دوسرے مذاہب کی طرح جنس انسانی کے ایک فرد کے حقوق پر غاصبانہ پنجہ نہیں گاڑھتا اور نہ ہی اس کے نجی اور معاشرتی حقوق پر شب خون مارتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"ولهن مثل الذی علیهن بالمعروف" (بقرہ)

اور عورتوں کے لئے اسی طرح حقوق مردوں پر ہیں جس طرح مردوں کے حقوق عورتوں پر ہیں۔

عورت اور میراث

اسلام نے اپنی عمدہ اور اعلیٰ تعلیمات میں عورت کو وراثت میں بھی شریک کیا ہے، دوسرے مذاہب نے عورتوں کو ان کے حق میراث سے محروم کیا، انہیں حصہ دار نہیں سمجھا، جو جائیداد ترکہ میں بچی اسے مردوں نے تقسیم کر لیا، مگر عورت بیچاری مظلوم دیکھتی ہی رہ جاتی تھی اسلام نے اس مظلوم کی دادرسی کی، اس کے سر پر دلاسہ دیا، اور اسے مردوں کی طرح ترکہ و میراث میں شریک ٹھہرایا۔

ارشاد ربانی ہے۔

"للرجال نصيب مما ترك الوالدان والاقربون وللنسآء نصيب" (نساء)

والدین اور رشتہ دار جو ترکہ چھوڑیں اس میں مردوں کا بھی حصہ ہے اور عورتوں کا بھی

عورت اور حق مہر: اسلام نے عورت کو حق مہر دینے کا بھی حکم فرمایا، مگر دوسرے مذاہب نے ظلم یہ کیا کہ انہوں نے عورت کے ساتھ شہوانی خواہشات کو ٹھنڈا کرنے کا درس دیا، اپنی مرضی سے عورت کو استعمال کرنے کی تعلیم دی۔ جب جی چاہا استعمال کرلیا، مگر اس کا حق مہر ادا نہ کیا، یہ بھی عورت پہ ظلم تھا، اسلام نے اس ظلم کے خلاف آواز اٹھائی، اس ظلم کی چکی کے پاٹ چکنا چور کرتے ہوئے اس ظالمانہ قانون کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر کے ارشاد فرمایا:

"وآتو النسآء صدقاتهن نحله وعاشر وهن بالمعروف" (بقرہ:۱۵)

اور عورتوں کو ان کا حق مہر ادا کردو، مردوں کو چاہئے کہ وہ اپنی عورتوں کے ساتھ بہترین معاشرت کا ثبوت دیں۔

عورت باعث سکون ہے: عورت کو اللہ تعالیٰ نے مردوں کی تسکین قلبی کے لئے پیدا کیا ہے، مودت اور رحمت کے لئے پیدا کیا ہے، اس کو باندی، لونڈی، اور مال ومتاع کی طرح نہ سمجھا جائے اس سے محض شہوانی جذبات کو ٹھنڈا نہ کیا جائے .... بلکہ اس کو معاشرے میں ایک اہم فرد کی حیثیت اور نظر سے دیکھا جائے۔

ارشاد ربانی ہے۔

"ومن آياته خلق لكم من انفسكم ازواجاً لتسكنوا اليها وجعل بينكم مودة ورحمة"

اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے تمہارے نفوس سے تمہاری رفیقہ حیات کو پیدا کیا، تاکہ اس کے ذریعہ سے تم سکون قلب حاصل کرو، اور اس نے تمہارے درمیان محبت ورحمت کو پیدا کیا۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا کہ "ھن لباس لکم وانتم لباس لھن" علامہ ابن کثیرؒ نے اپنی مایہ ناز تفسیر میں اس لباس سے مراد سکون لیا ہے .... جہاں عورت کے دیگر بیشمار فوائد ہیں، وہاں مردوں کے لئے سب سے بڑا فائدہ جو فراہم کرتی ہے وہ سکون قلبی ہے، انسان دیگر رذالتوں سے دور ہو جاتا ہے، جانوروں کی طرح بری جگہوں پر منہ مارنے سے پرہیز کرتا ہے۔

عورتوں کی کفالت مرد کے ذمہ ہے: اسلام نے جہاں عورت کو بہت سی سہولیات سے نوازا ہے، اور مردوں کے ذمہ بہت ساری ڈیوٹیاں عائد کی ہیں، وہاں اسلام نے عورت پر ایک اور احسان یہ کیا ہے کہ اس نے عورت کی کفالت کا ذمہ مرد کے کندھوں پر رکھ دیا ہے، عورت خورد ونوش، گھریلو ضروریات کی فراہمی سے بری الذمہ قرار دی گئی ہے۔

ارشاد ربانی ہے۔

"الرجال قوالون علی النسآء بما فضل اللّٰہ بعضھم علی بعض و بما انفقوا من اموالھم" (النساء)

اس لئے کہ اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر (خاص خاص باتوں میں) فضیلت دی ہے، نیز اس لئے کہ مرد اپنا مال جوان کی محنت سے جمع ہوتا ہے عورتوں پر خرچ کرتے ہیں۔

مرد اپنی زندگی کی محنت کا سرمایہ عورت پر خرچ کرتا ہے، اور عورت بلا مشقت و محنت اس سرمایہ سے مستفید اور لطف اندوز ہوکر مطمئن ہوتی ہے، اور زندگی کے ایام آسانی سے بسر کرتی ہے...... عورت چونکہ جسمانی طور پر انتہائی کمزور ہے، اس لئے حکیم مطلق نے اپنی حکمت نافعہ کے تحت اس کمزور پر بوجھ نہیں ڈالا، بلکہ ایسے شخص پر اس کا بوجھ ڈالا، جو اس بوجھ کو اٹھانے کی اہلیت بھی رکھتا ہے، اور صلاحیت بھی رکھتا ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق عورت کا نفقہ ہر حال میں مرد پر فرض قرار دیا گیا ہے، حتی کہ عورت اپنا نفقہ نہ ملنے کی صورت میں مرد سے طلاق تک کا مطالبہ کرسکتی ہے۔ (عورت اور اسلام ص ۱۸)

حدیث پاک کے اندر آتا ہے "تقول المرأۃ اما ان تطعمنی واما ان تطلقنی" (بخاری) عورت کہتی ہے یا تو تم مجھے کھانا دو یا سیدھی طرح طلاق دے دو، ایک دوسری روایت کے مطابق اگر شوہر بیوی بچوں پر حسب ضرورت خرچ نہ کرتا ہو یا بخل سے کام لیتا ہو یا وہ غائب ہوتو بیوی کو اختیار ہے کہ وہ شوہر کے مال میں سے اس کی اجازت کے بغیر حسب ضرورت اپنا خرچ لے سکتی ہے، بلکہ اس کو اس فعل پر نصف اجر وثواب بھی ملے گا، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوسفیان کی بیوی ہندہ بنت عتبہؓ کی شکایت پر اجازت دیتے ہوئے فرمایا:

"خذی مایکفیك و ولدك بالمعروف" (بخاری) اپنے شوہر کے مال سے معروف طور پر اتنا لے لو جو تمہارے اور تمہارے بچوں کے لئے کافی ہو جائے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو یہاں تک ارشاد فرمایا "اذا انفقت المرأة من کسب زوجها غیر امره فله نصف اجره" (بخاری) جب عورت اپنے شوہر کے مال میں سے اس کی اجازت کے بغیر خرچ کرتی ہے تو اس کو نصف اجر ملے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر جو تاریخ ساز خطبہ ارشاد فرمایا اس میں آپ نے واضح فرمایا "الا و حقهن علیکم ان تحسنوا هن فی کسوتهن و طعامهن" (جامع ترمذی) ہاں ان عورتوں کا تم پر حق ہے کہ تم ان سے ان کے کھانے کپڑے میں اچھا برتاؤ کرو۔

ان نبوی ارشادات کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے، کہ عورت کی کفالت مرد کے ذمہ ہے، نان نفقہ، کپڑا، کھانا پینا، یہ سب چیزیں مہیا کرنا مرد کا کام ہے، اور عورت کا کام مرد کے گھر کی حفاظت کرنا، اس لئے بچوں کی پرورش کرنا، اور اس کی امانت کا تحفظ کرنا، عورتوں کا کوئی کام نہیں کہ وہ نوکریاں ڈھونڈیں یا خرید وفروخت کریں۔

اگر عورت کو اس بات کی اجازت دے دی جائے کہ وہ بھی مردوں کے شانہ بشانہ کسب معاش کے لئے سرگرداں اور کوشاں ہو جائے، تو اس طرح زندگی کا سارا نظام درہم برہم ہو جائے تو اصل رکاوٹ اس سلسلہ میں یہ ہے کہ اگر عورت کو کھلی اجازت دے دی جائے، تو پردہ جو عورت کے ناموس کے تحفظ کے لئے انتہائی ضروری ہے، اس کا ناس ہو جائے گا، اور احکام الٰہی کی نافرمانی لازم آئے گی، عورت معاش کے چکر میں پھنس کر اپنی اصل ذمہ داریوں کو ترک کر دے گی، اپنی اصل ذمہ داری سے جب عورت پہلو تہی کریگی، تو نتیجۃً خاندان اور تمدن تباہ و برباد ہو جائے گا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیوی کی کفالت کے معاملہ کو بھی فراموش نہیں کیا، بلکہ ارشاد ہوتا ہے "انك لن تنفق نفقةً تبتغی بها وجه اللّٰه الا اجرت علیها فی ما تجعل فی فم امرأتك" (بخاری) تم اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کی خاطر جو بھی خرچ کرو گے، اس کا اجر وثواب دیا جائے گا، یہاں تک کہ جو لقمہ تم اپنی بیوی کے

منہ میں ڈالو گے اس کا بھی۔

عورت اور تبرج جاہلیت: اسلام نے عورت کے حفظ ناموس کی خاطر ہر موقع پر اسے متنبہ کیا، تا کہ عورت کی ردائے عصمت وعفت کو کوئی روگ باطن والا شخص داغدار نہ کردے، اس لئے اسلام نے عورتوں کو زمانہ جاہلیت کی عورتوں کی طرح بن ٹھن کر، ٹیپ ٹاپ کر کے، کھلے بندوں پھرنے اور گھروں سے نہ نکلنے کا حکم دیا ارشاد ربانی ہے۔

"وقرن فی بیوتکن ولاتبرجن تبرج الجاهلية الاولی"

اور اپنے گھروں میں وقار سے رہو، اور قدیم زمانہ جاہلیت کی طرح اپنے بناؤ سنگار دکھاتی نہ پھرو

عورت اور حکم جلباب: اسلام نے عورت کو باوقار بنانے، اور غنڈوں کی دست درازی اور چیرہ دستیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے بڑی بڑی چادریں لٹکانے کا حکم دیا، ارشاد ربانی ہے۔

"یا ایها النبی قل لازواجك وبنتك ونسآء المؤمنین یدنین علیهن من جلا بیبهن"

اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنے چہرہ پر اپنی چادروں میں سے گھونگھٹ نکال لیا کریں۔

عورت کی بیعت: قرآن کریم کی سورۃ ممتحنہ میں رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے میرے نبیؐ جب آپ کے پاس ایمان والی عورتیں بیعت کرنے آئیں تو ان باتوں کا اقرار ان سے کروالیجئے۔

☆...... وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گی۔

☆...... چوری نہیں کریں گی۔

☆...... بدکاری نہیں کریں گی۔

☆...... اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی۔

☆...... اور اپنے ہاتھ پاؤں کے درمیان کوئی بہتان بنا کر نہیں لائیں گی۔

☆...... جن اچھے کاموں کا آپ حکم دیں گے، وہ اس کو بجالائیں گی۔
☆...... کسی اچھے کام میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی۔
تب آپ ان کو بیعت کرلیں اوران کے لئے بخشش کی دعا کریں۔

"یا ایھا النبی اذا جاء ك المؤمنت یبایعنك علی ان لایشرکن باللّٰہ شیاء ولا یسرقن ولایزنین ولایقتلن اولادھن ولایاتین ببھتان تفترینہ بین ایدیھن وارجلھن ولایعصین فی معروف فبا یعھن واستغفرلھن اللّٰہ"

مرد اور عورت کو فضیلت میں برابری: رب تعالیٰ کے فرمان کے مطابق جو خصوصیات مرد وعورت کو عطا ہوئی ہیں ان میں فضیلت کا پہلو کسی ایک کے لئے ہی مخصوص نہیں، کہ عورتیں یوں سمجھ لیں کہ مرد ہم سے زیادہ فضیلت والے ہیں، بلکہ اصل بات یہ ہے کہ افضیلت کا مدار اعمال صالحہ کی بجا آوری پر ہے، اگر عورتیں نیک اعمال سرانجام دیں گی تو وہ برتری حاصل کریں گی، اور اگر مرد اعمال صالحہ کریں گے تو برتری ان کو حاصل ہوگی، ارشاد ربانی ہے۔

"ولاتتمنوا ما فضل اللّٰہ بہ بعضکم علی بعض للرجال نصیب مما اکتسبو، وللنساء نصیب مما اکتسبن واسلو اللّٰہ من فضلہ ان اللّٰہ کان بکل شئ علیما" (نساء)

اورتم ارمان نہ کرو، اللہ تعالیٰ نے مرد وعورت کو بعض کی بعض پر فضیلت دی ہے، مرد جو کمائیں گے اس کا حصہ پائیں گے، عورتیں جو کمائیں گی اس کا حصہ پائیں گی اللہ سے اس کی بخشش میں حصہ مانگو، اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

عورتوں سے حسن سلوک کا حکم: مردوں کو عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔ارشاد ربانی ہے۔

"وعا شروھن بالمعروف فان کرھتموھن فعسی ان تکرھوا شیئاً ویجعل اللّٰہ فیہ خیراً کثیراً"

اپنی بیویوں سے نیک سلوک کرو، اگر کسی وجہ سے تمہاری طبیعت ان سے برگشتہ ہونے

لگے تو نفرت کے اس جذبے کو ختم کرنے کی کوشش کرو، کیونکہ ہوسکتا ہے تم جس چیز سے نفرت کرتے ہو، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس میں تمہارے لئے بھلائی مقدر کی ہے۔

ان گنت و بے شمار آیات قرآنی ایسی اور بھی ہیں جن میں عورتوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے حکیمانہ انداز میں مردوں کو سمجھایا کہ وہ اس صنف نازک کے ساتھ عمدہ سلوک کریں۔ اور حسب ضرورت ہم نے انہیں تحریر کردیا ہے۔ ان ساری آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلام نے عورت کو بہت کچھ دیا، اگر وہ اسے سمجھے، اسلام نے کبھی بھی مردوں کی طرفداری کر کے عورتوں کے حقوق پر شب خون مارنے کی کوشش نہیں کی، اور نہ ہی اپنے پیروکاروں کو اس کی اجازت دی، اسلام جتنا سیدھا سادہ دین ہے، اتنا ہی منصف اور عادل بھی ہے، اس کے ترازو صحیح تولے جاتے ہیں، کسی ایک جانب ڈنڈی نہیں ماری جاتی۔

عورت رسول اللہؐ کی نظر میں

اب ہم ذیل میں وہ احادیث مبارکہ درج کرتے ہیں جن میں عورت کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ اور عورت سے متعلق اسلام کی صحیح رائے کی نشاندہی اور عکاسی کی گئی ہے، کہ اسلام عورت کے ساتھ کس قسم کا سلوک روا رکھتا ہے۔ اور اس کو کون کون سے حقوق دیتا ہے۔

عورت و مرد کی مساوات: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

۱۔۔۔۔۔ "وكان صلى الله عليه وسلم يقول انما النسآء شقائق الرجال" (احمد، ترمذی)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ بلاشبہ عورتیں (حقوق انسانیت میں) مردوں کے برابر ہیں۔

۲۔۔۔۔۔ "عن عمرو بن الاحوص عن النبی صلى الله عليه وآله وسلم قال الا ان لكم على نسآء كم حقاً و نساء كم عليكم حقاً" (نسائی)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا آگاہ رہو بلاشبہ تمہارے حقوق تمہاری عورتوں پر ہیں اور اسی طرح تمہاری عورتوں کے تم پر ہیں۔

اسلام نے خیر وشر کے جملہ اعمال میں مرد وزن کے لئے ایک ہی پیمانہ انصاف قائم کیا ہے، اسلام نے جس طرح مردوں کے حقوق کی ادائیگی کے لئے طبقہ نسواں کو ذہنی طور پر تیار کرنے کا حکم دیا، اسی طرح اسلام نے عورتوں کے حقوق کی ادائیگی کے لئے طبقہ رجال کو حکم دیا، کہ وہ عورتوں کے حقوق کی ادائیگی سے کہیں سبکدوش نہ ہو جائیں۔

ارشاد رسالت مآبؐ ہے۔

۳۔۔۔۔ "عن انس طلب العلم فريضة على كلم مسلم و مسلمه" (جامع صغیر)

علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان عورت پر فرض ہے۔

اسلام نے جہاں طبقہ رجال کو زیور علم سے آراستہ ہونے کا حکم دیا، وہاں طبقہ نسواں کو طاق نسیان میں نہیں رکھا، بلکہ انہیں بھی اس کار خیر میں برابر کا حصہ دار اور ساجھی بنا دیا۔

ارشاد رسالت مآبؐ ہے۔

٤۔۔ "عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم تعلموا الفرائض والقرآن وعلمو الناس فانی مقبوض" (ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فرائض اور قرآن کو سیکھو اور تمام انسانوں (مرد وعورت) کو سکھاؤ اس لئے کہ میں جلد تم سے جدا ہو جانے والا ہوں۔

عورت اور بہتری کا سبق: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

٥۔۔ "قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم استوصوا، بالنسآء خيراً" (بخاری ومسلم)

حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ عورتوں کے بارہ میں بھلائی اور بہتری کا سبق سیکھو۔

٦۔۔۔۔ "خير كم خيركم لاهله وانا خيركم لاهلی ما اكرم النسآء الاكريم ولا اهانهن الالئيم" (جامع صغیرہ)

تم مردوں میں سے بہترین وہ مرد ہے جو اپنے اہل کے حق میں بہتر ہے، اور میں خود اپنے اہل کے حق میں بہتر ہوں، عورتوں کی عزت وحرمت وہی کرتا ہے، جو خود شریف ہو، اور عورتوں کی توہین وہی کرتا ہے جو خود ذلیل اور کمینہ ہو۔

عورت اوراجازت نکاح: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کنواری لڑکی کی اجازت کے بغیر نکاح کو ناجائز قرار دیا ہے۔ارشاد رسالت مآبؐ ہے۔

۷...... "لاتنکحو الایم حتی تستامرو لاتنکح لبکر حتی تستاذن" (بخاری)

ثیبہ کے قول اور کنورای لڑکی کی اجازت کے بغیر عورت کا نکاح جائز نہیں ہے۔

عورت کا زبردستی نکاح: ارشاد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

۸...... "عن ابن بریدة عن ابیه قال جاء ت فتاة الی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآله وسلم قال ان ابی زوجنی من ابن اخیه لیرفع بی خسیسه قال فجعل الامر الیها فقالت قد اجزت ماصنع ابی ولکن اردت ان اعلم النساء ان لیس الی الاباء من الامرشئ" (ابن ماجہ)

حضرت ابن بریدہؓ فرماتے ہیں کہ ایک نوجوان عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اورعرض کیا کہ میرے والد نے میرا نکاح اپنے بھتیجے سے اس لئے کر دیا کہ اس ذریعہ سے اپنی مالی تنگی کو دور کرے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو اختیار دیا کہ وہ اس نکاح کو باطل کر دے تب اس عورت نے کہا کہ میں اس نکاح کو باقی رکھتی ہوں، اس عرض سے میری غرض یہ تھی کہ عورتوں کو بتادوں کہ شریعت نے باپ کو بالغ لڑکی پر نکاح کے معاملہ میں زبردستی کا حق نہیں دیا۔

عورت اور امان: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے، کہ عورت زمانہ جنگ میں مسلمانوں کی جانب سے امان دینے کا اختیار رکھتی ہے۔

ارشاد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

۹...... "عن ابی هریرة ان النبی صلی اللّٰه علیه وآله وسلم قال ان المرأة لتاخذ للقوم" (ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عورت (جنگ میں) مسلمانوں کی جانب سے امان دے سکتی ہے۔

عورت اور تعلیم و تربیت: اسلام نے عورت کو تعلیم حاصل کرنے کا بھی موقع دیا ہے، اور مردوں کو حکم دیا کہ وہ ان کو علمی طور پر تیار کر کے اجر و ثواب کے مستحق بنیں، چنانچہ ارشاد رسالت مآبؐ ہے۔

۱۰...... "قال رسول اللّه صلى اللّه عليه وآله وسلم ايما رجل كانت عنده وليدة فعلمها فاحسن تعليمها وادبها فاحسن تاديبها، ثم اعتقها وتزوجها فله اجران" (بخاری، کتاب النکاح)

اگر کسی شخص کے پاس کوئی باندی لڑکی ہے اور اس نے اس کو بہتر اور عمدہ تعلیم دی، بہتر اور عمدہ تربیت کی، پھر اس کو آزاد کر دیا، اور اپنی بیوی بنا کر (آزاد عورت کے برابر عزت افزائی کر دی) اس کے لئے دوہرا اجر و ثواب ہے۔

عورت کی جواب دہی

اسلام نے جس طرح ساری انسانیت کو ذمہ دار قرار دیا، اسی طرح اس نے عورت کو بھی ایک گھر کی ذمہ دار قرار دیا ہے، جس طرح اسلام نے مرد کو اپنے اہل کا ذمہ دار قرار دیا۔ اسی طرح عورت کو بھی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

۱۱...... "الرجل راع فى اهله وهو مسئول عن رعيته والمرأة راعيته فى بيت زوجها وهى مسئولة عن رعيتها" (بخاری و مسلم)

مرد اپنے اہل کا راعی ہے، اور وہ اس کے بارہ میں جوابدہ ہے، اور عورت اپنے شوہر کے گھر کی راعی ہے، اور وہ اپنے متعلقہ رعیت کے بارہ میں جوابدہ ہے۔

عورت اور نقصان دین و عقل: اسلام نے عورت کی صنفی کمزوری کو بھی مدنظر رکھا، اور اسی کے مطابق احکامات بھی صادر فرمائے، رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک دفعہ عورتیں آئیں اور انہوں نے آ کر رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے عرض کیا۔

۱۲...... "قلن وما نقصان ديننا وعقلنا يا رسول اللّه قال اليس شهادة المرأة مثل نصف شهادة الرجل قلن بلىٰ قال فذلك من نقصان عقلها اليس اذا حاضت لم تصل ولم تصم قلنا بلى قال فذلك من

نقصان دینها" (بخاری)

انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عقل و دین کے اعتبار سے مردوں کے مقابلہ میں ہم میں کیا کمی ہے، آپؐ نے فرمایا کہ (صنفی کمزوری کی وجہ سے) کیا تمہاری گواہی مرد سے نصف نہیں رکھی گئی عورتوں نے کہا بے شک، فرمایا یہ نقصان عقل کی دلیل ہے اور کیا ایام حیض کے زمانہ میں تم نماز و روزہ سے محروم نہیں ہو، عورتوں نے کہا ہاں، فرمایا یہ دینی کمزوری ہے۔

عورت اور متاع خیر: اسلام کی تعلیمات نے عورت صالحہ کو خیر متاع الدنیا قرار دیا ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔

۱۳...... "الدنیا کلھا متاع و خیر متاع الدنیا المرأۃ الصالحہ" (مسند احمد)

دنیا کل کی کل ایک اثاثہ ہے اور اس کا بہترین اثاثہ نیک سیرت بیوی ہے۔

عورت کا حق

اسلام نے عورت کا مرتبہ و مقام اتنا بلند و بالا قرار دیا، کہ خاوند کے لئے یہ فرمایا کہ اپنی بیوی کے حقوق ادا کرنا خدا تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے کے مساوی ہے۔

ارشاد رسالت مآبؐ ہے۔

۱٤...... "ان لربك عليك حقا، ولنفسك عليك حقا ولاهلك عليك حقا فاعط كل ذى حق حقه" (بخاری)

یقیناً تجھ پر تیرے رب کا حق ہے اور تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے، اس لئے تو ہر ایک صاحب حق کا حق ادا کر۔

رسم بد کا خاتمہ: دنیا کی بعض غیر مہذب اقوام ایام حیض میں عورت کو منحوس تصور کرتی تھیں، اور اسے گھر سے باہر دھکیل دیتی تھیں۔ اسلام نے اس جاہلانہ اور ظالمانہ طریقہ کی شدید مذمت کرتے ہوئے یہ درس دیا کہ عورت ایام حیض میں اپنے اہل خانہ کے ساتھ رہ سکتی ہے، اور سوائے مباشرت اور ہمبستری کے جملہ امور گھر انجام دے سکتی ہے اسے کوئی روک ٹوک نہیں، اور اسے کوئی بھی اس وجہ سے گھر سے نکل جانے پر مجبور نہیں کر سکتا۔

ارشاد ہے۔

۱۵۔۔۔ "واصنعوا کل شئ غیر النکاح" (ابوداؤد)

سوائے مباشرت کے باقی کسی چیز سے ممانعت نہیں ہے۔

عورت اور خوشبو: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کے بارہ میں اپنے جن تاثرات کا اظہار فرمایا، اس کا اثر شریعت پر ہونا ناگزیر تھا، آپ نے ارشاد فرمایا کہ

۱۶۔۔۔ "حبب الی من الدنیا النسآء والطیب وجعل قرة عینی فی الصلوة" (نسائی)

مجھے خوشبو اور عورتیں پسند کرائی گئی ہیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔

عورت کے ساتھ نرمی کا برتاؤ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے، عورتوں کے ساتھ درگزر، چشم پوشی، حسن سلوک سے پیش آؤ، نرمی کے ساتھ معاملہ کرو، بے جا درشتی سے وہ اپنا کام انجام نہیں دے سکتیں۔

عورت اور اس کا دل: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزاج شریف میں عورتوں کے جذبات کا کس قدر احساس ولحاظ تھا، حضورؐ حالت نماز میں تھے، کسی خاتون کا بچہ رونے لگا، آپؐ نے نماز معمول سے مختصر کر دی، اور بعد میں ارشاد فرمایا کہ میں نے اس کی ماں کا دل نہیں دکھایا۔

عورت، آبگینہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک سفر میں حضرت انجشہؓ کو تیز اونٹ چلاتے ہوئے دیکھا، تو آپؐ نے فرمایا انجشہ دیکھنا یہ آبگینے ہیں، فوراً آہستہ چلو اس اونٹ پر عورتیں سوار تھیں۔

عورت اور جنت: حضور اکرم رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک ارشاد ہے۔

۱۷۔ "الجنة تحت اقدام امهاتکم"

جنت تمہاری ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے میں

جنت کا دروازہ کھولوں گا، تو دیکھوں گا کہ ایک عورت مجھ سے بھی پہلے اندر جانا چاہتی ہے، میں اس سے پوچھوں گا کہ تو کون ہے؟ وہ کہے گی کہ میں ایک بیوہ عورت ہوں، جس کے چند یتیم بچے تھے۔ (ابوداؤد)

عورت اور دوزخ: حضورؐ نے فرمایا:

۱۸...... "من ابتلی من البنات بشئ فأحسن الیهن کن له ستراً من النار" (مسلم)

جس کے ہاں لڑکیاں پیدا ہوں اور وہ اچھی طرح ان کی پرورش کرے، تو یہی لڑکیاں اس کے لئے دوزخ سے آڑ بن جائیں گی۔

عورت اور اس کی آنکھ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عالم میں افضل ترین عورتیں مریمؑ و خدیجہؓ ہیں، فرمایا جو عورت غیر مردوں کو دیکھنے سے اپنی آنکھ روکے اس کے دل میں ایسا علم آئے گا، جو پہلے نہ تھا، بے پردگی اور جہالت فسق کا پیش خیمہ ہے۔

عورت اور خدمت شوہر: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، سب مومن ہیں مگر کامل ایمان والے وہ ہیں، جن کے اخلاق اچھے ہوں، فرمایا جس عورت نے نکاح کیا، اور فرائض ادا کیے، گناہوں سے پرہیز کیا اس کو نفلی عبادت کا ثواب خدمت شوہر، پرورش اولاد، کاروبار خانہ داری سے ملے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مبارک ہے وہ عورت جس کے پہلے وہلے میں لڑکی پیدا ہو، فرمایا جس عورت نے اپنے رب کی اطاعت کی، اور شوہر کا حق ادا کیا، اور شوہر کی خوبیاں بیان کرتی ہے، اس کے جان و مال میں خیانت نہیں کرتی ہے، تو ایسی عورت کا اور شہید کا جنت میں ایک درجہ ہوگا۔

عورت اور خوبصورتی: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو عورت ذی مرتبہ اور خوبصورت ہونے کے باوجود اپنے یتیم بچوں کی تربیت و پرورش کی خاطر نکاح نہ کرے وہ عورت قیامت کے دن میرے قریب مثل ان دو انگلیوں کے ہوگی...... حضور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ماں کو دودھ پلانے میں ہر گھونٹ کے چوسنے پر ایک جان کو موت سے بچانے کا ثواب ملتا ہے۔

عورت درجہ شہادت پر: حضور اکرم رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے، جب عورت حاملہ ہوتی ہے، تو اسے اللہ کے راستے میں روزہ رکھ کر جہاد کرنے، رات کو عبادت کرنے والی کے برابر ثواب ملتا ہے، جس طرح بچے کے پیدا ہونے کی تکلیف کو کوئی مخلوق نہیں جان سکتی، جو زچہ کو ہوتی ہے، اسی طرح اس کے برابر کا احاطہ کرنا بھی مخلوق کی عقل سے باہر ہے، اس کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، حمل سے لیکر دودھ چھڑانے تک بچہ کی ماں کو مثل جہاد کرنے والوں کے ثواب ملتا ہے، اگر اس دوران میں مر گئی، تو اس کے لئے شہید کا ثواب ہے۔ رات کو بچے کے جاگنے سے ماں کو جاگنے پر ستر غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

عورت اور مہربانی خداوندی: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو ماں سائے میں بچے کا بچھونا بچھا کر اس کے نیچے ہاتھ ڈال کر دیکھتی ہے، کہ کوئی کاٹنے والا جانور یا کانٹا ہو تو ماں کے ہاتھ کو کاٹ لے یا کانٹا اس کے ہاتھ کو لگے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس ماں سے زیادہ مہربان ہوگا۔

عورت اور اس کا کام: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے، شتر سوار عورتوں میں سب سے بہتر قریش کی عورتیں ہیں، اپنے یتیم بچوں سے بچپن میں محبت رکھتی ہیں، اپنے شوہر کے مال کی حفاظت کرتی ہیں۔

عورت اور حضور کو خوشی: مسجد نبوی میں کسی نے تھوک دیا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہاں نگاہ پڑی تو بہت ناگوار ہوا، چہرہ مبارک پر اثر محسوس ہوا، ایک صحابیہؓ نے اسے کھرچ کر اس جگہ خوشبو لگا دی تو نہایت مسرور ہوئے۔

ایک عورت کی وفات: مسجد ایک صحابیہ مسجد نبوی میں جھاڑو دیا کرتی تھیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی بہت قدر کرتے تھے، خدام ان کی اطلاع حضور کو نہیں کر سکے،

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی باز پرس فرمائی، اور ان کی قبر پر تشریف لے گئے ....حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کے راستے میں نکل جانے والوں کی عورتوں کا درجہ بقیہ مسلمانوں کے لئے ایسا ہے جیسے ان کی مائیں۔

عورت کے بارہ میں: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاویہ قشیری کے سوال پر کہ آپ ہماری بیویوں کے بارے میں کیا فرماتے ہیں، فرمایا تم لوگ جو خود کھاتے ہو، اس میں سے ان کو کھلاؤ، جو تم پہنتے ہو اسی میں سے ان کو پہناؤ، اور نہ ان کو مارو اور نہ ہی ان کی برائی کرو۔ (ابوداؤد)

عورت اور حضورؐ کی سفارش: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک راستے سے گزر رہے تھے، ایک ضعیف العمر خاتون راستہ میں بیٹھی رو رہی تھی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رونے کے متعلق دریافت کیا، وہ عرض کرنے لگی فلاں گھر کی باندی ہوں، بازار سے سودا خریدنے آئی تھی، درہم کہیں گم ہو گئے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے درہم دیئے، اس باندی نے عرض کیا، دیر ہونے کی وجہ سے مالکہ ناراض ہوگی، تو حضور اس کے ساتھ تشریف لے گئے اور اس کی مالکہ سے فرمایا، کہ بازار میں دیر ہو جانے کی وجہ سے تم سے ڈر رہی تھی، میں اس کی سفارش کرنے آیا ہوں، گھر کی خواتین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سفارش سن کر رونے لگیں۔ اور کہنے لگیں، آپ کی سفارش کی برکت سے ہم اسے آزاد کرتی ہیں۔

عورت، جنت، دوزخ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اے عورتوں کی جماعت! صدقہ دیا کرو اور کثرت سے استغفار کیا کرو، میں تمہیں کثرت سے دوزخ میں دیکھتا ہوں، ایک عورت نے اس کا سبب دریافت کیا، تو ارشاد فرمایا کہ کثرت سے غیبت اور بددعا اور شوہر کی ناشکری کرنے کے سبب، فرمایا ایک عورت کثرت سے نماز روزہ کرنے کے باوجود اپنے ہمسائے کو ستانے کے سبب دوزخ میں جائیگی، اس کے برعکس جس عورت کا نماز روزہ کم ہے، لیکن پڑوسی اس سے امن میں ہیں جنت میں جائے گی۔

عورت اور ثواب: حضرت اسماء بنتؓ یزید خزرجی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سے دریافت کیا، کہ ہمارے مرد تبلیغ، جہاد، جمعہ، جماعت، عیدین، مریضوں کی عیادت، جنازوں کی نماز میں شریک ہوتے ہیں، اور ہم ان کے گھروں میں بیٹھ کر اولاد کو پالتی ہیں، ان کے گھروں، سامانوں کی حفاظت کرتی ہیں، کپڑا تیار کرانے کے لئے چرخہ چلاتی ہیں، ہم کو بھی کچھ ثواب ملے گا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جو عورت فرائض زوجیت ادا کرتی رہے گی، اسے اپنے مرد کے برابر ثواب ملے گا۔

عورت اور شوہر کی رضا: اسلام نے جس طرح مرد کو عورت کی دیکھ بھال اور اس کی خاطر مدارت کرنے کا سختی سے حکم دیا ہے، اسی طرح عورت کو مرد کی خدمت کرنے اور اس کی رضا جوئی کے لئے کام کرنے کا حکم دیا ہے۔ ارشاد رسالت ہے۔

"ایما امرأة ماتت و زوجها عنها راض دخلت الجنة" (ترمذی)

جس عورت کا اس حال میں انتقال ہوا کہ اس کا شوہر اس سے راضی تھا، وہ عورت جنت میں داخل ہوگی۔

ارشاد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

"لاتؤدی المرأة حق ربها حتی تؤدی حق زوجها" (ابن ماجہ)

عورت اپنے رب کے حقوق ادا نہیں کرسکتی، جب تک کہ وہ اپنے شوہر کے حقوق ادا نہ کرے۔

ارشاد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

"ولا تاذن بيته الاباذنه" (بخاری)

عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے گھر میں کسی کو آنے کی اجازت نہیں دے سکتی۔

ارشاد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

"لاتصوم المرأة وبعلها شاهد الاباذنه" (بخاری)

عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر نفل روزہ نہیں رکھ سکتی، جبکہ اس کا شوہر گھر میں موجود ہو۔

ارشاد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

"لايجوز لامرأة عطية الا باذن زوجها" (ابوداؤد)
عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر کوئی ہدیہ کسی سے قبول نہیں کرسکتی۔

عورت اور مشابہت رجال: اسلام نے عورت کو عورت رہنے پر پابند کیا ہے، اس نے عورتوں کو مردوں کی شکل اپنانے پر سخت ناگواری کا اظہار کیا ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لعن المتشبهات من النسآء بالرجال والمخنثين من الرجال بالنسآء"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی عورتوں پر لعنت کی ہے، جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں، اور اسی طرح ان مردوں پر لعنت کی ہے جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔

ارشاد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

"لعن النبی صلی اللّٰه علیه وآله وسلم المنخشين من الرجال والمترجلات من النسآء" (بخاری)

حضورؐ نے مخنت مردوں اوران عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو خواہ مخواہ مرد بننے کی کوشش کرتی ہوں۔

عورت اور سربراہی: جس طرح اسلام نے عورت کو اور بہت ساری سہولیات دی ہیں، ان میں ایک سہولت یہ بھی ہے کہ اس کے شانوں پر پوری قوم کا بوجھ نہیں لادا جا سکتا، بلکہ اس کے ذمہ صرف گھر کی حفاظت و ذمہ داری ہی بڑی ہے، اسی وجہ سے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبردار کیا، کہ اگر کسی قوم نے اپنی سربراہی اور حکمرانی عورت کے حوالے کی تو، فلاح نہیں پائے گی۔

ارشاد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

"لن يفلح قوم ولوا امرهم امرأة"

وہ قوم کبھی کامیاب نہیں ہوگی، جس نے حکمرانی کی ذمہ داری کسی عورت کے سپرد کی ہو۔

عورت اور کسب معاش: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاشی ذمہ داری کا بوجھ بھی عورت کے ذمہ داری سے ہٹا دیا، اور کسب معاش مرد کے ذمہ لگا دیا۔

"ونهانا عن كسب الامة الا عملت بيدها، وقال هكذا باصابعه نحو الخير والغزل والنفش" (مسند احمد، ابوداؤد)

رسول اکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں لونڈی کی کمائی لینے سے منع کیا، سوائے اس کمائی کے جو وہ اپنا ہاتھ ہلا کر کرتی ہے، اور آپؐ نے انگلیوں سے اشارہ کیا، جیسے روٹی پکانا، سوت کاتنا، اور روئی دوہنا وغیرہ

لڑکی کی پرورش: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"من عال جاريتين حتى تبلغنا جآء يوم القيامة انا وهو هكذا و ضم اصابعه" (مسلم)

جس نے دو لڑکیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بلوغ کو پہنچ گئیں تو قیامت کے روز میں اور وہ اس طرح آئیں گے، جیسے میرے ہاتھ کی دو انگلیاں ساتھ ساتھ ہیں۔

عورت بحیثیت ماں: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورت کو بحیثیت ماں کے یہ عظیم مقام دیا ہے، کہ ایک صاحب کے سوال پہ کتنا عظیم الشان اور تاریخ ساز قول صادر فرمایا:

"سأل رجل يا رسول الله من احق بحسن صحابتي قال امك قال ثم من قال امك قال ثم من قال امك قال ثم من قال ابوك" (بخاری)

ایک شخص نے سوال کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ پر حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ فرمایا تیری ماں کا، اس نے پوچھا پھر کون؟ فرمایا تیری ماں، اس نے پوچھا پھر کون؟ فرمایا تیری ماں، اس نے پوچھا پھر کون؟ فرمایا تیرا باپ

ارشاد رسالت مآبؐ ہے:

"ان الله حرم عليكم عقوق الامهات" (بخاری)

اللہ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی اور حق تلفی حرام کر دی ہے۔

یہاں تک ہم نے قرآن وسنت کی روشنی میں عورت کے بارہ میں مطالعہ کیا کہ اسلام نے عورت کو کیا مرتبہ دیا، اسلام کا عورت پر کتنا احسان ہے، دوسرے مذاہب کے نزدیک عورت کا مرتبہ کیا ہے، اور اسلام کے نزدیک کیا، اسلام قانون حکمت ہے، اس کی ہر بات انسانیت کے حق میں مفید ہے، اسلام مرد وزن کو ایسی تعلیم دیتا ہے، جس سے ان کو سراسر فائدہ پہنچے، اور نقصان سے بچ جائیں، اب ہم اسلام کے احسانات کا سرسری مطالعہ کرتے ہیں، جو اس نے عورت پر کئے۔

☆ اسلام نے مرد وزن کو نکاح کی ترغیب دی، تاکہ دونوں معاشرہ میں خوشحال اور آسودہ رہیں، اور یوں ہی بیکار رہنے سے اپنی زندگی کو بے حیائی اور فحاشی کے منہ میں نہ ڈال دیں، فمن رغب عن سنتی فلیس منی اسی لئے فرمایا گیا۔

☆ اسلام نے ماں کا احترام کرنے کا حکم دیا۔

☆ اسلام نے بیوی کے ساتھ حسن سلوک کا حکم فرمایا۔

☆ اسلام نے والدین کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ بچیوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کریں۔

☆ اسلام نے زنا کو حرام قرار دیا، تاکہ عورت کی عصمت وعفت پر داغ دھبہ نہ لگے۔

☆ اسلام نے سوتیلی ماں کے ساتھ نکاح کو ممنوع اور حرام قرار دیا، جو کہ قبل اسلام عرب میں تھا۔

☆ اسلام نے عورت سے فحاشی اور زنا نہ کرنے کی بیعت لی، تاکہ معاشرہ میں بے حیائی نہ پھیلے۔

☆ اسلام نے بتلایا کہ کثرت زنا سے قحط سالی کا شدید اندیشہ ہے۔

☆...... اسلام نے عورتوں کو بن ٹھن کر گھروں سے نکل کر باہر پھرنے سے منع کیا، تاکہ مردوں کے جذبات مشتعل نہ ہوں۔

☆...... اسلام نے مرد وزن کا آزادانہ اختلاط ناجائز قرار دیا، اس سے بے حیائی اور گناہ کا اندیشہ تھا۔

☆...... باعصمت عورتوں کو جنت کی بشارت سنائی گئی۔

☆...... اسلام نے عورت کو مرد کے لئے ذریعہ سکون قرار دیا۔

☆...... اسلام نے عفت وعصمت کا تحفظ کرنے والیوں کے ساتھ اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے۔

☆...... اسلام نے لونڈیوں کی کمائی اور کسب کھانے سے منع فرمایا۔

☆...... اسلام نے عورتوں کو پردہ کرنے کا حکم دیا۔

☆...... اسلام نے عورتوں کے ذمہ گھر کا کام اور مردوں کے ذمہ ذریعہ معاش کا کام لگایا ہے۔

☆...... اسلام نے زمانہ جاہلیت کی رسومات کو کاٹ ڈالا، عورت کو عزت بخشی۔

☆...... اسلام نے بچیوں کو زندہ درگور کرنے سے منع کیا اور بقاء نسل کا حکم دیا۔

☆...... اسلام نے اپنی اولاد کو بھوک اور رزق کے ڈر سے قتل کرنے سے روک دیا۔ علاوہ ازیں اور کتنے اسلام کے احسانات ہیں، جو ہمارے احاطہ تحریر سے باہر ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو قرآن وسنت کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

بہت اطہر بڑی پاکیزہ ہے تعلیم قرآنی
زمین سے آسماں تک بڑھ گیا اعزاز نسوانی

اگر دین ہدیٰ کی بیٹیوں میں ہے شمار اپنا
روایات کہن کی لاج رکھنا ہے وقار اپنا

محمدؐ کی شریعت پر سر تسلیم خم کردو
اشارہ ہو تو اپنے ہاتھ اپنا سر قلم کر دو

ہمارے ہاتھ میں باغ نبی کی باغبانی ہے
ہمارا کام کیا ہے؟ اس چمن کی پاسبانی

نہالان چمن کیا ہیں؟ ہماری گود کے پالے
یہی باغ تمنا کے ہیں پھلیے پھولنے والے

عورت کا مقام

قرآن و حدیث کی روشنی میں

مولانا محمود الرشید حدوٹی صاحب
استاذ جامعہ اشرفیہ لاہور، مدیر اعلیٰ آب حیات

مرکز تحقیق و تصنیف، جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن، فیروز پور روڈ، لاہور

نام کتاب : عورت کا مقام (قرآن وحدیث کی روشنی میں)

مصنف : مولانا محمود الرشید حدوٹی (استاذ جامعہ اشرفیہ لاہور)

ناشر : مرکز تحقیق وتصنیف جامعہ اشرفیہ لاہور

کمپوزنگ : ریحان احمد، شمع پلازہ فیروز پور روڈ، لاہور

اشاعت : اکتوبر ۲۰۰۰ء

ملنے کا پتہ

۱۔ مرکز تحقیق وتصنیف، جامعہ اشرفیہ، فیروز پور روڈ، لاہور
D-8 نیو ہاسٹل۔ مسلم ٹاؤن، لاہور فون: 7577792

۲۔ گوشہ علم وادب، بستی مٹھو تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان

۳۔ نادر جان خان بسم اللہ کلاتھ، گل شاپنگ سنٹر علیوٹ، مری، ضلع راولپنڈی

اپنی بات

بسم اللہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ

سرکارمدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے شخص کو دانا قرار دیا ہے، جس نے اپنے کو پہچان لیا اور مرنے کے بعد کی تیاری کی .... اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو افضل واکمل بنایا......... ان کو وہ شان ملی جو مخلوق میں کسی اور کو نہ ملی .... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے ان کی امت کو وہ شان ملی جو پہلی امتوں کو نہ مل سکی .... اس امت کو وہ رتبہ ملا جس سے پہلی امتیں محروم رہیں .... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے صالح مردوں اور عورتوں کو جو شان ملی اس سے امت کے بدکار مرد اور عورتیں محروم کر دی گئیں .... فرماں برداروں کے لئے جو بشارتیں دی گئیں نافرمان ان سے محروم کر دیئے گئے .... قرآن وحدیث کے نورانی صفحات وارشادات کو ملاحظہ کیا جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ اس امت کے مردوں اور عورتوں پر اللہ تعالیٰ کے کیا کیا انعامات ہوئے اور جنہوں نے اپنی حیاتِ مُستعار کو حکم ربّانی کے تابع بنادیا ان کو کیسے خوشگوار، پُرسکون اور عزت والی حیاتی کی نوید جانفزا سنائی گئی؟

پیش نظر مضمون میں ہم نے عورتوں کی اہمیت اور ایمان والی عورتوں کو اللہ کی طرف سے ملنے والے صلے اور انعامات کا ذکر کیا ہے۔ اس ضمن میں قرآن وسنت کی روشنی میں بعض مسائل واحکام کا ذکر بھی کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عقل ودانش کی دولت سے مالا مال اور عمل کی دولت سے سرشار کرے۔ آمین

۱۲-اکتوبر ۲۰۰۰ء

محمودالرّشیدحدوٹی
مدیراعلیٰ آب حیات

فہرست مضامین

عورت کی اہمیت

"یٰاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّنِسَآءً وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا" (النساء:۱)

لوگو! اپنے رب سے ڈرو، وہ تمہارا پروردگار ہے جس نے تمہیں پیدا کیا ایک ہی جان سے، اور اسی جان سے تمہارا جوڑا بنایا، اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورت دنیا میں پھیلا دیئے، اس پروردگار سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حقوق مانگتے ہو، رشتہ اور قرابت کے تعلقات کو بگاڑنے سے بچو، بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے۔

اسلام نے عورت کو کس قدر اہمیت دی اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ عورتوں کے لئے ایک پوری علیحدہ مستقل سورت اتاری، جس کا نام "النِّسآء" ہے، اس میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے حقوق کا واضح اور واشگاف انداز میں ذکر کیا ہے، سورۃ نساء کی پہلی آیت میں ایسا باریک اشارہ دیا جس سے پتہ چلتا ہے کہ تمام افرادِ انسانی ایک باپ اور ماں کی اولاد سے ہیں، ان کے مابین محبت، خیر خواہی اور ہمدردی کے جذبات کو انگیخت کیا گیا ہے۔ قرآن نے مرد اور عورت کو یہاں اس بات پر ابھارا ہے کہ وہ ایک ہی جنس کے افراد ہیں، اس لئے دل کی گہرائیوں سے ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھنے کی ضرورت ہے۔

ایمان والی عورت کا صلہ

قرآن حکیم میں ایمان والی عورتوں کا اس طرح ذکر ہوا۔

"وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَمَسٰكِنَ طَیِّبَةً

فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ وَّ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ" (سورۃ التوبہ:۷۲)

اللہ تعالیٰ نے ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں سے ایسے باغات کا وعدہ کر رکھا ہے جن کے نیچے سے نہریں رواں دواں ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، ان سدا بہار باغات میں ان کے لئے پاکیزہ قیام گاہیں ہوں گی، اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ان کو ملے گی، یہی بڑی کامیابی ہے۔

اسلام یہ چاہتا ہے کہ ایمان والے مردوں اور عورتوں کو دنیا میں اطمینان وسکون والی زندگی ملے اور آخرت میں بھی عزت کی جگہ ملے، اس لئے اسلام بار بار اس بات پر زور دے رہا ہے کہ ایمان والے مردوں اور عورتوں کے لئے آخرت میں ایسے باغات ہوں گے جن کے نیچے سے نہریں رواں ہوں گی، مسلمان مرد اور عورتیں وہاں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، ان کے لئے پاکیزہ مسکن ہوں گے، اللہ تعالیٰ کی بڑی رضا ان کو نصیب ہوگی، اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

"مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً وَّلَنَجْزِیَنَّھُمْ اَجْرَھُمْ بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ" (سورۃ النحل:۹۷)

مرد ہو یا عورت جس نے بھی اچھا کام کیا درانحالیکہ وہ ایماندار ہو، اسے ہم دنیا میں پاکیزہ زندگی عطا کریں گے، ان کے اچھے اعمال کی بدولت ہم انہیں آخرت میں اجر عطاء کریں گے۔

دنیا کی فانی زندگی میں کسی انسان کی اہم ترین خواہش یہ ہوتی ہے کہ اسے پاکیزہ اور سکون بخش زندگی ملے، آخرت میں اسے اعمال صالح کا بہترین اجر ملے، اس پر اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا کہ ایمان والے مرد ہوں یا عورتیں ان کو دنیا میں پاکیزہ زندگی ملے گی،

آخرت میں ان کے اعمال صالح کا ان کو اجر ملے گا۔

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہے۔

"وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا" (النساء:۱۲۴)

مردوں اور عورتوں میں سے جو بھی اچھا عمل کرے گا درانحالیکہ وہ مومن بھی ہوں تو ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل فرمائیں گے، ان کی ذرہ برابر حق تلفی نہیں ہوگی۔

اسلام نے مرد اور عورت کی کامرانی و کامیابی کے لئے ایمان کو کسوٹی بنا دیا ہے، جس شخص کا ایمان ہوگا خواہ وہ مرد ہو یا عورت اس کو کامیابی کی سند مل جائے گی، قرآنی تعلیمات کے مطابق جس شخص کو جہنم سے آزادی اور جنت میں داخلے کا پروانہ مل جائے گا وہ کامیاب قرار پائے گا، اس لئے اسلام بتا رہا ہے کہ آگے کی سمت اس انداز میں برق رفتاری سے چلو کہ تم ایمان اور اعمال صالح سے مزین اور مرصع ہو جاؤ، جب ایمان کی بے بہا دولت کے ساتھ اعمال صالح کا وافر حصہ تمہارے پاس موجود ہوگا تو تمہیں بلا روک ٹوک نعمتوں اور بہاروں والی جنتوں کا وارث بنا دیا جائے گا۔

عورت کے اعمال کی حفاظت

قرآن حکیم کی سورۃ آل عمران میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا احسن پیرائے میں ذکر کیا جو اٹھتے بیٹھتے اللہ تعالیٰ کی یاد میں سرتاپہ مستغرق رہتے ہیں اور ان کی مختلف دعاؤں کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّىْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ" (سورۃ آل عمران:۱۹۵)

جواب میں ان کے رب نے فرمایا: میں تم میں سے کسی کا عمل ضائع کرنے والا نہیں ہوں

چاہے مرد ہو یا عورت، تم سب ایک دوسرے کے ہم جنس ہو۔

اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے اچھے اور عمدہ اعمال پر تسلی دی کہ مرد ہوں یا عورتیں میں کسی کے اعمال کو ضائع نہیں کروں گا، کسی کے ساتھ نا انصافی والا معاملہ نہیں کروں گا۔ انصاف کے اصول اور فیصلے کے معیار کو مرد اور عورت کے لئے علیحدہ علیحدہ نہیں کروں گا۔ اگر مردوں کے عمدہ اعمال بارگاہِ الٰہی میں شرف قبول پائیں گے تو عورتوں کے نیک اعمال بھی شرفِ قبولیت پالیں گے اس لئے کہ عورت مرد کا جزو ہے۔

عورت کی گواہی

قرآن حکیم نے جہاں لین دین کے معاملات میں مردوں سے گواہی لینے کو ضروری سمجھا وہاں عورتوں کا ذکر بھی یوں کیا۔

"وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّ امْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰى" (سورۃ البقرہ ۲۸۲)

اور اپنے مردوں میں سے دو آدمیوں کی اس پر گواہی کرالو، اور اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ہوں جن کی گواہی تمہارے درمیان مقبول ہو تاکہ ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلادے۔

اسلام نے عورت کو قرض اور تجارتی قراردادوں کو ضبطِ تحریر میں لانے کے لئے یہ احکامات جاری کئے ہیں، اور ان احکام کا نفاذ صرف انہی معاملات تک محدود ہے، ظاہری حدود اللہ میں عورت کی گواہی کا اعتبار نہیں کیا جاتا امام زہریؒ کے بقول عہد نبویؐ سے یہ دستور چلا آ رہا ہے کہ حدود میں عورتوں کی گواہی قبول نہیں کی جاتی۔ جن معاملات کا تعلق عورتوں سے ہے ان میں انہی کی گواہی کا اعتبار ہوگا۔ حضرتؐ نے بچہ کی پیدائش پر صرف ایک دائی کی گواہی کو جائز قرار دیا تھا۔ رضاعت کی گواہی کے لئے بھی صرف ایک عورت کی گواہی کو قبول

کیا،عقبہ بن الحارث سے روایت ہے کہ میں نے ابواہاب کی بیٹی سے نکاح کیا،ایک عورت آئی اور کہنے لگی کہ میں نے عقبہ اور اس کی بیوی دونوں کو دودھ پلایا ہے،عقبہ کہنے لگے کہ مجھے تو معلوم نہیں کہ تو نے مجھے دودھ پلایا ہے، پھر آل ابواہاب کے پاس آدمی بھیجا تاکہ واقعہ کی تحقیق کرے، انہوں نے بھی لاعلمی کا اظہار کیا،عقبہ حضورؐ کے پاس آئے اور صورت حال سے آگاہ کیا، آپؐ نے فرمایا کہ پھر نکاح کیسے ہوسکتا ہے۔ جب وہ تم دونوں کی رضائی ماں بننے کا دعویٰ کرتی ہے،عقبہ نے پھر دوسرا نکاح کرلیا۔ (بخاری)

عورتوں کو اذیت دینا

قرآن حکیم میں ایمان والے مردوں کا جہاں احسن پیرائے میں ذکر کیا گیا ہے وہاں ایمان والی عورتوں کا ذکر بھی کیا گیا۔ ارشاد ربانی ہے۔

"وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا" (الاحزاب:۵۸)

قرآنی تعلیمات میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچانے والے نامرادوں کو رحمتِ الٰہی سے دور اور مستحقِ لعنت قرار دیا گیا ہے، جو لوگ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہؐ کی اذیت کا باعث بنتے ہیں ان پر دنیا و عقبیٰ میں لعنت رہے گی، ان کے لئے ذلت آمیز عذاب تیار کیا جاچکا ہے، سورۃ احزاب میں اللہ تعالیٰ نے جہاں یہ دردناک وعید سنائی ہے وہاں ہی ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو ستانے والوں کو بھی ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جارہا ہے، مومن مردوں اور عورتوں کو بےقصور تکلیف دینے والوں کو بہتان تراش اور صریح گناہ کا مرتکب قرار دیا گیا ہے۔

عورت باعث سکون

عورت کو باعث تسکین بنایا گیا ہے، ارشاد ربانی ہے:

"وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا

لِتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ" (سورۃ الروم:۲۱)

قرآن واضح بتا رہا ہے کہ انسان ہی کی جنس سے خالق ارض وسماء نے عورتوں کو وجود عطاء کیا، پھر ان عورتوں کو مردوں کے عقد میں دے کر ان کی بیویاں بنا دیا، ان کو پیدا کرنے کا مقصد یہ بتایا گیا کہ ان سے مردوں کو سکون و راحت ملتی ہے، مرد کی جتنی ضروریات عورت سے متعلق ہیں ان سب میں غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ ان کا حاصل دل کا سکون اور راحت ہے........ازدواجی زندگی کا اہم ترین مقصد راحت وسکون دل ہے، جس آشیانہ وکاشانہ میں یہ چیز موجود ہے گویا کہ وہ گھرانہ اس مقصد میں کامیاب ہے، جس جگہ دنیا کی تمام آسائش موجود ہوں مگر سکون وچین کا فقدان ہو تو وہ زندگی اس لحاظ سے ناکام ہے اسلامی تعلیمات کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ جو جوڑے اللہ تعالیٰ کے احکامات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورانی اور سنہری تعلیمات کے مطابق عملی جامہ پہنائے ہوئے ہوتے ہیں وہاں سکون وراحت قدرتی طور پر موجود ہوتا ہے، اور جہاں قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کے حکموں سے سرتابی اور سرکشی ہو رہی ہو، دین اسلام کے خلاف علم بغاوت لہرایا جا رہا ہو وہاں یہ قدرتی نعمت موجود نہیں رہ سکتی۔

حضرت مفتی محمد شفیعؒ اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں:

۱۔ مرد وعورت کی ازدواجی زندگی کا مقصد سکونِ قلب قرار دیا ہے۔

۲۔ یہ جب ہی ممکن ہے کہ طرفین ایک دوسرے کا حق پہچانیں اور ادا کریں ورنہ حق طلبی کے جھگڑے خانگی سکون کو برباد کر دیں گے۔

۳۔ ایک دوسرے کی حق تلفی کو حرام کر کے اس پر سخت وعیدیں سنائی گئیں۔ سزائیں مقرر کی گئیں۔ ایثار وہمدردی کی نصیحت کی گئی۔

۴۔ اللہ تعالیٰ نے زوجین کے درمیان صرف شرعی اور قانونی تعلق نہیں رکھا بلکہ ان کے دلوں میں مودّت اور رحمت پیوست کر دی۔

(ملخص از معارف القرآن ص ۳۶ ج ۷)

عورت کو سزا

جہاں ایمان والے مردوں اور عورتوں پر انعاماتِ خداوندی کا ذکر ہے وہاں منافق مردوں اور عورتوں کو سزا دینے کا بھی ذکر موجود ہے۔

"وَيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ۔ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا" (سورۃ الفتح ۶)

قرآن حکیم کی سورۃ الفتح میں بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کے دلوں پر اطمینان اتارا ہے تاکہ ان کے ایمان میں اضافہ ہو، ایمان کی زیادتی ایمان والے مردوں اور عورتوں کے لئے جنّت میں داخلے کا سبب ہے، ایمان کی زیادتی ان کے گناہوں اور خطاؤں کو مٹانے کا ذریعہ ہے، ایمان میں زیادتی اہلِ ایمان کی بڑی کامیابی ہے، اس کے مقابلے میں اسلامی تعلیمات نے منافق مردوں اور عورتوں، مشرک مردوں اور عورتوں کے بارے میں سخت انداز اپنایا ہے، جن کا وطیرہ اللہ کے ساتھ بدگمانی ہے، ان کے بارے میں آگاہ کیا گیا کہ ان پر مصائب وآلام کے پہاڑ ٹوٹیں گے اور ان پر اللہ کا غضب اترے گا، ان پر اللہ کی لعنت ہوگی، ان کے لیۓ جہنّم تیار ہے، ان کا ٹھکانہ بُرا ہے۔ ان پر بُرا وقت آکر رہے گا۔ یہاں بھی اسلام نے مردوں اور عورتوں کے ساتھ خیر خواہی اور ہمدردی کا اظہار کیا ہے کہ وہ برا وقت آنے سے پہلے بری حرکات سے باز آجائیں، وہ خطرناک راہوں پہ چلنے سے احتراز کریں۔

عورتوں کے ساتھ نرمی کا حکم

اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں کے ساتھ نرمی والا سلوک روا رکھنے کا حکم دیا ہے۔

"يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ

اٰتَیْتُمُوْھُنَّ اِلَّآ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ وَّ عَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ کَرِھْتُمُوْھُنَّ فَعَسٰٓی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّ یَجْعَلَ اللّٰہُ فِیْہِ خَیْرًا کَثِیْرًا" (سورۃ النساء)

اے اہلِ ایمان! تمہارے لیئے یہ حلال نہیں کہ تم زبردستی عورتوں کے وارث بن بیٹھو، اور نہ یہ حلال ہے کہ انہیں تنگ کر کے ان کے مہر کا کچھ حصہ لے اڑو جو تم انہیں دے چکے ہو، ہاں اگر کوئی صریح بدچلنی کی مرتکب ہوں تو ایسا کر سکتے ہو، .... ان کے ساتھ اچھے طریقے سے زندگی گزارو، اگر تم انہیں ناپسند کرو تو ہوسکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں ناپسند ہو مگر اللہ تعالیٰ نے اسی میں بہت کچھ بہتری رکھ دی ہو۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں۔'' مال کا مالک ہونا تین طرح ہے''۔

۱۔ اس عورت کا جو حق شرعی میراث میں ہے اس کو خود لے لیا جاوے اس کو نہ دیا جائے۔

۲۔ اس کو نکاح نہ کرنے دیا جائے یہاں تک کہ وہ یہاں ہی مر جائے، پھر اس کا مال لے لیں یا اپنے ہاتھ سے کچھ دے۔

۳۔ خاوند اس کو بے وجہ مجبور کرے کہ وہ اس کو کچھ مال دے تب یہ اس کو چھوڑے۔

اوّل اور تیسری صورت میں جبر کی قید سے یہ فائدہ ہے کہ اگر یہ امور بالکل عورت کی خوشی سے ہوں تو جائز ہے اور حلال ہے اور دوسری صورت میں یہ جبر واقع میں نکاح سے روکنے میں ہے، جس سے غرض مال لینا ہے۔ (بیان القرآن)

اسلام نے مردوں کو عورتوں کا زبردستی مالک بننے سے روکا ہے، مہر لینے کی غرض سے ان کو بے جا تنگ کرنے پر پابندی عائد کی ہے.......... ہاں اسلام نے اس بات کی اجازت دی ہے کہ اگر عورت بدچلن ہو تو اس کا مہر واپس لیا جا سکتا ہے.......... ساتھ ہی

عورت کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم دی گئی ہے، اور اس امکان کا بھی ردموجود ہے کہ اگر تم کسی وجہ سے عورت کو ناپسند کرو تو یہ کوئی وجہ نہیں ہے اللہ کی طرف سے تمہارے لئے اس عورت میں بھلائی اور بہتری موجود ہے۔

عورت پر الزام تراشی

اسلام نے پاکدامن عورتوں کے دامنِ عصمت کو داغدار کرنے والوں کو سخت وعید سنائی ہے، اور ان پاکباز عورتوں کے بارے میں زبان کھولنے کی اجازت نہیں دی، جو لوگ بلاوجہ عورتوں پر الزام تراشی اور بہتان طرازی کرتے ہیں ان کو سخت عذاب سے ڈرایا گیا ہے، اہل ایمان کو اس موقع پر کہا جاتا ہے کہ جب پاکدامن عورتوں پر تہمت لگے تو اپنے دل میں نیک گمان رکھیں، اسی لئے اسلام نے افترا پردازوں کو اس بات کا پابند کیا ہے کہ وہ چار گواہ لے کر آئیں، اگر وہ گواہ پیش نہ کرسکیں تو جھوٹے ہیں۔ اسلام نے اہل ایمان کو اس بات کی نصیحت کی کہ وہ ایسا نہ کریں۔

سورۃ النور کی ایک آیت میں ارشاد ہے۔

''جو لوگ پرہیز گار عورتوں کو بدکاری کا عیب لگائیں اور اس پر چار گواہ نہ لائیں تو ان کو اسّی درّے مارو اور کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو اور یہی بدکردار ہیں''

اس سے یہ معلوم ہوا کہ

۱۔ پاکدامن عورتوں پر عیب لگانا سخت جرم ہے۔
۲۔ پاکدامن عورتوں پر عیب لگانے والا چار گواہ پیش کرے۔
۳۔ اگر گواہ نہ پیش کر سکے تو اسے اسی دُرّے لگا کر نشانِ عبرت بنایا جائے۔
۴۔ پاکدامن عورتوں پر عیب لگانے والا مردود الشہادت ہے۔
۵۔ ایسا شخص خود بدکردار ہے۔

عورت کی پاکدامنی

اسلام نے عورتوں کی پاکدامنی کے لئے بھی بعض قوانین وضع کیے ہیں۔مثلاً

۱۔ مومن عورتوں کو اپنی نگاہیں نیچی رکھنے کا صریح حکم دیا، نگاہ بلند رکھنے سے کئی مفاسد پھیلنے کا اندیشہ تھا۔

۲۔ مومن عورتوں کو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے۔

۳۔ مومن عورتیں اپنے زیور کے مقامات کو ظاہر نہ کیا کریں۔

۴۔ عورتیں اپنے سینوں پر اوڑھنیاں اوڑھے رہا کریں۔

۵۔ کسی پر اپنی زینت اور سنگار کے مقامات کو ظاہر نہ کریں۔

۶۔ اپنے پاؤں اس طرح زمین پر نہ ماریں کہ پازیب یا پاؤں کی آواز دوسروں کے کانوں تک پہنچے۔

کن عورتوں سے نکاح جائز نہیں

اسلام نے اہلِ ایمان پر نکاح کے سلسلہ میں کچھ پابندیاں عائد کی ہیں۔

۱۔ اہل ایمان کو کہا گیا ہے کہ وہ مشرک عورتوں سے اس وقت تک شادی نہ کریں جب تک وہ ایمان والی نہ بن جائیں۔اگر چہ وہ مشرک عورت مرد کو کتنی ہی اچھی اور بھلی کیوں نہ لگے۔(سورۃ البقرہ:۲۲۱)

۲۔ مشرک عورت سے ایمان والی لونڈی بہتر قرار دی گئی ہے۔(البقرہ)

۳۔ مشرک مردوں کو اس وقت تک ایمان والی عورت بیاہ کر نہ دی جائے جب تک وہ اسلام قبول نہیں کر لیتے۔(البقرہ)

۴۔ مشرک مرد کے مقابلہ میں مومن غلام کو بہتر قرار دیا گیا ہے۔(البقرہ)

۵۔ مشرک مرد اور مشرکہ عورتیں دوسروں کو جہنم کی طرف بلاتے ہیں۔

۶۔ اگر یتیم لڑکی کے ساتھ عدل وانصاف قائم نہ رکھ سکنے کا اندیشہ ہو تو اس کے علاوہ مرد کو دو دو، تین تین اور چار چار عورتوں سے شادی کی اجازت دی گئی ہے۔(سورۃ النساء:۳)

۷۔ زمانہ جاہلیت کی طرح زمانہ اسلام میں اپنے والد کی منکوحہ کے ساتھ شادی کی اجازت نہیں دی گئی۔

۸۔ ماؤں، بہنوں، بیٹیوں، پھوپھیوں، خالاؤں، بھتیجیوں، بھانجیوں اور رضاعی ماؤں سے نکاح کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

۹۔ ساسیں اور وہ عورتیں حرام قرار دی گئی ہیں جن کی ماں کے ساتھ مباشرت کر لی گئی ہے۔

۱۰۔ صُلبی بیٹوں کی بیویوں کے ساتھ بھی نکاح کرنا حرام ہے۔

۱۱۔ دو بہنوں کو ایک ہی شوہر کے نکاح میں آنا بھی حرام ہے۔

۱۲۔ جو عورت پہلے کسی کے نکاح میں ہو اس کا دوسرے شخص کے نکاح میں جانا بھی حرام ہے۔

۱۳۔ اہل ایمان کا بدکار عورت کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے۔

ان کے علاوہ جو عورتیں ہیں اسلام نے ان کے ساتھ نکاح کرنے کی اجازت دی ہے۔

عورت و مرد کی مثال

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں عورت کو کھیتی قرار دیا ہے۔ ارشاد ہے۔

"نِسَآءُ كُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ" (سورۃ البقرہ:۲۲۳)

تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں، تمہیں اختیار ہے، جس طرح چاہو اپنی کھیتی میں جاؤ، اور اپنے مستقبل کی فکر کرو، اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بچو۔ جان لو کہ تمہیں ایک دن اس سے ملنا ہے، اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہلِ ایمان کو خوشخبری سنائیں۔

اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے عجیب انداز میں ایک حکیمانہ ارشاد فرمایا کہ عورتیں

مردوں کی تفریح کا سامان ہی نہیں ہیں بلکہ مرد اور عورت کا تعلق کھیت اور کسان سا ہے، کہ کسان کھیت میں سیر و سیاحت کی بجائے حصول پیداوار کے لئے وہاں جاتا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مردوں کو حکم دیا کہ وہ انسانیت کی اس کھیتی میں سیر و تفریح کی بجائے پیداوار حاصل کرنے کی کوشش کریں، گویا کہ مرد کو کسان سے اور عورت کو کھیت سے تشبیہ دی۔ پھر اس کھیتی سے جو پیداوار حاصل ہوا سے دین، اخلاق اور آدمیت کا درس دیا جائے، اسے عمدہ عادات و اطوار سے آراستہ کیا جائے .... تاکہ تمہارے دنیا سے چلے جانے کے بعد تمہارے پیچھے رہنے والے احکام خداوندی کے پیروکار اور تابعدار ہوں۔

اسلام نے تحفظِ نسب پر بڑا زور دیا ہے، اسی بناء پر اپنی کھیتی کے استعمال کا حکم دیا گیا، تاکہ آگے نسلِ انسانی بڑھے اور مرد و عورتیں حلال و جائز طریقے استعمال کریں، زنا اور بدکاری کے مرتکب نہ ہوں اس سے انسانی تمدن کی بنیادیں ہل جاتی ہیں اور خاندان کی جڑیں کٹ جاتی ہیں، اسی بناء پر زنا کو قانوناً جرم قرار دے کر اس پر کڑی سزا تجویز کی گئی ہے، اور نہ صرف زنا کو حرام قرار دیا گیا بلکہ اس کی طرف لے جانے والے تمام اسباب و دواعی کو بھی بیخ و بن سے اکھاڑنے کا درس دیا گیا ہے۔

مہر کی ادائیگی کا حکم

اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو مہر دینے کا حکم دیا ہے، جو ان کا حق ہے۔

"وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً فَإِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيئًا مَرِيئًا" (سورۃ النساء:۴)

عورتوں کے مہر خوش دلی سے ادا کر دیا کرو، ہاں اگر وہ اپنی خوشی سے تمہیں اپنے مہر کا کچھ حصہ معاف کر دیں تو اسے تم مزے سے کھا سکتے ہو۔

اسلام نے خوش دلی سے عورتوں کو مہر ادا کرنے کا حکم دیا ہے، زمانہ جاہلیت میں اگرچہ عورت کے لئے مہر مقرر کیا جاتا تھا لیکن کئی دوسرے ہتھکنڈے بروئے کار لاتے ہوئے انہیں اس حق سے محروم کر دیا جاتا تھا، جیسے لڑکی کا ولی مہر کی رقم خود ہتھیا لیتا تھا، نکاح

شغار کے ذریعہ اسے محروم کر دیا جاتا تھا، نکاحِ شغار کا مطلب یہ کہ اگر ایک شخص کسی کو اپنی بیٹی یا بہن اس شرط پہ نکاح کر کے دیتا تھا کہ دوسرا شخص بھی اپنی بیٹی یا بہن پہلے کے نکاح میں دے دے، اور مہر کسی کا کچھ نہ ہو، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طریقہ نکاح اور عورت کو حقِ مہر سے محروم کرنے سے منع کیا ہے۔ حضرت نافع بن عمرؓ کہتے ہیں۔

"نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مِنَ الشِّغَارِ" (بخاری، کتاب الحیل)

بسا اوقات مرد اگر مہر ادا نہ کرنا چاہتا تو بیوی پہ الزام تراشی کر دیا کرتا تھا، عویمر نامی ایک شخص نے اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگایا، آپؐ نے ان میں سے لعان قرار دیا اور دونوں کے درمیان تفریق ہوگئی۔ عویمر نے اسی رواج کی بناء پر مہر کی واپسی کا مطالبہ کیا تھا، جسے آپؐ نے رد کر دیا تھا۔ (بخاری، کتاب الطلاق)

اسلام نے عورتوں پر رحم کرتے ہوئے ایسی حیلہ سازیوں سے منع کیا جن کا مقصد عورتوں کو مہر سے محروم رکھنا تھا۔ اسی لیئے ان کو بطیبِ خاطر مہر ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

عورتوں سے مہر واپس لینے کی ممانعت

پہلی عورت کی موجودگی میں دوسری عورت کے ساتھ شادی کرنے سے اسلام نہیں روکتا لیکن پہلے والی سے دیا ہوا مہر واپس لینے کو درست نہیں سمجھتا ارشاد ہے۔

"وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا" (سورۃ النساء:۲۰)

اگر تم ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی لانے کا ارادہ کر چکو تو خواہ تم نے اسے ڈھیر سا مال ہی کیوں نہ دیا ہو اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لینا۔ کیا تم اسے بہتان لگا کر اور صریح ظلم کر کے واپس لو گے؟

زمانہ جاہلیت کے بعض فرسودہ طریقوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر شوہر بیوی کو

طلاق دینا چاہتا اور بلا وجہ وہ اس بیوی کو چھوڑ کر دوسری سے نکاح کرنا چاہتا تو وہ مہر کی واپسی کا مطالبہ کرتا تھا، عورتوں کو اس سلسلہ میں پریشان بھی کیا جاتا تھا، اس آیت مبارکہ میں صاف طور پر ایسا کرنے سے منع کیا گیا ہے کہ اگر تم نے ڈھیروں سامان بھی دیا ہے پھر بھی اس سے نہیں لے سکتے اس سے اندازہ کرنا مشکل نہیں ہے کہ اسلام نے طبقہ خواتین پر کس قدر رحم و کرم کی تعلیم دی ہے........ اگر اسلام اس بے ہودہ پن پر قدغن نہ لگاتا تو آج دنیا بھر میں چھینا جھپٹی اور شور شرابہ بپا ہوتا۔

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

"وَ كَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَ قَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّ اَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا" (سورۃ النساء:۲۱)

تم اس سے کس طرح لے سکتے ہو، جب کہ تم ایک دوسرے سے لطف اندوز ہو چکے ہو اور وہ تم سے پختہ عہد لے چکی ہے۔

اسلام نے عورتوں پر مزید رحم و کرم کرتے ہوئے مردوں کو اس جرات و بے باکی سے روکا جس کو بروئے کار لا کر وہ عورتوں سے عطاء کردہ مہر واپس لینے کی طمع و حرص رکھتے تھے، اسلام نے صاف بتایا کہ ایک چیز دے کر، لطف و لذت اٹھا کر تم کس طرح مہر واپس لینے کا حق رکھتے ہو، تمہیں حق نہیں پہنچتا کہ تم ان بیچاریوں سے مہر دے کر واپس لو، تمہارے درمیان نکاح کی صورت میں ایک پیمان ہو چکا تھا، جس میں تم نے ان کو مہر کا مالک بنا دیا تھا، جب کسی کو کوئی چیز دے دی جائے اور دے کر واپس لی جائے تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی کتا قے کرنے کے بعد اسے چاٹ لے۔

سورۃ النساء میں اسی مضمون سے متعلق ارشاد فرمایا:

"فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ؕ وَّ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ" (سورۃ النساء:۲۴)

پس ازدواجی زندگی کا جولطف تم ان عورتوں سے اٹھاؤ اس کے بدلے ان کے مہر بطور فرض ادا کرو، ہاں اگر مہر کی قرار داد ہو جانے کے بعد باہمی رضا مندی سے تمہارے درمیان کوئی سمجھوتہ ہو جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

اسلام نے عورتوں پر ایک احسان یہ کیا کہ اس نے مردوں کو اس بات کا پابند بنایا کہ وہ جن عورتوں سے ازدواجی تعلقات کا آغاز کر چکے ان کو مہر ادا کریں، مہر کی ادائیگی مردوں پر فرض کی گئی ہے، اگر محض نکاح ہو جائے اور رخصتی نہ ہو اور نہ ہی مرد کو ازدواجی تعلقات (صحبت وطی وغیرہ) قائم کرنے کا موقع بھی میسر نہ آئے اور اس سے پہلے ہی وہ عورت کو طلاق دے دے تو اس پر آدھے مہر کی ادائیگی واجب ہوگی، اگر ازدواجی تعلقات قائم ہونے کے بعد طلاق دی تو پورا مہر عورت کو دینا واجب ہے۔ اسلام نے مردوں کو سختی سے حکم دیا ہے کہ وہ ازدواجی تعلقات قائم ہونے کے بعد مہر کی ادائیگی ضرور کریں، جو شخص اس حکم میں کوتاہی کرے گا گویا کہ وہ اسلامی تعلیمات سے انحراف کا مرتکب ہوگا، یہ تو مرد کا اخلاقی فریضہ بھی ہے کہ جب نکاح کا مقصود مل گیا تو بیوی کے حق میں کوتاہی نہ کرے۔ شریعت نے بیوی کو یہ حق بھی دیا ہے کہ اگر مہر معجّل ہو تو مہر کی وصولی تک وہ شوہر کے پاس جانے سے انکار کر سکتی ہے۔ (ملخص از معارف القرآن ص ۳۶۶ ج ۲)

عورتوں کے ساتھ نرم روی کا حکم

قرآن حکیم نے ایک مقام پر مردوں کی نگرانی اور عورتوں کے ساتھ کیئے جانے والے معاملات کا ذکر کیا ہے۔

"اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ وَالّٰتِىْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِى الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا

عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا اِنَّ اللّٰہَ عَلِيًّا كَبِيْرًا" (سورۃالنساء:۳۴)

مرد عورتوں پر قوام ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے، اس وجہ سے کہ مرد اپنے اموال خرچ کرتے ہیں، جو نیک عورتیں ہوتی ہیں وہ تابعدار ہوتی ہیں، مردوں کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی حفاظت و نگرانی میں ان کے حقوق کی حفاظت کرتی ہیں.. ......

جن عورتوں سے تمہیں سرکشی کا اندیشہ ہو انہیں سمجھاؤ، خواب گاہوں میں ان سے علیحدگی اختیار کرو، اور انہیں سزا دو، پھر اگر وہ تمہاری تابعدار ہو جائیں تو خواہ مخواہ ان کو سزا دینے کے بہانے نہ تلاش کرو، بے شک اللہ بڑا اور بالاتر ہے۔

قرآن حکیم نے اس مقام پر جہاں مردوں کی بالادستی اور نگرانی کا ذکر کیا، وہاں عورتوں کی نیکی، تابعداری کا ذکر بھی کیا گیا، عورتوں میں سرکشی کا مادہ پیدا ہو جائے تو اولاً انہیں سمجھانے کی تلقین کی گئی، پھر انہیں خواب گاہوں سے دور رکھ کر تنبیہ کرنے کا درس دیا گیا، پھر معمولی سزا دینے کا ذکر کیا گیا............ پھر قرآن نے عورتوں پر یہ احسان کیا کہ مردوں کو اس بات کا پابند بنا دیا کہ اگر تابعدار بن جائیں تو خواہ مخواہ کے بہانے تلاش کرتے ہوئے سابقہ کسر پوری کرنے کی کوشش نہ کرو۔

قرآن کی اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ خاندانی نظام میں اسلام نے مرد کو ایک ناظم کی حیثیت دی ہے، تاکہ وہ اپنے گھر میں نظم و ضبط قائم رکھے، اسلام ڈھیلے ڈھالے خاندانی نظام کو پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھتا۔ جس میں گھر کے افراد کے اخلاق و معاملات کو درست رکھنے کی کسی کے پاس اتھارٹی نہ ہو، اخلاق و معاملات کو درست رکھنے کے لئے مرد کو فُل اتھارٹی حاصل ہے،......... مرد کو نظامت دی گئی مگر اس میں اسلام نے کہیں بھی یہ حکم نہیں دیا کہ وہ گھر کے افراد کو اپنے جبر و قہر کا نشانہ بنائے، بیوی پر ظلم و تشدد کرے اور وہ ایک بے بس لونڈی کی طرح ظلم و قہر برداشت کرتی چلی جائے۔

ایک عورت کی طرف میلان

جس شخص کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں اس کو انصاف کا ترازو قائم رکھنے کا حکم

دیا گیا ہے۔

"وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ"(النساء:۱۲۹)

بیویوں کے درمیان پورا پورا عدل کرنا تمہارے بس میں نہیں ہے، تم چاہو بھی تو اس پر قادر نہیں ہو سکتے، ایک بیوی کی طرف اس طرح نہ جھک جاؤ کہ دوسری کو ادھر لٹکتا چھوڑ دو۔

اسلام نے مردوں کو تعلیم دی ہے کہ اگر وہ عدل وانصاف کا میزان قائم رکھ سکتے ہوں تو ایک بیوی کے علاوہ دو، تین اور چار تک سے شادی کر سکتے ہیں، اگر وہ ان میں عدل و انصاف قائم نہ کر سکیں تو پھر ایک ہی بیوی ان کے لئے کافی ہے، سب بیویوں میں مساوات قائم نہ رکھ سکے تو ایک ہی پہ اکتفا کرلے شارعِ اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے عمل وکردار سے بہت سی بیویوں کے درمیان عدل ومساوات کا ترازو قائم کر کے دکھایا، حضرت عائشہؓ کے ارشاد کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیویوں کے درمیان برابری اور عدل کا پورا اہتمام کیا کرتے تھے، اور پھر بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے تھے کہ اے اللہ! میری یہ منصفانہ تقسیم اور مساوات اس چیز میں ہے جو میرے اختیار میں ہے، اس لئے جو چیز آپ کے اختیار میں ہے میرے اختیار میں نہیں، یعنی دل کے میلان اور رجحان پر میری گرفت نہ کیجئے۔

اسلام نے انسانی مزاج کا بھی خیال رکھا ہے، سورۃ النساء کی آیت ۱۲۹ میں ایک اشارہ اس بات کی طرف یہ دیا کہ ہر حال میں انسان ہر حیثیت سے دو بیویوں میں برابری والا معاملہ نہیں کر سکتا، اس لئے کہ بیویوں میں بھی تو کچھ نہ کچھ ایسا فرق موجود ہے، ایک خوبصورت ہے دوسری بدصورت، ایک جوان ہے دوسری بوڑھی، ایک بیمار ہے، دوسری تندرست، ایک بدمزاج ہے دوسری خوش مزاج، اس میں فطری بات ہے کہ انسان کا دل زیادہ اسی طرف مائل ہوگا جو اس کے دل کو زیادہ اچھی لگے گی، اس طبعی میلان پر اسلام اس کی گرفت نہیں کرتا اس لئے کہ دل اس کے اختیار سے باہر ہے، ہاں اسلام مرد سے اس بات

کا تقاضا اور مطالبہ کرتا ہے کہ ایک بیوی کی طرف پوری طرح اس انداز میں متوجہ ہو کر دوسری کو انتظار کی صلیب پہ چڑھا دینا کہ عملی طور پر وہ بے شوہر والی عورت لگے تو ایسا کرنے سے گریز لازم ہے، ایک طرف میلان ورجحان فطری امر ہے لیکن دوسری کو یونہی معلق نہ چھوڑ دیا جائے۔

بیوی میاں میں باہمی صلح کا حکم

گھریلو معاملات میں بیوی و خاوند کے مابین اختلاف **کا** پایا جانا فطری عمل ہے، اس اختلاف کو ختم کر کے صلح کرنے کا حکم یوں دیا گیا ہے۔

"وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا" (النساء:۱۲۸)

جب کسی عورت کو اپنے خاوند سے بدسلوکی یا بے رخی کا اندیشہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ بیوی میاں آپس میں صلح کرلیں، صلح بہر حال بہتر ہے، دل تنگ دلی کی طرف جلدی مائل ہو جاتے ہیں۔ لیکن اگر تم احسان سے پیش آ ؤ اور خدا سے ڈرو تو یاد رکھنا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اس طرز عمل سے بے خبر نہ ہوگا۔

اگر بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر گھر میں ایسے حالات پیدا ہو گئے کہ مرد اور عورت کا اکٹھے رہنا مشکل ہو گیا ہے تو اسلام نے مرد کو طلاق کا اور عورت کو خلع کا حق دیا ہے، بعض وجوہات کی بناء پر اسلامی عدالت کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ ایسے نکاح کو توڑ دے جو بجائے رحمت کے زحمت بن گیا ہے...... مرد و عورت میں جب تفریق ہو گئی تو اب اسلام انہیں ہاتھ پاؤں توڑ کر ماضی کے تلخ حقائق کو یاد کر کے گھلنے اور پگھلنے کی بجائے اپنی نئی منزل تلاش کرنے میں رکاوٹ نہیں بنتا۔ عورت کو دوسری شادی کرنے سے نہیں روکتا ہاں پہلے خاوند سے علیحدگی کے بعد عدت گزارنا پڑتی ہے، اسلام نے مرد کی ذمہ

داری میں یہ بات شامل کر دی ہے کہ وہ عدت کے دوران اس کا نان ونفقہ برداشت کرے، اس دوران اس کے ساتھ حسنِ سلوک کی تعلیم دی گئی، پھر رخصت کے وقت مناسب اخراجات کی ادائیگی بھی مرد کے ذمّہ ہے۔

عورت ومرد کے درمیان صلح کا طریقہ

اگر میاں بیوی کے حالات اس حد تک بگڑ جائیں کہ آپس میں صلح نہیں کر سکتے ایسے میں خاندان کے دوسرے دانشمند حضرات کو کہا گیا ہے کہ وہ صلح کرائیں اس کا حکم یوں دیا گیا۔

"وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ یُّرِیْدَآ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَیْنَهُمَا" (النساء:۳۵)

اور اگر تم لوگوں کو بیوی میاں کے تعلقات بگڑ جانے کا اندیشہ ہو تو ایک فیصل مرد کے رشتہ داروں میں سے اور ایک عورت کے رشتہ داروں میں سے مقرر کرو، وہ دونوں اصلاح کرنا چاہیں گے تو اللہ ان کے درمیان موافقت کی صورت نکال دیں گے۔ (دونوں سے مراد ثالث بھی اور زوجین بھی)

بیوی میاں کے درمیان اگر ناچاقی پیدا ہو جائے تو قرآن نے ان کے مابین صلح کرانے کی ترغیب دیتے ہوئے بتایا کہ جانبین سے منصف کا انتخاب کیا جائے جسے اللہ تعالیٰ نے قوت فیصلہ دے رکھی ہے۔ مرد کے قرابت داروں میں سے کسی سمجھدار منصف کو مرد کے پاس بھیجا جائے۔ عورت کے قرابتداروں میں سے کسی منصف سمجھدار کو عورت کے پاس بھیجا جائے، اس لئے کہ اقارب اندرونی حالات سے آگاہ ہوتے ہیں، اور انہیں اس بات کی فکر دامن گیر ہوتی ہے کہ معاملہ کسی طرح سلجھ جائے۔ سیّدنا علی المرتضیٰؓ کے پاس ایک خاوند اور بیوی جب اپنا جھگڑا لے کر آئے تو حضرت علیؓ نے اسی قرآنی حکم کو سامنے رکھتے ہوئے دونوں کے قرابت داروں میں سے منصف کا انتخاب کرنے کا حکم دیا تھا، پھر اس حکم کی تعمیل

کی گئی، حضرت علیؓ نے پنچایت کو کہا کہ اگر دونوں میں نبھاہ ہوتا دیکھو تو صلح کرا دینا اور اگر نبھاہ ناممکن ہے تو دونوں میں تفریق کرا دینا۔

اسلام نے یہاں بھی ایک گھر کی گاڑی کے ان دو پہیوں کو درست سمت پر چلانے کی تعلیم دی ہے۔ اور ایسا ناصحانہ اور حکیمانہ انداز اپنایا ہے کہ مرد اور عورت کا باہمی جھگڑا گھر کی چار دیواری کے اندر ہی حل ہو جائے اگر جھگڑا زیادہ ہو جائے تو پھر خاندان کے بااثر، دیانت دار اور قوت فیصلہ رکھنے والے اصلاح پسند دو حَکَم ان کا معاملہ طے کرا دیں۔ مفتی محمد شفیعؒ لکھتے ہیں۔ اس عجیب و غریب قرآنی نظام محکم پر ایک اجمالی نظر ڈالئے جو اس نے گھریلو جھگڑوں کو ختم کرنے کے لئے دنیا کو دیا ہے۔

۱۔ گھر کا جھگڑا گھر ہی میں تدریجی تدبیروں کے ساتھ چکا دیا جائے۔

۲۔ یہ صورت ممکن نہ رہے تو حکام یا برادری کے لوگ دو حکموں کے ذریعے ان میں مصالحت کرا دیں تاکہ گھر میں نہیں تو خاندان کے اندر محدود رہ کر جھگڑا ختم ہو سکے۔

(معارف القران)

عورت کے حقوق

قرآن کریم میں عورت کے حقوق کا ذکر یوں کیا گیا ہے۔

"وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ" (سورۃ البقرہ:۲۲۸)

عورتوں کے لئے بھی معروف طریقے پر ویسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے حقوق ان پر ہیں۔ ہاں مردوں کو ان پر ایک درجہ حاصل ہے........ جس طرح مرد کے حقوق عورت پر ہیں اسی طرح اسلام نے عورت کے حقوق مرد پر لازم قرار دیئے ہیں۔ خاندانی نظام میں ازدواجی زندگی کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اور ازدواجی زندگی کی اصل روح محبت اور پیار ہے، مرد کو اگر اللہ تعالیٰ نے گھر کا نگران بنایا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ عورت کو آزادی دے دی گئی ہے، بلکہ اس پر لازم ہے کہ خاوند کے حقوق کا خیال رکھے۔ اور

خاوند کو حقوق پورے کرنے کی زیادہ تاکید ''درجہ'' کے لفظ سے سمجھ میں آتی ہے۔

سابق مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ لکھتے ہیں:

''لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ'' یعنی ان کے حقوق مردوں کے ذمّہ ہیں جیسے کہ ان کے ذمہ مردوں کے حقوق ہیں، اس میں مردوں کے حقوق کا ذکر عورتوں کے حقوق سے پہلے کیا، جس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ مرد تو اپنی قوت خداداد و تفوّق کی بناء پر عورت سے اپنے حقوق وصول کر ہی لیتا ہے، فکر عورتوں کے حقوق کی ہونی چاہئے، کہ وہ عادۃً اپنے حقوق زبردستی وصول نہیں کرسکتیں، دوسرا اشارہ اس میں یہ بھی ہے کہ مردوں کو عورت کے حقوق ادا کرنے میں مسابقت کرنا چاہئے۔ (معارف القرآن ص۵۵۲ ج۱)

عورت و مرد کی جدوجہد

''لِلرِّجَالِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اکْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَاءِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اکْتَسَبْنَ وَسْئَلُوْا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ'' (النساء:۳۲)

جو کچھ مردوں نے کمایا ہے اس کے مطابق ان کا حصہ ہے اور جو کچھ عورتوں نے کمایا ہے اس کے مطابق ان کا حصہ ہے، اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگتے رہو۔

اسلامی تعلیمات میں مرد اور عورت کے لئے عدل وانصاف کے پیمانے موجود ہیں، اسلام نے واضح کیا کہ مرد اپنے فکر وعمل اور جہد و کاوش سے جو چیز حاصل کریں گے وہ انہی کا مقدر ہے، حسد اور دوسروں کے پاس نعمت خدا کی فراوانی دیکھ کر جل بھُن کر اپنے اعمال کو داؤ پہ لگانے کی بجائے اس ذاتِ حق سے اس کا فضل ہی مانگنا چاہئے۔ مرد اور عورت کو اپنے دائرہ کار اور شرعی حدود میں رہتے ہوئے آگے بڑھنے کی تعلیم موجود ہے۔ اسے اسلام مستحسن قرار دے رہا ہے لیکن دوسرے کی نعمتوں کے زوال وانحطاط کی تمنا نیں رکھنا مذموم ہے۔

ماں کا کام

قرآن حکیم نے ایک ماں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ اپنے بچوں کو دو سال تک دودھ پلائے، اس دوران اس کا کھانا اور کپڑا دستور کے مطابق بچے کے والد کے ذمہ ہے، اسی طرح اسلام نے عورت کا خیال رکھتے ہوئے دستور وضع کیا کہ کسی کو اس کی ہمت سے زیادہ تکلیف نہ دی جائے، ماں کو اس کے بچے کے سبب نقصان نہ پہنچایا جائے اور نہ ہی باپ کو اولاد کی وجہ سے پریشان کیا جائے، بچے کا نان ونفقہ والد کے ذمہ ہے، اگر عورت دودھ چھڑانا چاہتی ہے تو دونوں باہمی رضامندی سے ایسا کریں۔

کفار کی مسلمان بیویاں

کافروں کی وہ بیویاں جو دارالکفر سے دارالاسلام کی طرف ہجرت کر کے آئی ہوں ان کے ساتھ عمدہ سلوک کا یوں حکم دیا گیا ہے۔

"وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَاسْأَلُوا مَا أَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْأَلُوا مَا أَنْفَقُوا ذَٰلِكُمْ حُكْمُ اللَّهِ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ" (سورۃ الممتحنہ:۱۰)

اسلام نے مسلمان خاوندوں کے عقدِ نکاح میں رہنے والی مسلمان عورتوں کا جگہ جگہ ذکر کیا ہے۔ لیکن کفار کے عقدِ نکاح میں رہنے والی مسلمان عورتوں کا بھی بڑے احسن پیرائے میں ذکر کیا، جب کافر خاوند کی بیوی ہجرت کر کے دارالاسلام میں آجائے تو مسلمان خاوند کو اس کے ساتھ نکاح کرنے کی اجازت ہے، ہجرت کر کے آنے والی مسلمان عورت کا نکاح اس کے کافر خاوند سے فسخ ہو جاتا ہے، وہ اس پر حرام ہو جاتی ہے، مسلمان شوہر سے اب نکاح کر سکتی ہے، چاہے اس کا پہلا خاوند زندہ ہی کیوں نہ ہو، اور اس نے اسے طلاق بھی نہ دی ہو۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کا کہنا ہے کہ جس کافر کی بیوی مسلمان ہو جائے، اسے بلایا جائے گا، اور اسے کہا جائے گا کہ وہ بھی مسلمان ہو جائے، ایسی صورت میں اس کا

نکاح برقرار رکھا جائے گا، اور اگر وہ دائرہ اسلام میں داخل ہونے سے انکار کرتا ہے تو اس کا نکاح مسلمان عورت سے ٹوٹ جائے گا۔ اب یہ عورت کسی مسلمان مرد سے شادی کر سکتی ہے۔ قرآن نے مسلمان کو حکم دیا کہ اگر وہ ایسی مسلمان عورت سے شادی کرے تو اسے مہر بھی ادا کرے، پہلے والے مہر پر ہی اکتفا نہ کرے۔

اسلام نے مسلمانوں کو مشرک عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے سے روک دیا ہے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو جن صحابہ کرامؓ کے نکاح میں مشرک عورتیں تھیں، انہوں نے ان کو چھوڑ دیا تھا۔

بیوی میاں میں جدائی

مرد اور بیوی کے درمیان اگر جدائی کی صورت بن ہی گئی ہو تو اس سلسلہ میں دونوں کو یوں حکم دیا گیا۔

"وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ" (نساء:۱۳۰)

اگر بیوی میاں ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے ان میں سے ہر ایک کو دوسرے کی محتاجی سے بے نیاز کر دیں گے۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں:

''اگر دونوں میاں بیوی (میں کسی طرح بھی موافقت نہ ہوئی اور دونوں) جدا ہو جائیں (یعنی خلع یا طلاق ہو جائے) تو (کوئی ان میں سے خواہ مرد اگر اس کی زیادتی ہے یا عورت اگر اس کی کوتاہی ہے یوں نہ سمجھے کہ بدون میرے اس دوسرے کا کام ہی نہ چلے گا، (کیونکہ) اللہ تعالیٰ اپنی وسعت (قدرت) سے (دونوں میں سے) ہر ایک کو (دوسرے سے) بے احتیاج کر دے گا، (یعنی ہر ایک کا مقدر کام بے دوسرے کے چل جائے گا)'' (بیان القرآن)

اسلام نے عورت جیسی صنف نازک کو تسلی دی کہ وہ اگر خاوند کے قہر و جبر سے تنگ آ کر خلع چاہتی ہے تو اسے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی زمین وسیع ہے وہ کوئی

دوسرا سبب مہیا کر دے گا، اسی طرح اگر مرد عورت کی کوتاہی کی بناء پر اسے چھوڑنے پر مجبور ہو چکا ہے تو تب بھی اسے پریشان نہ ہونا چاہئے اللہ تعالیٰ اس کے لئے بھی کوئی بہتر سبیل پیدا کر دیں گے۔

بیوی اور خاوند کے درمیان جب تلخ واقعات رونما ہونا شروع ہو جائیں تو گھر کے دیگر دانشمند اور صاحب فراست لوگ ان کے درمیان صلح وصفائی کی کوشش کریں، اسلام نے معمولی معمولی بات پر جھگڑے کو ناپسند کیا ہے، اگر حالات واقعی اس نوبت تک پہنچ جائیں کہ اب صلح کی تمام کوششیں بیکار دکھائی دی جانے لگیں تو یقینی بات ہے۔ ان میں جدائی کی وہ مذموم اور مبغوض صورت ظاہر ہوگی جس کو ''طلاق'' کہا جاتا ہے، اسلام نے عورت کا خیال رکھتے ہوئے طلاق کو اچھا اقدام خیال نہیں کیا، اسی لئے شارعِ اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَی اللّٰہِ الطَّلَاق'' (سنن ابی داؤد)

طلاق حلال ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔

اسلام نے عورتوں کی عزت وعصمت کے تحفظ کے لئے باقاعدہ ایک نظام تشکیل دیا ہے، نکاح اور طلاق کے معاملات کو بازیچہ اطفال نہیں بنا دیا گیا کہ جب چاہیں جس سے چاہیں اسے اپنے نکاح میں لے آئیں اور جب چاہیں اس کا مستقبل داؤ پہ لگا کر گھر کی چار دیوار سے نکال باہر کریں، نزاعی معاملات میں اسلام نے آخری حد تک کوشش کی کہ کسی گھر کی رونق ماند نہ پڑے، کسی گھر کا سکون برباد نہ ہونے پائے، کسی گھر کے اختلافات کی ہوا دور دور تک نہ پہنچے بلکہ گھر کی چار دیواری کے اندر ہی اندرونی معاملات کو سدھار لیا جائے تو بہتر ہے۔

جس طرح نکاح زوجین کے مابین ایک معاہدہ ہوتا ہے، بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر اس معاہدہ کو ختم کرنے کا نام طلاق ہے۔ معارف القرآن میں لکھا ہے کہ اسلامی تعلیمات کا اصل رخ یہ ہے کہ نکاح کا معاملہ اور معاہدہ عمر بھر کے لئے ہو، اس کو توڑنے اور

ختم کرنے کی نوبت کبھی نہ آئے، کیونکہ اس معاملہ کے انقطاع کا اثر صرف فریقین پہ نہیں پڑتا، نسل و اولاد کی تباہی و بربادی اور بعض اوقات خاندانوں اور قبیلوں میں فساد تک کی نوبت پہنچتی ہے۔ اور پورا معاشرہ بری طرح اس سے متاثر ہوتا ہے اسی لئے جو اسباب اور وجوہ اس معاملہ کو توڑنے کا سبب بن سکتے ہیں قرآن وسنت کی تعلیمات نے ان تمام اسباب کو راہ سے ہٹانے کا پورا انتظام کیا ہے۔ زوجین کے ہر معاملے اور ہر حال کے لئے جو ہدایتیں قرآن وسنت میں مذکور ہیں ان سب کا حاصل یہی ہے کہ یہ رشتہ ہمیشہ زیادہ سے زیادہ مستحکم ہوتا چلا جائے، ٹوٹنے نہ پائے، ناموافقت کی صورت میں اول افہام وتفہیم کی پھر زجر وتنبیہ کی ہدایتیں دی گئیں اور اگر بات بڑھ جائے اور اس سے بھی کام نہ چلے تو خاندان ہی کے چند افراد کو حَکَم اور ثالث بنا کر معاملہ طے کرنے کی تعلیم دی۔ (معارف القرآن ص ۵۵۶، ج۱)

اسلام نے خاوند اور بیوی کی راحت کے لئے ازدواجی مراسم قائم کرائے، لیکن بسیار کوشش کے باوجود جب حالات اس قدر دگرگوں ہو جائیں کہ راحت زحمت وعذاب کا روپ اختیار کر لے تو اس میں شریعت نے فسخ نکاح کا قانون بنایا ہے، دوسرے مذاہب کی طرح نہیں کیا کہ مرد اور بیوی دونوں کشاکش کی اس آگ میں جلتے جھلتے رہیں۔ اس لئے مرد کو طلاق کا اختیار دے دیا، طلاق دینے کا اختیار عورت کو نہیں دیا۔ اس لئے کہ مرد کی بہ نسبت عورت میں تحمل اور فکر وتدبر کا فقدان ہوتا ہے......... اسلام نے جہاں مرد کو طلاق کا اختیار دیا وہاں عورت کو بھی اس بات کی اجازت ہے کہ وہ خاوند کے ظلم و جور کو سہنے اور برداشت کرنے کی بجائے زنجیر انصاف ہلا دے اور عدالت اسلامیہ کا رخ اختیار کرے اور عدالت کے ذریعہ نکاح فسخ کرا لے۔

اسلام نے مرد پر اس بات کی پابندی لگائی کہ وہ غصہ کی حالت میں یا طیش میں آ کر اس اختیار کو استعمال نہ کرے، معارف القرآن میں حضرت مفتی محمد شفیعؒ لکھتے ہیں۔
''دوسری پابندی یہ لگائی کہ حالت غیظ وغضب میں یا کسی وقتی اور ہنگامی ناگواری میں اس

اختیار کو استعمال نہ کریں، اس حکمت کے ماتحت حالت حیض میں طلاق دینے کو ممنوع قرار دیا، اور حالت طہر میں بھی، جس طہر میں صحبت وہمبستری ہوچکی ہے، اس میں طلاق دینے کو اس بناء پر ممنوع قرار دیا کہ اس کی وجہ سے عورت کی عدّت طویل ہو جائے گی، اس کو تکلیف ہوگی، ان دونوں چیزوں کے لئے قرآن کریم کا ارشاد یہ آیا ''وَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ'' یعنی طلاق دینا ہوتو ایسے وقت میں دو جس میں بلاوجہ عورت کی عدّت طویل نہ ہو، حیض کی حالت میں طلاق ہوئی تو موجودہ حیض عدت میں شمار نہ ہوگا، اس کے بعد طہر اور پھر طہر کے بعد حیض سے عدت شمار ہوگی، اور جس طہر میں ہمبستری ہوچکی ہے اس میں یہ امکان ہے کہ حمل رہ گیا ہوتو عدت وضع حمل تک طویل ہو جائے گی، طلاق دینے کے لئے مذکورہ وقت طہر کا مقرر کرنے میں یہ حکمت ہے کہ اس انتظار کے وقفہ میں بہت ممکن ہے کہ غصہ فرو ہو، معافی تلافی ہوکر طلاق کا ارادہ ہی ختم ہو جائے۔

تیسری پابندی یہ لگائی کہ معاہدہ نکاح توڑنے اور فسخ کرنے کا طریقہ بھی وہ نہیں رکھا جو عام بیع وشراء کے معاملات ومعاہدات کا ہے، کہ ایک مرتبہ معاہدہ فسخ کر دیا، تو اسی منٹ میں فریقین آزاد ہوگئے، اور پہلا معاملہ بالکل ختم ہوگیا، ہر ایک کو اختیار ہوگیا کہ دوسرے سے معاہدہ کرلے، بلکہ معاملہ نکاح کو قطع کرنے کے لئے اول تو اس کے تین درجے تین طلاقوں کی صورت میں رکھے گئے، پھر اس پر عدت کی پابندی لگا دی کہ عدت پوری ہونے تک معاملہ نکاح کے بہت سے اثرات باقی رہیں گے۔ عورت کو دوسرا نکاح حلال نہ ہوگا، مرد کے لئے بھی بعض پابندیاں باقی رہیں گی۔

چوتھی پابندی یہ لگائی کہ اگر صاف وصریح لفظوں میں ایک یا دو طلاق دی گئی ہے تو طلاق دیتے ہی نکاح نہیں ٹوٹا، بلکہ رشتہ ازدواج عدّت پوری ہونے تک قائم ہے، دوران عدّت میں اگر یہ اپنی طلاق سے رجوع کرے تو نکاح سابق بحال ہو جائے گا۔ لیکن یہ رجوع کرنے کا اختیار صرف ایک یا دو طلاق تک محدود کر دیا گیا، تاکہ کوئی ظالم شوہر ایسا نہ کر سکے کہ ہمیشہ طلاق دیتا رہے پھر رجوع کرکے اپنی قید میں رکھتا ہے اسی لئے حکم یہ دے دیا

کہ اگر کسی نے تیسری طلاق بھی دے دی تو اب اس کو رجوع کرنے کا بھی اختیار نہیں، بلکہ اگر دونوں راضی ہو کر آپس میں دوبارہ بھی نکاح کرنا چاہیں تو بغیر ایک مخصوص صورت کے جس کا ذکر آگے آتا ہے دوبارہ نکاح بھی آپس میں حلال نہیں''۔ (معارف القرآن ص ۵۵۸، ج۱)

قرآنی تعلیمات کے مطابق طلاق دو ہی مرتبہ ہے، پھر ان دونوں مرتبہ کی طلاقوں میں یہ لچک رکھ دی کہ ان سے بیوی میاں کا نکاح بالکل ختم نہیں ہوتا بلکہ عدّت پوری ہونے تک مرد کو اختیار ہے کہ رجوع کر کے بیوی کو اپنے نکاح میں روک لے، یا پھر رجوع نہ کرے عدّت پوری ہونے دے، عدت پوری ہونے پر نکاح کا تعلق ختم ہو جائے گا
اگر کسی شخص نے تیسری طلاق بھی دے دی تو بیوی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے۔ اسے دوبارہ رجوع کرنے کا اختیار نہیں ہے، تین طلاقوں کے بعد اگر بیوی میاں ایک دوسرے کو پھر سے قبول کریں تو پھر بھی نکاح نہیں ہوگا، اس پر شریعت نے اسے سزا دی ہے کہ اگر دوبارہ گھر آباد کرنا چاہتا ہے تو عورت عدت گزارنے کے بعد دوسرے خاوند سے نکاح کرے، ازدواجی تعلقات قائم کرے پھر اتفاق سے اگر وہ شوہر اس کو طلاق دے دے یا مر جائے تو اس کی عدت پوری کرنے کے بعد پہلے خاوند سے نکاح کر سکتی ہے۔

عورت کی عِدّت

اسلام نے یہ تعلیم دی ہے کہ طلاق کے بعد عورت عدّت گزارے، عدّت کی مختلف صورتیں ہیں اور ان کا مختلف عرصہ ہے۔

۱۔ حیض والی عورتوں کی عِدّت تین طہر ہے، طہر ایک حیض کے ختم سے دوسرے حیض کے شروع تک کے درمیانی عرصہ کو کہا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ''وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ'' (البقرہ) مطلقہ عورتیں تین طہر (حیض) تک انتظار کریں۔

۲۔ بغیر حیض والی عورتیں خواہ بوڑھی ہونے کی وجہ سے ان کا حیض بند ہو چکا ہے، اگر

انہیں عِدّت کے تعین میں شبہ ہوتو ان کی عدت تین مہینے ہے،اسی طرح ان کی بھی جنہیں حیض شروع ہی نہیں ہوا۔

۳۔ حاملہ عورتوں کی عِدّت وضع حمل تک ہے ارشاد ہے۔"وَ اُوْلَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ" (سورۃ الطلاق:۴)

۴۔ جس عورت کے ساتھ ازدواجی تعلقات قائم نہیں کئے گئے،اس سے پہلے ہی اسے طلاق دے دی گئی تو اس کے لئے کوئی عدت مقرر نہیں ہے۔

۵۔ جن عورتوں کے خاوند فوت ہو جاتے ہیں ان کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔

عِدّت کے احکام

۱۔ اسلام نے تعلیم دی ہے کہ عدت کے دوران عورت شوہر کی بیوی تصور ہوگی،اس دوران اس کے قیام وطعام کے تمام اخراجات شوہر کے ذمہ ہیں۔

۲۔ عدت کے دوران عورتوں کو گھروں سے نکالنے کی اجازت نہیں ہے،اور نہ انہیں خود جانے کی اجازت ہے۔

۳۔ عدت کے دوران شوہر کو رجوع کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔

۴۔ پوری عدت گزر جانے کے بعد طلاق واقع ہو جائے گی۔

۵۔ عدت کے دوران مردوں کو حکم ہے کہ وہ اپنی حیثیت کے مطابق عورتوں کو رہائش دیں۔

۶۔ عورتوں کو دوران عدت خواہ مخواہ پریشان نہ کیا جائے۔

۷۔ اگر بیوی حاملہ ہو تو وضع حمل تک اس کا خرچ شوہر کے ذمہ ہے۔

۸۔ طلاق کے بعد اگر عورت بچے کو دودھ پلائے گی تو اس کے اخراجات بھی مرد کے ذمہ ہیں۔

اِیلاء

جاہلیت کے زمانہ میں بیوی خاوند کے درمیان جدائی کی ایک قسم یہ تھی کہ لوگ

ایک لمبی مدت تک کے لئے اپنی عورتوں سے ازدواجی تعلقات چھوڑنے کی قسم کھا لیتے تھے، یوں عورتوں کو تنگ اور پریشان کیا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی مدت چار ماہ مقرر کر دی ہے، اگر چار ماہ سے کم مدت ہوگی تو ایلاء نہ ہوگا۔

ارشاد الٰہی ہے۔

"لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِسَاۗءِھِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ" (البقرہ)

وہ لوگ جو اپنی بیویوں سے ترک تعلق کی قسم کھا لیتے ہیں ان کے لئے چار ماہ کی مہلت ہے۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ازواج مطہرات کے بعض مطالبات سے ناراض ہو کر ایک ماہ کے لئے ایلاء کیا اور جا کر مسجد نبوی کے بالا خانے میں مقیم ہو گئے۔ (بخاری)

ایک روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم کے بدلے کفارہ ادا کیا تھا، حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ چار مہینے گزر جائیں تو مرد کو مجبور کریں گے یا قسم سے رجوع کرے یا اسے طلاق دیدے۔ (بخاری بحوالہ اسلامی ریاست)

ظِہار

جدائی کا تیسرا طریقہ جو عرب میں رائج تھا وہ ظِہار تھا، ظِہار کا مطلب یہ کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے یوں کہے کہ تو مجھ پر ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ اور اسے اپنے اوپر حرام کر لیتا۔

اسلام نے جو تعلیم دی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔

۱۔ کہ کسی کا منہ سے ماں کہہ دینے سے فی الواقعہ ماں نہیں بن جاتی، ماں تو وہی ہے جس نے جنا ہے۔

۲۔ ظِہار کرنے والوں کو رجوع کرنا چاہئے اور رجوع سے پہلے کفارہ دینا چاہئے۔ اس کا کفارہ ایک غلام آزاد کرنا ہے یا دو ماہ کے روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

خُلع

اگرعورت کسی بناء پرمرد سے آزادی چاہتی ہےتو وہ حق مہریااس کا کچھ حصہ یا کچھ معیّن رقم دے کرطلاق حاصل کرسکتی ہے،اوراگرمردکسی طور پرایسا کرنے کے لئے تیار نہ ہوتو بذریعہ عدالت خلع کرایا جاسکتا ہے،اسلامی تعلیمات میں اسے ایسا کرنے کی اجازت دی گئی ہے وہ اس صورت میں کہ جب دونوں کو اندیشہ ہو کہ وہ حدود اللہ کو قائم نہ رکھ سکیں گے۔

لِعان

بیوی میاں میں جدائی کا ایک طریقہ لعان ہے۔لعان یہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے اورعورت اس کا انکار کرے تو دونوں عدالت کے سامنے پیش ہوں پہلے مرد کھڑا ہوکر چار بار اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ اس عورت نے زنا کیا ہےاور پانچویں باریوں کہے کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر اللہ کی لعنت ہو، پھراس کے بعد عورت بھی اٹھ کر اس طرح چار بار اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ یہ مرد جھوٹا ہےاور میں بری ہوں اور پانچویں باریوں کہے کہ اگر میں جھوٹی ہوں تو مجھ پر اللہ کی لعنت ہو۔

طلاق والی عورت سے سلوک

"فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلاً" (احزاب:۴۹)

اسلام نے عورتوں پر رحم وکرم کرتے ہوئے مردوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ عورتوں کو اگر بسانے کا ارادہ نہیں رکھتے تو عمدہ طریقے سے انہیں رخصت کردیں، اسے کچھ تحفے تحائف دے دیئے جائیں۔صرف تحفے تحائف اور جوڑے ہی دینے کوعمدہ طریقہ خیال کر کے اسے عدالتوں کے کٹہرے میں کھڑا کر کے ذلیل ورسوا کرنے کی ناپاک کوشش نہ کی جائے۔کسی شخص کو اگرعورت پسند نہیں ہے یا علیحدگی کی کوئی ضروری اورلازمی وجہ بن گئی ہے، جس کی بناء پر ان کا اکٹھا رہنا مشکل دکھائی دے رہا ہےتو اچھے لوگوں کی طرح اسے طلاق دے کر رخصت کیا جائے۔اس کے عیوب لوگوں کے سامنے رکھ کر شکایات کے انبار لگانے

کی خسیس حرکت کرنے کی کوشش نہ کی جائے تاکہ یہ بات پھیلے تو دوسرا کوئی بھی اسے قبول نہ کرے، اگر گزارہ نہ چل سکے تو طلاق کے معاملے کو عدالتوں، پنچایتوں اور پنچایتی جرگوں کی نذر کر کے اسے معلق نہ کیا جائے، بلکہ اسے طلاق دے کر فارغ کیا جائے۔

قرآن حکیم میں دوسرے مقام پر اس کی تائید موجود ہے۔

"مَتِّعُوهُنَّ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ" (البقرہ)

یعنی طلاق یافتہ عورت کو حیثیت کے مطابق کچھ دے کر رخصت کیا جائے۔

دوسرے مقام پر ارشاد باری ہے۔

"وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ" (البقرہ)

طلاق یافتہ عورتوں کو دستور کے مطابق [illegible]

خواتین اور تعلیم وتربیت

ہمارا معاشرہ زوال وانحطاط کے طویل دور سے گزرتے ہوئے اب ایسے مقام پر پہنچ چکا ہے کہ اس کی تہہ میں دبی ہوئی برائیاں ابھر ابھر کر برسر عام آ گئی ہیں اور اب کوئی باشعور اور روشن ضمیر شخص معاشرے کی موجودہ حالت پر اطمینان کا اظہار نہیں کرسکتا۔ اسی لئے یہی وہ وقت ہے جس میں ہمیں اپنے معاشرے کے حقیقی مرض کی تشخص کرکے اس کے علاج کی فکر کرنی چاہئے۔ یوں تو گونا گوں سماجی برائیوں نے چاروں طرف سے ہمارا احاطہ کررکھا ہے اور ہماری قومی اور اجتماعی زندگی کا سب سے زیادہ افسوسناک اور تکلیف دہ پہلو یہ ہے کہ ہمارے یہاں بے دینی اور الحاد کی رو ایک طوفان کی صورت اختیار کر چکی ہے اور اس نے پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔

عورت نصف انسانیت ہے۔ مرد انسانیت کے ایک حصہ کی ترجمانی کرتا ہے تو دوسرے حصہ کی ترجمانی عورت کرتی ہے۔ عورت کو نظر انداز کرکے نوع انسانی کے لئے جو بھی پروگرام بنے گا وہ ناقص اور ادھورا ہوگا۔ ہم ایسی کسی سوسائٹی کا تصور نہیں کرسکتے جو تنہا مردوں پر مشتمل ہو اور جس میں عورت کی ضرورت نہ ہو دونوں ایک دوسرے کے لئے یکساں محتاج ہیں۔ نہ عورت مرد سے مستغنی ہوسکتی ہے اور نہ مرد عورت سے بے نیاز۔ عورت کی سعی و جہد میں جو خلا رہتا ہے اسے مرد پورا کرتا ہے اور مرد کی دوڑ دھوپ میں جو نقص اور کمی ہوتی ہے اس کو عورت پورا کرتی ہے۔

بے خوف لہجے میں کرتی ہوں گفتگو
خود ساختہ خداؤں سے ڈرتی نہیں ہوں میں
وہ نقطۂ شعور ہوں قرطاس زیست پر
پھیلوں اگر کبھی تو سمٹتی نہیں ہوں میں

موجودہ تہذیب عورت اور مرد کے درمیان روابط قائم کرنے میں بھی ناکام رہی

ہے اور جنسی مسئلہ حل کرنے میں بھی۔ اس نے عورت اور مرد کا سماجی رشتہ متعین کرنے میں غلطی یہ کی ہے کہ عورت کو اس کے حقیقی مقام سے ہٹا کر مرد کی صف میں کھڑا کر دیا ہے چنانچہ وہ مرد کے دائرہ میں تگ و دو کرتی ہوئی نظر آتی ہے لیکن اس میدان سے غائب ہے جس کے لئے فطرت نے اس کی تخلیق کی ہے۔ جنسی جذبات کو موجودہ تہذیب نے اس قدر ابھارا ہے کہ انسان کے دماغ پر انہی کا غلبہ ہو گیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ٹھوس کاموں سے توجہ ہٹتی جا رہی ہے اور لذت پسندی کا رجحان فروغ پا رہا ہے۔ موجودہ تمدنی و معاشرتی حالات پر غور و فکر کرنے والا انسان اس اعتراف پر مجبور ہے کہ عورت اور مرد کے غلط رشتہ نے موجودہ تہذیب کی بنیادیں ہلا دی ہیں اور انسان کو ایک ایسے مقام پر لا کھڑا کیا ہے جہاں سکون اور چین کے ہزار سامانوں کے باوجود وہ ان سے محروم ہے۔

ثمر ملے گا برائی کا پھر برائی سے
جو کانٹے بوئے ہیں تو پھول چن نہیں سکتے

ہماری بدقسمتی سے آج ہمارے اندر ایک ایسا طبقہ کثیر تعداد میں پیدا ہو چکا ہے جو پوری طرح مغربی تہذیب پر یقین رکھتا ہے۔ یہ طبقہ نہیں چاہتا کہ اس ملک میں اسلامی قدروں کو وہ فروغ اور عروج حاصل ہو جو ان کو اپنے غلط طور طریقوں، خلاف اسلام سرگرمیوں اور دوسرے الللے تللوں کو چھوڑ دینے پر مجبور کر دے۔ یہ مغرب کی اندھا دھند نقالی ہی کا نتیجہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں بے حیائی، عریانی اور فحاشی کو روز افزوں مقبولیت حاصل ہو رہی ہے۔ بداخلاقی کا سیلاب ہمارے عوام کو بالعموم اور نوجوانوں کو بالخصوص بے روک بہائے لئے جا رہا ہے۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ کیا اس صورت حال کا ایک لمحہ کے لئے بھی گوارہ کیا جا سکتا ہے؟ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ اسلامی تصورات کو ذہنوں میں راسخ کیا جائے تو اس کا مفہوم یہ ہے کہ اسلام کی عام تعلیمات، اخلاقی ہدایات اور اصلاحی ضابطوں کو ایک طرف تو تعلیم و تربیت کے ذریعے ذہنوں کا حصہ بنا دیا جائے کہ دوسری طرف اس مقصد کے لئے قانون کی طاقت کو بھی استعمال کیا جائے۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ مسلمان خواتین نے اپنے دین کے لئے بڑی بڑی

قربانیاں دی ہیں۔اس کے لئے انہوں نے قریب ترین تعلقات اور رشتوں پر چھری پھیر دی، خاندان اور قبیلہ سے جنگ مول لی، مصیبتیں جھیلیں، گھر بار چھوڑا غرض یہ کہ مفاد دین سے ان کا جو بھی مفاد ٹکرایا اسے ٹھکرانے میں انھوں نے کوئی تامل اور پس و پیش نہیں کیا اور آخری وقت تک اپنے رب سے وفاداری کا جو عہد کیا تھا اس پر کوئی آنچ نہ آنے دی۔
حضرت معاویہؓ نے ایک مرتبہ ایک تقریر کرتے ہوئے مصنوعی بالوں کی ایک لٹ اپنے ہاتھ میں لے کر مدینہ والوں سے سوال کیا کہاں ہیں تمہارے علماء؟ (کیوں وہ اس پر تنقید نہیں کرتے) میں نے اس کے استعمال سے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منع فرماتے ہوئے سنا ہے۔ آپؐ نے فرمایا بنو اسرائیل اس وقت تباہ ہوئے جبکہ ان کی عورتوں نے اسے اختیار کیا۔ بات کچھ عجیب سی معلوم ہوتی ہے کہ عورت کے ایک عمل سے پوری قوم تباہ ہو جائے لیکن حضور اکرمؐ کا یہ منشا نہیں ہے کہ یہ عمل ان کی تباہی کا واحد ذریعہ بنا تھا بلکہ آپ ایک متعین عمل کے ذریعے اس ذہن و مزاج کی طرف اشارہ کرنا چاہتے تھے جو افراد کو تیزی کے ساتھ ہلاکت و بربادی کی طرف لئے چلا جاتا ہے۔ اگر کوئی قوم سادگی کی بجائے تصنع اور تکلف کی عادی اور جفاکشی کی بجائے عیش و راحت کی طالب بن جائے تو کشمکش حیات میں وہ کبھی ثابت قدم نہیں رہ سکتی۔ شریعت ان ہی اسباب تباہی سے عورت کو محفوظ رکھنا چاہتی ہے تاکہ زندگی کے کارزار میں اس کو نامرادیوں کا سامنا نہ کرنا پڑے اور وہ کامیابی کے ساتھ اپنے فرائض پورے کر سکے۔

خواتین نے اپنوں ہی کو حق پر ثابت قدم رکھنے کی کوشش نہیں کی بلکہ معاشرہ میں جہاں کہیں ان کو بگاڑ نظر آیا اس کو بدلنے اور اس کی جگہ خیر و فلاح کو قائم کرنے کی جدوجہد کرتی رہی ہیں۔ سمیراء بنت نہیک کے متعلق ابن عبدالبر نے لکھا ہے۔ وہ بازاروں میں گھوم پھر کر لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتیں اور برائی سے روکتیں تھیں۔ ان کے ہاتھ میں ایک کوڑا ہوتا تھا جس سے وہ لوگوں کو برائی کے ارتکاب پر مارتی تھیں۔ اس معاملے میں خواتین امت نے نہ تو رعایا کی پرواہ کی اور نہ فرمانرواؤں اور حاکموں کی ان کے ایمانی جذبات نے جس

طرح دین کے کھلے دشمنوں کا مقابلہ کیا ہے اسی طرح دین کے نام لیواؤں کے فساد فکر کو بھی برداشت کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ کلمہ حق کے اظہار میں نہ تو باطل کی بڑی قوت ان کے لئے مانع بنی اور نہ جابر و سخت گیر حکام کی زیادتی و سختی۔

تاریخی شہادتیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ اسلامی معاشرہ کے سود و زیاں اور نفع و ضرر سے مسلمان عورت کسی تماشائی کی طرح غیر متعلق نہیں رہ سکتی کیونکہ معاشرے کے بناؤ اور بگاڑ اور اصلاح معاشرے کا نقصان اس کا اپنا نقصان اور معاشرے کا فائدہ اس کا اپنا فائدہ ہے۔ وہ معاشرے کو خیر کی بنیادوں پر قائم رکھنے میں مدد دے گی تو لازماً شر کی راہ پر لے جانے کی مخالفت اور مزاحمت بھی کرے گی۔ بھلائیوں کا خیر مقدم کرے گی تو برائیوں پر احتجاج بھی کرے گی۔ یہ اس کا فطری حق ہے جو اجتماعی زندگی نے اس کو عطا کیا ہے۔ شریعت اس کے اس حق کو تسلیم کرتی ہے اور زندگی کے مختلف معاملات میں خواہ وہ انفرادی ہوں یا اجتماعی اس کو اپنے جذبات و احساسات رائے، خیال، پسند اور ناپسند کے اظہار کی اجازت عطا کرتی ہے۔ یہ اظہار اپنی حدود کے اندر زبان و بیان، تحریر و انشاء غرض جس ذریعے سے بھی ہو شریعت اس پر کوئی قدغن نہیں لگاتی۔ مختلف سیاسی و غیر سیاسی مسائل میں عورت کی رائے اور فہم سے اسلامی معاشرہ نے جس طرح فائدہ اٹھایا ہے۔ اسی طرح اپنی تعمیل و تشکیل میں اس کی عملی صلاحیتوں سے وہ مدد حاصل کرتا رہا ہے اور کرتا رہے گا۔ عورتوں نے رضاکارانہ طور پر جنگی خدمات بھی انجام دی ہیں۔ فرمایا رسول پاکؐ نے کہ ”عورتوں کے لئے سب سے اچھی مسجد ان کے گھر کے اندر کا درجہ ہے“۔ معلوم ہوا کہ مسجدوں میں عورتوں کا جانا اچھا نہیں۔ یہ بھی جان لیں کہ نماز کے برابر کوئی چیز نہیں جب اس کے لئے گھر سے نکلنا اچھا نہیں ہے تو فضول ملنے ملانے کو یا رسموں کے پورا کرنے کو گھر سے نکلنا تو کہیں زیادہ برا ہوگا۔ فرمایا رسول پاکؐ نے کہ ”دورت اگر خوشبو لگا کر غیر مردوں کے پاس سے گزرے تو وہ ایسی ہے یعنی بدکار“۔ بعض عورتیں نام کو تو کپڑا پہنتی ہیں اور واقع میں ننگی ہیں۔ ایسی عورتیں بہشت میں نہ جائیں گی اور نہ اس کی خوشبو پائیں گی۔ رسول پاکؐ نے

ایسی عورت پر لعنت فرمائی ہے جو مردوں کا سا پہناوا پہنے اور مردوں کی سی وضع اور صورت بنائے اور خلاف شرع لباس کی ممانعت فرمائی۔ اسلامی تعلیم نے شرم وحیاء کا درجہ اس قدر بلند کردیا ہے کہ دور حاضر کے ذہن کے لئے اس کا تصور بھی دشوار ہے۔

نبی کریمؐ کی محبوب ترین بیوی حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول پاکؐ کا قابل ستر حصہ کبھی نہیں دیکھا۔ تہذیب و شرافت اور شرم وحیاء کا ایک یہ معیار ہے اور ایک دوسرا معیار وہ ہے جو اس وقت کی عریاں تہذیب پیش کررہی ہے کہ بے حجابی اس کا حصہ بن کررہ گئی ہے۔ یہاں یہ کیفیت ہے کہ تعلقات کی فطری حدود کے اندر بھی شرم وحیاء کا دامن نہیں چھوٹتا، وہاں عریانیت کا یہ عالم کہ مرد وعورت دونوں برسر بازار ننگے ہوکررہ گئے ہیں۔ ایک طرف زبان ناشائستہ کلمہ تک نکالنے سے گریز کررہی ہے تو دوسری طرف ہر گلی وکوچہ میں داستان حسن وعشق سنائی جارہی ہے اور محبت وجوانی کے نغمات گائے جارہے ہیں۔ ایسے حالات میں سیرت کی تعمیر کا وہ انداز آدمی کو مصیبت کی دلدل میں پھنسنے سے کیسے باز رکھ سکتا ہے۔ اس سلسلے میں ہر ایک شخص کو اپنی ذات کا محاسبہ اور گھر کا ماحول پاک کرنا ہوگا اور یہ کام ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کی صورت میں عورت ہی بہتر طور پر انجام دے سکتی ہے۔

رسول پاکؐ کا واضح ارشاد ہے کہ ''سن لو تم میں ہر شخص نگران ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر والوں اور اس کے بچوں کی نگران ہے اور اس سے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا۔'' سب سے پہلا مدرسہ دنیا میں ماں کی گود ہے کیونکہ بچوں کی تعلیم اور تربیت یعنی ان کو دین کا علم سکھانے اور اس پر عمل کرکے دکھانے اور عمل کا شوق پیدا کرنے کا سب سے پہلا مدرسہ ان کا اپنا گھر اور ماں کی گود ہے۔ ماں باپ اور عزیز واقارب بچوں کو جس سانچے میں چاہیں ڈھال سکتے ہیں، جس رنگ میں چاہیں رنگ سکتے ہیں، بچے کا سنوار اور بگاڑ دونوں گھر سے چلتے ہیں۔ بچوں کی تعلیم وتربیت کے اصل ذمہ دار ماں باپ ہی ہیں۔ بچپن میں ماں باپ ان کو جس راستے پر ڈال دیں گے اور جو طریقہ سکھادیں گے وہی ان کی تمام زندگی کی بنیاد بن جائے

گا۔ بچہ کے دل میں خدا کا خوف، خدا کی یاد، خدا کی محبت اور آخرت کی فکر، اسلام کے حکموں کے سیکھنے اور سکھانے اور ان کے مطابق زندگی گزارنے کا جذبہ پیدا ہو جانے کی پوری کوشش کرنا لازم ہے۔ عورتوں کی بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ اپنی اولاد کو دیندار بنائیں اور دوزخ سے بچائیں۔ ہر بچہ کم از کم نو، دس سال تو ماں کے پاس ہی رہتا ہے۔ اس عمر میں اسے دین کی باتیں سکھائیں اور دین دار بنائیں۔ اگر اولاد دین دار ہوگی تو آپ کے لئے دعا کرے گی اور جو دینی علم آپ نے اسے سکھایا تھا اس پر عمل کرے گی تو آپ کو بھی اجر و ثواب ملے گا اور معاشرہ بھی پاک صاف ہوگا۔ رسول پاکؐ نے بہترین عورت کے دو خاص اوصاف بتائے ہیں کہ سب سے بہتر عورتیں قریش کی ہیں جو بچپن میں اولاد پر سب عورتوں سے زیادہ شفقت رکھتی ہیں اور شوہر کے مال کی سب عورتوں سے زیادہ نگہداشت کرتی ہیں۔ ایک مرتبہ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا، اگر ہمیں معلوم ہو جاتا کہ کون سا مال بہتر ہے جسے ہم حاصل کریں تو اچھا ہوتا۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! ''سب سے بہتر مال ذکر کرنے والی زبان اور شکر کرنے والا دل ہے اور وہ مومن بیوی ہے جو شوہر کی مدد کرے، اس کے ایمان پر''۔ رسول پاکؐ نے تقویٰ کے بعد سب سے بہتر چیز نیک عورت کا ہونا بتایا ہے۔ مسلمان عورت کو اسلام نے حیاء اور شرم سکھائی ہے۔ ایک مرتبہ رسول پاکؐ نے عورتوں اور مردوں کو خلط ملط ہوتے دیکھا تو عورتوں کو حکم دیا۔ ''پیچھے ہو جاؤ کیونکہ تمہیں بیچ راستہ پر قبضہ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ تمہیں راستے کے کنارے کنارے چلنا چاہئے''۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ عورتیں راستے میں چلتے وقت اس قدر سمٹی ہوئی اور دیواروں سے لگی ہوئی گزرتی تھیں کہ بسا اوقات ان کے کپڑے دیواروں میں اٹک اٹک جاتے تھے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ (مجھے اطلاع ملی ہے) کیا تمہیں شرم نہیں آتی کہ تمہاری عورتیں بازاروں میں جاتی ہیں اور وہاں کفار سے ان کی مڈبھیڑ ہوتی رہتی ہے۔ مختلف احادیث کی بناء پر علماء نے کہا ہے کہ عورت کو مسجد جانے کی اجازت اس وقت دی جائے گی جبکہ وہ خوشبو لگائے ہوئے نہ ہو، زیب وزینت سے آراستہ نہ ہو، ایسے پازیب نہ پہنے ہوئے

ہو جس کی جھنکار سنائی دے، بھڑ کیلے لباس میں ملبوس نہ ہو (مردوں کے ساتھ خلط ملط نہ ہو) جس سے وہ فتنے کا باعث بنے اور نہ راستہ میں کسی فساد کا خدشہ ہو۔ اسی قسم کی شرائط علماء نے بیان کی ہیں۔ علامہ ابن الہمام حنفی فرماتے ہیں۔ ''جب ہم یہ کہتے ہیں کہ عورت کے لئے گھر سے نکلنا جائز ہے تو یہ جواز اس شرط کے ساتھ ہے کہ وہ زیب و زینت کے ساتھ نہیں نکلے گی اور ایسی ہیئت میں نہ ہوگی جو مردوں کو دیکھنے اور مائل ہونے پر ابھارے''۔

بدکاری کی نشر و اشاعت عورت اور مرد کے بے حجابانہ میل جول سے کچھ کم فتنہ انگیز نہیں ہے۔ خیالات و جذبات کے بنانے اور بگاڑنے میں پبلسٹی کو بڑا دخل ہوتا ہے۔ آدمی کے پاس فکر، احساس اور جذبات کا جو کچھ سرمایہ ہے۔ نشر و اشاعت کے ذرائع اس کا مصرف متعین کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ اس پونجی کو کس جذبہ کی تسکین کے لئے لگانا چاہئے۔ عفت کی زندگی اسی وقت گزاری جاسکتی ہے جبکہ بدکاری کی طرف دعوت دینے والی زبان کاٹ دی جائے اور معصیت کے چرچوں کو بند کر دیا جائے۔ جس سوسائٹی میں تعلیمی ادارے عفت و پاکبازی کے تصور سے نا آشنا ہوں، ریڈیو اور اخبارات و رسائل بدکاری کے اعلانچی ہوں، ادب و آرٹ کے نام پر معصیت پھیلائی جارہی ہو، وہاں کیسے ممکن ہے کہ انسان خواہشات نفس کے اتباع سے بچا رہے۔ جہاں جذبات میں آگ لگانے والی بے شمار قوتیں کام کر رہی ہوں وہاں آدمی اپنے دامن عفت کو کس طرح بچائے۔

کہنے کو بہت کچھ ہے بزرگان وطن سے
ڈرتی ہوں آخر میں ندامت تو نہ ہوگی
ہم لوگ کریں ان سے تغافل کی شکایت
یہ بات کہیں وجہ شکایت تو نہ ہوگی

آدمی پیشہ وروں کے کوٹھوں اور معصیت کے مراکز سے آنکھیں بند کر کے آگے بڑھ سکتا ہے لیکن جہاں پورے معاشرے کو بدکاری کے اڈے میں تبدیل کر دیا گیا ہو وہاں سے وہ کس طرح بھاگے؟ اپنے اخلاق و کردار کی تربیت کے لئے کون سی دنیا آباد کرے؟

آج حال یہ ہے کہ ہر شخص خواہ وہ بازار کا تاجر ہو یا کارخانہ کا ملازم، کالج کا طالب علم ہو یا آفس کا کلرک، وہ کسی ہوٹل میں بیٹھا ہو یا کسی پارک میں سیر وتفریح کر رہا ہو، ہر جگہ صنف مقابل معصیت کا پیغام لئے موجود ہوتی ہے۔ زندیم کا کوئی گوشتہ ایسا نہیں ہے جس میں موجودہ تہذیب نے عورت اور مرد کے ایک ساتھ میل جول وعمل دخل کو لازم نہ کر دیا ہو۔ یہی نہیں بلکہ اس کی یکجائی کو اس قدر رنگین و جاذب بنا دیا ہے کہ قدم قدم پہ نگاہیں بھٹکنے لگتی ہیں اور عزم وارادہ جواب دیتا جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ معاشرہ پر جنسی بھوک اور فاقہ کی کیفیت طاری ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ہر طرف شہوانیت بھیک کا پیالہ لئے گھوم رہی ہے۔ جب تک عورت اور مرد کے آزادنہ اختلاط کو ختم نہیں کیا جاتا معاشرہ اس کیفیت سے نجات نہیں پا سکتا۔ آگ اور روئی کا اتحاد ہمیشہ تباہی کا سبب بنا ہے۔ اسلام نے عورت اور مرد کے حدود کار بالکل جدا رکھے ہیں۔ اس لئے ایسے معاشرہ میں میل جول کے مواقع بہت کم میسر آسکتے ہیں جو اسلام کی بنیاد پر قائم ہو۔ اگر کبھی دونوں کو ایک ہی دائرہ میں کام کرنا پڑے تو اختلاط سے بچے رہنے کا اسلام سختی سے حکم دیتا ہے۔ رسول اکرم کا واضح ارشاد ہے۔ ''عورت اپنے شوہر کے گھر والوں اور اس کی اولاد کی نگران ہے اور ان کے متعلق اس سے باز پرس ہوگی کہ کہاں تک اس نے ان کے حقوق کا خیال رکھا''۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو افراد اس کے زیر اثر ہیں اس کا فرض ہے کہ ان کے حقوق اور مفادات کی نگہداشت کرے۔ ان کو راہ راست پر چلائے اور غلط روی سے باز رکھے اور اس کے نفع وضرر اور سود وزیاں کی اس طرح نگرانی کرے جس طرح ایک چرواہا جنگل میں بھیڑوں کی کرتا ہے۔ عورت کا فرض یہیں ختم نہیں ہو جاتا بلکہ وہ اس دولت اور ساز وسامان کی بھی محافظ اور امین بنائی گئی ہے جو شوہر نے اسے تصرف میں دیا۔ عورت سماج اور معاشرہ کی جو بھی خدمت انجام دے اس کو چند بنیادی اصولوں کو پس پشت ڈال کر وہ کسی بھی جدوجہد میں حصہ نہیں لے سکتی کیونکہ شریعت کی نگاہ میں اس کی سلامتی اور ارتقاء اور معاشرہ کی فوز وفلاح دونوں ان اصولوں کے ساتھ وابستہ ہیں۔ ان میں پہلا اصول یہ ہے کہ اس کو ہر حال میں اپنی حقیقی پوزیشن پر نظر

رکھنی پڑے گی۔ وہ اصلاً خانگی زندگی کی معمار اور اس کے خوب و ناخوب کی ذمہ دار ہے۔ اس لئے نہ تو ریاست اس امر کی مجاز ہے کہ اس سے کوئی ایسا کام لے جس سے اس کی اصل حیثیت مجروح ہوتی ہو اور نہ خود اس کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ گھر کی دنیا اجاڑ کر زندگی کے دوسرے گوشوں کی آرائش و زیبائش میں لگ جائے۔ اگر وہ اپنے فرائض منصبی کی وجہ سے تمدن و سیاست کی گتھیاں سلجھا نہ سکے تو اسلام کی نظر میں یہ کوئی معیوب بات نہیں لیکن اپنی حقیقی ذمہ داریوں کو بالائے طاق رکھ کر زندگی کے دوسرے دائروں میں اس کا جولانیاں دکھانا معصیت ہے۔ اگر اس کے دست و بازو کی توانائی مشینوں اور اسلحہ جات کی تیاری میں صرف نہیں ہوتی، اس کے قدم ملک و ملت کی راہ میں غبار آلود نہیں ہوتے تو یہ اس کی ناکامی کی دلیل ہوگی اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی قوت کے خزانوں کو ایسے دست و بازو اور ایسے دل و دماغ کی تیاری میں صرف کرے جس میں قوموں کی قسمت کے فیصلے کا عزم و حوصلہ ہو اور جو صحیح معنوں میں ملت کے معمار اور اس کے خیر خواہ اور خیر اندیش ہوں۔ ایک صحابی اپنی بیوی کو 30 ہزار دینار دے کر حج پر گئے اور کہا کہ گھر کی اچھی طرح حفاظت کرنا۔ عورت نے بعد میں تمام دینار بچے کی تربیت پر خرچ کر دیئے اور بچے کو عالم بنا دیا۔ جس پر شوہر نے آ کر بیوی کو داد دی اور کہا واقعی تم نے میرے بچے کو عالم بنا کر میرے دینار کی قیمت ادا کر دی۔ یہ عورت ہی کی تربیت کا نتیجہ تھا۔ آج کل ہم عورتیں اگر ایسے ہی ہو جائیں تو ہمارے بچے بھی نیک اور دیندار بن کر معاشرے کی اصلاح میں ایک روشنی کا مینار ثابت ہوں۔ اگر ہمیں بحیثیت عورت اپنی بقاء مطلوب ہے تو سب سے پہلے ہمیں اپنے حقیقی مقصد وجود کا شعور حاصل کرنا ہوگا پھر یہ دیکھنا ہوگا کہ اپنے وجود کو برقرار رکھنے کے لئے ہمیں کن وسائل سے کام لینا ہے اور جو چیزیں ہمارے اجتماعی وجود کے لئے خطرہ کا باعث ہیں ان کا انسداد کس طرح کرنا ہے۔

جو راہ میں پہاڑ ہوں تو بے دریغ اکھاڑ دو
اٹھاؤ اس طرح نسان، فلک کے دل میں گاڑ دو

عورتوں کا جہاد اور ان کے لئے محبوب ترین بات یہ ہے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنا دامن سمیٹے رہیں اور شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ فحاشی اور بے حیائی کا سیلاب پورے معاشرہ کو اپنی لپیٹ میں لیتا جارہا ہے بیشتر خواتین کے سر اور سینے سے دوپٹہ اتر چکا ہے اور سونے پہ سہاگہ یہ کہ ٹی وی نشریات اور دیگر ذرائع ابلاغ انہیں مزید عریاں اور بے حیاء ہونے کی ترغیب دے رہے ہیں ہم اس عریانی اور بے حیائی کا مقابلہ حجاب کو فروغ دے کر ہی کر سکتے ہیں۔ ''مومن عورتوں سے کہہ دو کہ وہ زینت ظاہر نہ ہونے دیں اور اپنے سینوں پر اوڑھنیاں اوڑھے رہا کریں''۔ (النور)

آخر میں، میں اپنی بہنوں کو یہی کہوں گی کہ

زمانے کو ایسی تو بن کر دکھا دے

شرافت کا دنیا پہ سکہ بٹھا دے

(از ماہنامہ اصلاح معاشرہ جولائی ۱۹۹۴ء، مقالہ ڈاکٹر مس فلک ناز)

عورت کا کردار

جب یہ کائنات ظہور پذیر ہوئی تو اس وقت سے عورت معاشرے کا لازمی جز قرار پائی ہے............ اللہ تعالیٰ نے عورت کی اہمیت کے پیش نظر حضرت آدمؑ کی پیدائش کے بعد حضرت حوا کو ان کے لئے پیدا کیا تا کہ تخلیق نسل کے تصور کو عملی جامہ پہنایا جا سکے............ چنانچہ ہر دور میں تقاضوں کے مطابق خواتین اپنے فرائض انجام دیتی رہی ہیں۔ عورت اور مرد انسانی زندگی کا لازم وملزوم حصہ ہیں اور انسانی تخلیق میں ان دونوں کا برابر حصہ ہے۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ عورت معاشرے کا ایک ناگزیر عنصر ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا بلکہ سماجی اور تمدنی اصلاح وبقا کا انحصار تقریباً اسی نوع کی حیثیت پر ہے۔ اسلام جو کہ ایک نظام حیات ہے اور انسانیت کی مکمل رہنمائی کرتا ہے، اس مسئلے پر خصوصی توجہ دیتا ہے........ انسانی تاریخ میں پہلی مرتبہ اسلام نے عورت کو ہر معاملے میں مستقل تشخص عطا کیا۔ کسی اور مذہب میں عورت کو یہ درجہ عطا نہیں کیا گیا۔ اسلام عورت کے متعلق دوسرے مذہب کے غلط تصورات کو باطل قرار دیتا ہے.......... اسلام ہی نے دنیا کو بتایا کہ زندگی مرد وعورت دونوں کی محتاج ہے۔ قدرت دونوں صنفوں سے کام لینا چاہتی ہے.......... اسلام نے عورت کی قدر ومنزلت کے صرف دعوے ہی نہیں کئے بلکہ علم، عمل، تدبیر، بہادری، شجاعت اور تہذیب وتمدن میں اسے اپنی عملی حیثیت سے مردوں کے دوش بدوش لا کھڑا کر دیا ہے۔ عورتوں کی جماعت میں اس نے حضرت خدیجہؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت صفیہؓ اور حضرت عائشہؓ جیسی خواتین کو زہد وتقویٰ، نیکی، پارسائی اور علم وعمل کے قابل تقلید نمونے بنا کر اقوام عالم کے روبرو عبرت وبصیرت کی غرض سے پیش کیا۔

قرآن وسنت نے خواتین کی فکری اصلاح کے ساتھ ساتھ ان کے اخلاق وعمل کی اصلاح پر بھی زور دیا ہے اور وہ تمام آداب سکھائے ہیں جو اسلامی معاشرے کا بہترین فرد

بننے کے لئے ضروری ہے..........تا کہ وہ عزت وحیا کے ساتھ زندگی گزاریں اور کتاب و سنت کی پیروی کو اپنا شعار بنائیں۔

حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ ''جو عورتیں لباس پہننے کے باوجود عریاں رہتی ہیں اور جو مٹک مٹک کر چلتی ہیں۔ اور اونٹ کے کوہان کی طرح اپنے کندھوں کو ہلا ہلا کر ناز و انداز کا اظہار کرتی ہیں، وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گی بلکہ اس کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکیں گی حالانکہ جنت کی مہک دور تک پھیلی ہوگی۔

عورت کی اصل خوبی یہ ہے کہ وہ بے شرم اور بے باک نہ ہو بلکہ نظر میں حیا رکھتی ہو۔ دراصل اسلام یہ چاہتا ہے کہ اسلامی معاشرے میں خواتین دین و اخلاق کا مجسمہ ہوں..........اسلام کی رو سے عورت بھی معاشرے کے لئے مفید ہو سکتی ہے اگر وہ دین و اخلاق میں اونچا مقام رکھتی ہو..........ورنہ ان کی بداخلاقی اور بدکرداری پورے معاشرے کو جہنم میں بدل سکتی ہے۔

حضور اکرمؐ کی تعلیمات پر خواتین اگر صحیح طریقے سے عمل کریں تو ایک ایسا معاشرتی نظام وجود میں آ سکتا ہے جو مکمل طور پر پرسکون، باوقار اور مستحکم ہو..........غرضیکہ اسلام نے خواتین کو صحیح مقام دلا کر اور ان کا دائرہ کار متعین کر کے انسانیت کو مختلف فسادات سے بچالیا ہے۔

معاشرے کی تشکیل میں مرد اور عورت کے کردار کو انسانی تاریخ میں کبھی بھی جدا جدا حیثیت حاصل نہیں رہی..........مرد پر جو ذمہ داری عائد ہوتی ہے اس کو ادا کرنے کے لئے وہ عورت کے تعاون کا ازل سے محتاج رہا ہے۔ عورت اپنی زندگی میں جن فرائض کی ذمہ دار ٹھہرائی گئی ہے انہیں وہ مرد کے تعاون سے ہی ادا کرتی رہی ہے اور اپنے اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے ہی یہ ایک مثالی معاشرہ تشکیل دیتے ہیں۔

دور حاضر میں یہ المیہ جس سے عورت کو سابقہ پڑ رہا ہے، اس اعتبار سے بے حد افسوسناک ہے کہ اس کے نتیجے میں مسلمان عورت اپنا دہ ایمان اور یقین خطرے میں محسوس

کرتی ہے جس پر اس نے امہات المومنین ؓ کو عمل کرتے ہوئے پایا اور جس پر اس کی امت کی دوسری بزرگ ہستیاں بخیر وخوبی، بے خطر ہو کر عمل پیرا ہیں .... اور اس کا سبب مغرب زدہ طبقہ کی تہذیبی، ثقافتی، فکری، علمی اور ادبی یلغار ہے .... یہ مغرب زدہ طبقہ اسلام کے اصل تشخص کو ختم کرنے کے درپے ہے۔ اسے مسلمانوں کے اس حقیقی تشخص سے خطرہ ہے جو ان میں کفر اور ایمان کی تمیز کرتا ہے۔ وہ اسی باطنی کیفیت سے مسلمانوں کو محروم کرنا چاہتے ہیں۔ اس طرح امت مسلمہ کے لئے ہر میدان اور شعبہ حیات میں چیلنج کا سامنا ہے .... اور عورت اس چیلنج کو قبول کرنے میں ابتدا میں زبردست مزاحمت پیش کرتی رہی ہے۔ مخالفین اسلام نے دختر اسلام کو بالعموم اور خاتون مشرق کو بالخصوص اپنا ہدف بنالیا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح مسلمان عورت کو گھر اور معاشرے کی طرف سے بے سوئی اور بے اطمینانی میں مبتلا کر کے مسلم معاشرے کی بنیادوں میں خلاء پیدا کر دیا جائے۔

مغرب کا ذکر آج ہمارے ہاں فخریہ انداز سے کیا جارہا ہے، جس سے متاثر ہو کر بعض لوگ آزادی نسواں اور مساوات مرد وزن کے نعرے بلند کر رہے ہیں۔ مغرب میں عورت کو آزاد کرنے اور مرد کے برابر لانے کا مقصد عورت کو کوئی برتری دلانا نہ تھا بلکہ اس کا مقصد مرد کی عیش پستی، تن آسانی اور اس کی جنسی ہوس کو تقویت اور تسکین فراہم کرنا تھا .... اسلام کے سوا دیگر تمام مذاہب میں عورت ایک ناپاک، حقیر اور ذلیل مخلوق تصور کی جاتی رہی ہے .... اور اس کو بیرونی معاشرہ تو کیا خود گھر کے اندر بھی ادنی غلاموں جیسے حقوق بھی حاصل نہ رہے .... لیکن آج وہی مسیحی یورپ ہے جو عورتوں کے حقوق کے سب سے بڑے علمبردار کی حیثیت سے مسلم دنیا پر آوازے کسنا اپنا فرض خیال کرتا ہے۔

اسلام عورت کو گھر میں اس لئے قرار پکڑنے کو کہتا ہے کہ وہ حقیقت سے قریب تر واقعات کو پیش نظر رکھتا ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”اپنے گھروں میں وقار کے ساتھ بیٹھی رہو اور قدیم دور جاہلیت کی سج دھج نہ دکھاتی پھرو“۔

اسلام عورت کو گھر کی ملکہ، مختار کل اور بچوں کی نگہبان قرار دیتا ہے، شوہر کی

وفاداری پر جنت کی ضمانت دیتا ہے اور اس کے قدموں تلے جنت رکھتا ہے۔ مردوں پر کسب معاش کی ذمہ داری ڈال کر باہر کی پر ہنگام دنیا کے نت نئے جھمیلوں، فسادات اور آزمائشوں سے اس کو صاف بچالے جاتا ہے اور ہر حال میں مرد ہی کو اس کا کفیل ٹھہراتا ہے۔ اسلام کے نظام رحمت کی دلیل تو یہ امر ہے کہ عورت جب بیٹی ہوتی ہے تو باپ اس کی کفالت کا ذمہ دار ہے، بیوی ہے تو شوہر اس کے اخراجات برداشت کرتا ہے، ماں ہے تو بیٹا اس کا سرپرست ہوتا ہے۔ ہر حال میں اس کا حق مرد پر مقدم رکھا گیا ہے۔ تنگی اور عسرت ہر دو طرح کے حالات میں اسے فکر مند ہونے کی ضرورت باقی نہ رہی کہ وہ روٹی، کپڑا اور مکان کی فکر میں گھر کی دہلیز عبور کر کے معاشرے میں ہر ایک کی نظروں میں کھٹکتی رہے۔ کبھی کسی کے لئے محنت کرے اور کبھی کسی کی جان کی خاطر گھلتی رہے۔

آزادی نسواں کے نعرہ کا مقصد نہ صرف مسلمان عورت کو اس کے بنیادی حقوق سے محروم کرنا ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اس کی عزت و ناموس اور دین و ایمان کو مستقل خطرہ میں مبتلا رکھنا بھی ہے۔ ایسے شعبہ جات میں جو مردوں کے لئے مخصوص ہیں، ان میں عورتوں کو ملوث کرنے کا نتیجہ بے حیائی اور برائی کے سوا کچھ نہیں نکلے گا۔ اخلاقی قیود اور قانونی بندشیں بھی انسانی فطرت کی ان خامیوں کی تطہیر اور تزکیہ میں ناکام رہتی ہیں جو اس کے وجود کے ساتھ لازم ہوں۔

افسوس کہ ہمارے معاشرے کی مغرب زدہ عورت کی آنکھوں پر اب بھی پردے پڑے ہوئے ہیں۔ تعجب ہے کہ وہ عورت جو چند گھریلو فرائض اور شوہر کی معمولی درجہ کی خدمت پر راضی نہیں، جو گھر کی چار دیواری کو اپنے آپ کے لئے قید خانہ محسوس کرتی ہے .... جو شوہر کی معمولی ڈانٹ ڈپٹ اور ناراضگی کو غصب حقوق تصور کرتی ہو اور اللہ اور اس کے رسول ؐ کی دی ہوئی عزت اور وقار و سکون کو وجہ ظلم جانتی ہو تو کیا وہ پورے معاشرے کے پیچیدہ نظام میں دھاگے کی طرح بنے جانے اور اپنی شخصیت کے نسوانی خدوخال کے مسخ کئے جانے پر رضامند ہو سکتی ہے .... چادر اور چار دیواری کو قید خانہ سمجھنے والی ہستیاں

دفتروں، کارخانوں اور ہسپتالوں میں سخت قواعد اور ضوابط کی پابندیاں اور تھکا دینے والی مشقت کی کیوں کر اہل ہو سکتی ہیں؟

حضور اکرمؐ کا ایک ارشاد مبارک ہے کہ ''جو عورت خوشبو لگا کر مسجد میں جائے، اس کی نماز قبول نہ ہوگی''۔ چہ جائے کہ وہ خوشبو لگا کر بازاروں اور پارکوں میں گھومے پھرے۔ ایسے ارشادات نبویؐ پڑھتے ہیں تو دل تھام کر رہ جاتے ہیں آج عورت جس طرح شمع محفل بنی ہوئی ہے، یہی گمان ہوتا ہے کہ ''دوسری جاہلیت'' کا دور یہی ہے۔ آج عورت مکمل میک اپ کر کے فرانس کے عطر استعمال کر کے بلاضرورت خریداری کے لئے ننگے سر، نیم عریاں لباس پہن کر نکلتی ہے تو کیا اس معاشرے کو اسلامی معاشرہ کہا جا سکتا ہے۔ یہ آزادی نہیں بلکہ بے راہ روی اور بے حیائی کا کھلا مظاہرہ ہے۔

حدیث نبویؐ ہے کہ ''خوشی اور رحمت کا دروازہ اس گھر کے لئے بند سمجھو جس گھر سے عورت کی آواز غیر کو سنائی دے۔

عورت نے بے پردہ ہو کر خود اپنا مقام گرایا ہے اور آج اس صنف نازک کا وہی حشر ہو رہا ہے جو اسلام سے پہلے دور جہالت میں ہوتا تھا۔ اسلام نے تو عورت کو اونچا مقام دیا تھا۔ اس کے چھینے ہوئے تقدس کو بحال کیا تھا مگر بے پردہ عورتیں اسلام کے اس احسان کو فراموش کر گئیں .... بے پردہ ہوئیں تو اپنے تقدس، قدر، آبرو اور عصمت تک کو کھو دیا۔ چراغ خانہ بننے کی بجائے شمع محفل بن گئیں۔

ہمیں تعلیمات نبویؐ کی روشنی میں اپنے کردار کا جائزہ لینا چاہئے۔ اپنا احتساب خود کرنا ہوگا۔ محاسبے سے معلوم ہوگا کہ ہم اس درجہ احسان فراموش ہستیاں ثابت ہو رہی ہیں کہ الامان والحفیظ

آج کی عورت تو چہرے مہرے، لباس، عادات اخلاق، ایمان اور حیا کے کسی بھی پہلو سے نبی کریمؐ کی تربیت یافتہ نہیں معلوم ہوتی .... حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا تھا کہ بدگمانی مت کرو، عیب جوئی مت کرو، چھپ کر باتیں مت کرو، فخر مت کرو، حسد اور کینہ مت

رکھو، اللہ کی بندگی سے منہ نہ موڑو، حیا تمہارا زیور ہے، حیا اور ایمان دونوں کی حفاظت کرو، بلا ضرورت اپنے گھروں سے مت نکلو۔

مغرب کی اسٹیج پر عورت کا کردار عبرت کے لائق تو ہو سکتا ہے لیکن کسی تقلید کے لائق ہرگز نہیں .... کیونکہ جن حقائق سے انسان عبرت حاصل کرتا ہے، ان پر عمل پیرا ہونے کی وہ کبھی غلطی کر چکا ہے اور عورت کو زائد حقوق دلانے والے اب اپنی ہی آگ میں سلگ رہے ہیں .... مگر مسلمان عورت آج بھی نظام اسلام کے باعث ہی محفوظ ہے جیسے پہلے تھی۔ قرآن پاک اور سنت کے احکامات اس کو وہ مقام عزت اور وہ باوقار حیثیت عطا کرتے ہیں جن کے خواب بھی نظام باطل کے دانشور نہیں دیکھ سکتے۔

ماں کا مقام

☆ ماں ایک عظیم ہستی ہے جس کے آگے محبت وشفقت اپنا سر جھکاتی ہے۔

☆ ماں وہ انمول موتی ہے جو ایک بار کھو جانے کے بعد دوبارہ نہیں ملتی۔

☆ ماں وہ نعمت ہے جس کا وجود اولاد کے لئے سایہ رحمت ہے اور تحفظ کا ضامن ہے۔

☆ ماں عورت کا وہ روپ ہے جو شہد کی طرح میٹھا اور پھول کی طرح نازک ہوتی ہے۔

☆ ماں گھر کی زینت ہوتی ہے جس کے بغیر گھر ویران اور جہنم کا نمونہ دکھائی دیتا ہے۔

☆ ماں کی جگہ اور کوئی نہیں لے سکتا۔

☆ ماں کے بغیر انسان ادھورا رہ جاتا ہے۔ ماں باپ کی خدمت کرنا ہم سب کا فرض ہے۔

☆ ماں آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور انسان کی پہلی تعلیم ماں کی گود سے ہوتی ہے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم پر سب سے زیادہ حق تمہاری ماں کا ہے۔ اس شخص نے تین بار یہ سوال کیا اور آپؐ نے تین بار ماں کا حق بتایا۔ اور چوتھی بار سوال کیا تو فرمایا تمہارے باپ کا۔ گویا حقوق کی ادائیگی میں ماں فائق ہے۔

جنت ماں کے قدموں تلے ہے۔ اس لئے ہمیں چاہیئے کہ ماں باپ کی بے لوث خدمت کریں اور ان کی عزت کریں۔ اور ان سے اچھے طریقے سے پیش آئیں۔

عورت کے چار روپ

عورت کہنے کوتو صنف نازک ہے مگراس میں خدا کی قدرت کا زبردست جلوہ کار فرما ہے۔عورت شرم وحیا کا پیکر، مہر و وفا کا مجسمہ اور صبر واستقامت کی تصویر ہے۔ جہاں بڑے بڑے سور ماؤں کے پاؤں اکھڑ جاتے ہیں تو عورت ثابت قدم نظر آتی ہے۔ نسل انسانی کی بقاء کی ذمہ داری اس کے ناتواں کندھوں پر ہے اور وہ اس فرض کو بخوبی سرانجام دیتی رہی ہے۔ مختلف زمانوں میں عورت کے ساتھ مختلف سلوک ہوتا رہا مثلاً زمانہ جاہلیت کو ہی دیکھیں تو بیٹی کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا گویا بیٹی ایک غیر ضروری مخلوق تھی۔ اسلام نے بیٹی کو عزت بخشی اور عورت کے اس روپ کو وہ درجہ دیا کہ کسی دوسرے مذہب نے نہ دیا تھا حتی کہ وہ والدین کی جائیداد میں حصہ دار بنی۔ اسے سماجی و معاشرتی حقوق ملے اور تعلیم کے زیور سے آراستہ ہوکر بیٹی ایک دُرِّ نایاب بن گئی۔

بیٹی کا مطلوبہ کردار کیا ہونا چاہئے؟ بیٹی ایک مکمل دنیا کا نام ہے۔ ذرا غور کریں تو ایک چھوٹی سی بیٹی کے اندر ایک چھوٹی سی ماں چھپی ہوئی ہے۔ وہ اپنے والدین کی تکلیف، دکھ، بیماری اور پریشانی کو فوراً محسوس کرتی اور ان کے لئے سہارا بننے کی کوشش کرتی ہے۔

آیئے ذرا بہن کا روپ دیکھیں۔ بہن نام ہے ایک راگنی کا، ایک چاشنی کا اور بھائی پر قربان ہو جانے والی دیوی کا جو ہر دم بھائیوں کے لئے دعا گو رہتی ہے۔ بھائیوں کی خوشی اور غم بہن کے بغیر ادھورا رہتا ہے۔ خوشی ہے تو بہن پھولے نہیں سماتی اور اگر پریشانی ہے تو بھائی کے لئے جان دینے کو تیار ہے۔ بہن کا کردار کیا ہونا چاہئے؟ بہن ایک سیسہ پلائی دیوار ہو، آہنی چٹان ہو اور ناقابل تسخیر قلعہ ہو۔ بھائیوں کی آمدنی پر نظر رکھے۔ چھوٹے بہن بھائیوں کی سرپرستی کرتے ہوئے ان کے افعال و کردار پر کڑی نظر رکھے اور ان کے ناجائز مطالبات پر زجر و توبیخ کرے۔ گھریلو ذمہ داریوں کے ساتھ تعمیر کردار کا سلسلہ جاری

رکھے۔ مذہبی وابستگی رکھتی ہو اور خاص طور پر بھائی کو یہ احساس دلا سکتی ہو کہ وہ مستقبل کا امین ہے۔ ملک وقوم کی ترقی کا انحصار اس پر ہے۔ قوم ایک کل یعنی مشین ہے اور وہ اس کا اہم ترین پرزہ ہے۔ اگر وہ ناکارہ ہو جائے گا تو یقیناً مشین کی کارکردگی صفر ہو جائے گی۔ اس کو اس کی اہم شخصیت کا احساس دلا سکتی ہو اور اس کے اندر ملک کی آزادی و سالمیت کی ذمہ داری کا جذبہ اجاگر کر سکتی ہو۔

بہن اپنے بھائیوں کو بتائے کہ ان کا کام تعلیم کے میدان میں کارہائے نمایاں سر انجام دینا ہے پھر زندگی کے سفر میں اپنی منزل کا تعین کرنا، والدین کی خدمت اور اطاعت گزاری کرنا، عزیز رشتہ داروں سے تعلقات استوار کرنا بھی اس کے فرائض میں شامل ہے کیونکہ وہ مستقبل میں ایک خاندان کا مالک ہوگا اور معاشرتی ذمہ داریوں کو سنبھالے گا۔ بہن ایثار و قربانی کا پیکر ہو اور اکثر دیکھا بھی گیا کہ والدین کسی حادثہ کا شکار ہو جاتے ہیں یا ماں وفات پا جاتی ہے تو بہن اپنے دوسرے چھوٹے بہن بھائیوں کے لئے زندگی تیاگ کر دیتی ہے۔ انہیں کامیاب و کامران دیکھ کر اپنے دکھ اور محرومیاں بھول جاتی ہے۔ بہن بھائیوں کو تحفظ دیتی ہے اور ان کے لئے والدین کی کمی پوری کرتی ہے۔

بیوی

بیوی شریک حیات ہے زندگی کی گاڑی کا دوسرا پہیہ ہے اور اس کے بغیر زندگی روکھی پھیکی و نامکمل رہ جاتی ہے۔ قانون فطرت ہے کہ ایک مرد کو تکمیل حیات کے لئے عورت کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ خالق ارض و سماء نے انسان کی تخلیق جوڑے کی شکل میں فرمائی تاکہ دونوں مل کر زندگی کا نظام چلائیں اور نسلی بقاء کے ذمہ دار بنیں۔ باہمی ملاپ اور تعاون سے خاندانی نظام کی بنیاد رکھیں۔ بیوی اندرون خانہ ذمہ داریاں سنبھالتی ہے اور مرد فکر معاش میں مصروف رہتا ہے۔ عورت کی ذمہ داریوں کا دائرہ بے شک گھر کی چار دیواری تک زیادہ اہمیت طلب ہے لیکن اس چھوٹی سی دنیا کے نظام کی ہمواری اور استحکام کے لئے بیرونی یعنی خاوند کی دنیا کی ہم آہنگی اور توازن بہت ضروری ہے۔ بیوی کا اہم فریضہ یہ ہے کہ وہ نئی نسل

کی پیدائش اور پرورش بہتر طریقے سے کر سکے اس کے ساتھ ساتھ بیوی کا کردار بے حد مضبوط ہونا چاہئے تا کہ وہ خاوند کو گمراہ ہونے سے بچا لے۔ وہ شوہر کی خیر خواہ، ہمدرد اور خدمت گزار ہو۔ اسے رفاقت ومحبت کی لطافت سے ہمکنار کر سکے۔ وہ مہر و وفا کا ایسا مجسمہ ہو جو اپنے اندر سکون وخوشی کا پیغام رکھتا ہو۔ وہ گھر کے ماحول کو محفوظ و پر سکون بنا سکے۔ اور خانہ داری اور انتظامی قابلیت میں ماہر ہو۔ خوش اخلاق وخوش گفتار ہو۔ صورت کی کمی سیرت سے پوری کر سکے۔ شرم وحیا، علم و ہنر صبر و ہمت، استغنا، اور تقویٰ جیسی خوبیوں سے مرصّع ہو۔ خاندان کے لئے ایک ستون کی مانند ہو جس کے سہارے کنبے کی عمارت کھڑی کی جا سکے۔

بیوی پردے کی پابند ہو اور پاکدامن ہو۔ نامحرم افراد کے ساتھ روابط کو ناپسند کرتی ہو تا کہ اس کا گھر شکوک وشبہات کی آندھی سے تباہ نہ ہو جائے۔ خوش لباس ہو تا کہ مرد باہر کی دنیا میں دلچسپی نہ لے بلکہ اس کی خواہشات کا مرکز اس کی اپنی بیوی رہے اور اگر کہیں مرد گمراہ ہو جائے تو صبر و استقلال کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے، بلکہ اسے برائی کے چنگل سے نجات دلانے کے لئے تن، من، دھن کی بازی لگا دے۔ فضول خرچ نہ ہو، خاوند کی آمدنی کو جائز اور کفایت شعاری سے خرچ کرے تا کہ گھر گہوارہ امن بن سکے۔ خاوند کا اعتماد حاصل کرے اور مرد کے رشتہ داروں اور عزیزوں سے بہتر تعلقات استوار کرے۔ اس کے والدین کو اپنا سمجھ کر خدمت کرے۔ ناجائز فرمائشوں اور سیر وتفریح کے بہانے مرد کی کمائی ضائع نہ کرے بلکہ آڑے وقت کے لئے پس انداز کرے۔ اگر بیوی کی خواہشات کا دائرہ وسیع ہو جائے گا تو یقیناً مرد رشوت، چوری اور دیگر معاشرتی برائیوں کا شکار ہو گا اور رشوت اور حرام کا مال اولاد کی پرورش میں شامل ہو کر انہیں اوصاف حمیدہ سے محروم کر دے گا کیونکہ

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

بیوی خاوند کی سرگرمیوں پر نظر رکھے۔ اگر آمدنی اس کے حساب سے زیادہ ہو تو بازپرس کرے اور اگر وہ بغیر وجہ زیادہ وقت گھر سے باہر اوباش لوگوں کی صحبت میں گزارے،

شراب نوشی کرے یا دیگر سماجی برائیوں میں گرفتار ہو تو حوصلے سے مردانہ وار حالات کا مقابلہ کرے۔ اللہ تعالیٰ ضرور اجر دیتا ہے۔ ایک نہ ایک دن وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے گی۔ زندگی کے اجتماعی معاملات میں مرد کو اخلاقی اور روحانی قوت فراہم کرے۔ بیوی اپنے مخصوص دائرہ عمل میں رہتے ہوئے اعلیٰ تعلیم اور فنی تربیت بھی حاصل کر سکتی ہے۔ جس کے ذریعے وہ مرد کے معاشی حالات کو بہتر بنانے کا فریضہ سرانجام دے جیسا کہ فی زمانہ خواتین ملازمت یا سلائی کا کام کر کے خاوند اور بچوں کے لئے مددگار ثابت ہو رہی ہیں مگر ان کا پیشہ باعزت ہونا چاہئے۔ اس میں آوارگی کا عنصر شامل نہ ہو۔

بیوی اپنی خداداد صلاحیتوں اور قابلیت کو بروئے کار لا کر اجتماعی خوشحالی کی ضامن بن سکتی ہے۔ اسے اس طرح سرگرم عمل رہنا چاہئے کہ خاندانی نظام میں دراڑیں پیدا نہ ہوں۔ بعض بیویاں ملازمت کے بہانے گھریلو فرائض کو نظر انداز کر دیتی ہیں یا فیشن پرستی میں مبتلا ہو کر اپنی نجی زندگی کو متزلزل کر دیتی ہیں۔ یہ غلط ہے۔ بیوی کو ہر حال میں متحمل مزاج ہونا چاہئے اور اسے چاہئے کہ ہمیشہ اعتدال و میانہ روی کو اپنائے کہ اس راستے میں عزت ہے۔ بیوی کا معاشرتی شعور پختہ ہو اور وہ ترقی یافتہ ہو۔ قومی معاملات میں بھی سوجھ بوجھ رکھتی ہو اور اگر ہو سکے تو تحریر و تقریر سے بہتر خیالات کا پرچار کر کے تاکہ مرد اس کی صلاحیتوں کا اعتراف کرتے ہوئے اس کے وجود کو اپنے لئے باعث فخر سمجھے۔ اگر بیوی میں جذبہ صادق اور فہم و دانش کے چراغ روشن ہوں تو وہ اپنے فطری دائرہ عمل میں رہ کر اپنی وفاداری کو قائم رکھتے ہوئے اجتماعی اور معاشرتی زندگی میں کارہائے نمایاں سرانجام دے سکتی ہے اور گھریلو زندگی کے علاوہ سماجی و بیرونی زندگی پر بہتر اثرات مرتب کر سکتی ہے۔ خاوند کو راہ راست پر لا سکتی ہے۔ اسے اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ کر سکتی ہے اور اکثر دیکھا گیا کہ لاپرواہ اور گمراہ خاوند، بیوی کی شبانہ روز محنت اور صبر و ہمت سے آخر کار ایک دن صراط مستقیم پر چل پڑے۔ اس کا سہرا یقیناً عورت کے سر پر ہے۔ بعض اوقات جو کام ماں نہیں کر سکتی، اخلاق و کردار کی تعمیر میں بیوی وہ کام کر دکھاتی ہے بلاشبہ بیوی کو صورت سے ہٹ کر سیرت میں یگانہ روزگار ہونا چاہئے۔ صورت تو خدا کی بنائی ہوتی ہے، کوشش سے اس

کو بھی پر کشش بنایا جا سکتا ہے مگر فی زمانہ معاشرتی برائیوں، بے حیائی اور بڑھتی ہوئی بے راہ روی کو بیوی کا مضبوط کردار ہی ختم کر سکتا ہے۔ اگر کسی مقام پر بیوی گمراہ ہو جائے تو خاوند کیا سارا کنبہ تباہی کے دہانے پہ کھڑا ہو جاتا ہے لہذا بیوی کو گھر میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ بیوی صوم وصلوٰۃ کی پابند، محب وطن، وفادار اور ذی شعور ہو تو گمراہ مرد بھی راہ راست پہ آ جاتے ہیں۔

ماں کیا ہے؟

ماں نام ہے ایک ٹھنڈک کا، ایک سائبان کا، شفقت کے مجسمے کا اور ماں ایک آسمانی تحفظ ہے۔ لطافت و پاکیزگی کا نام ماں ہے۔ دنیا میں انسان کی بہترین ہمدرد ماں ہے ماں ایک تپتی دھوپ میں چھاؤں کا نام ہے۔ سراب دنیا میں آب خنک ماں ہے اور انسانی بقاء کا راز، قوموں کی ترقی، مستقبل کی تابانی، انسانیت کی عظمت، رشتوں کی پہچان اور تقدس، حریت و آزادی، کی پرورش صرف اور صرف ماں کی وجہ سے ہو سکتی ہے۔ آیئے ذرا مشاہیر کی نظر میں ماں کا درجہ ملاحظہ کریں۔

رسالت مآبؐ نے فرمایا ''ماں کے قدموں تلے جنت ہے''۔

سرسید احمد خان نے کہا ''میں آج جو کچھ بھی ہوں اپنی ماں کی بدولت ہوں''۔

مولانا محمد علی جوہرؔ نے اعتراف کیا ''مجھ میں آزادی و حریت کے جذبات اور آزادی کی قدر و قیمت کا احساس میری ماں نے پیدا کیا''۔

نپولین نے کہا ''تم مجھے بہتر مائیں دو، میں تمہیں بہتر قوم دوں گا''۔

شاعر مشرق نے ماں کی عظمت کا اعتراف کچھ اس طرح کیا ہے

تربیت سے میں تری انجم کا ہم قسمت ہوا
گھر میرے اجداد کا سرمایہ عزت ہوا

ماں کی عظمت اور کردار تو زندگی کی بقا کی اولین ضرورت ہے۔ انسان تو اشرف المخلوقات ہے۔ جانور تک اپنی ماں تا کے فرائض کو پورا کرتے ہیں۔ گویا کسی بھی مخلوق کی

نشو ونما اور بالیدگی کے لئے ماں کا وجود جنم دینے کے بعد بھی بہت اہمیت کا حامل ہے۔

ماں کی گود بچے کی پہلی درسگاہ ہے۔ ماں بچے کو بچپن میں جو بخشتی ہے، وہی اس کی رگ و پے میں سرایت کر جاتا ہے۔ ایک مشہور واقعہ ہے کہ ایک بچہ کہیں سے چاقو چوری کر کے لایا، اس کی ماں نے وہ چاقو رکھ لیا بلکہ اس کی تعریف کی۔ بچہ آہستہ آہستہ چیزیں لاتا رہا اور چور بنتا رہا حتیٰ کہ ملک کا نامور چور بن گیا۔ ایک دفعہ ڈاکہ زنی کے دوران گرفتار ہوا۔ مقدمہ چلا اور جب جج نے اس کے ڈاکو بننے کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا میری ماں کو بلایا جائے چنانچہ اس کی ماں حاضر ہوئی تو بھری عدالت میں ملزم نے ماں کے منہ پر تھوک دیا۔ لوگ حیران رہ گئے۔ استفسار کرنے پر ملزم نے بیان دیا اور کہا کہ میری زندگی میری ماں نے خراب کی اور مجھے ماں نے ڈاکو بنایا، جب میں چاقو چوری کر کے لایا تھا، اگر مجھے ڈانٹ ڈپٹ کرتی تو میں سیدھی راہ پر چلتا۔ اس کی حوصلہ افزائی سے میں ڈاکو بن گیا لہذا میرے ساتھ میری ماں کو بھی سزا دی جائے جس نے میری غلط تربیت کی۔

ماں کا کردار بے حد جاندار ہونا چاہئے۔ چونکہ ہماری آبادی کا زیادہ حصہ دیہات میں رہتا ہے۔ وہاں تعلیم کی سہولتیں بتدریج مل تو رہی ہیں پھر بھی بہت سی خواتین ناخواندہ ہیں، لہذا اگر ماں زیادہ تعلیم یافتہ نہ بھی ہو تو اس کو مذہبی لگاؤ ضرور ہونا چاہئے۔ خوش اخلاق اور سگھڑ ہو۔ رزق حلال کا خیال رکھتی ہو، محبت، ہمدردی، خلوص و مروت، آزادی و حریت، غیرت و خودداری اور عزت نفس کی اہمیت کو سمجھتی ہو۔ قول و فعل میں تضاد نہ ہو۔ اگر تعلیم یافتہ ماں ہے تو تمام خوبیاں اس میں ایک تحریک پیدا کر دیں گی، وہ نئی نسل کی تربیت اس انداز سے کر سکتی ہے کہ مشاہیر اور عالم پیدا ہوں۔ مجاہد اور متقی انسان پیدا ہوں۔ ایمانداری اور شرم و حیا کو فروغ ملے اور معاشرہ برائیوں سے پاک ہو جائے۔

ایک باکردار ماں بیٹیوں کو فیشن پرستی اور بے حیائی سے روک کر پاک دامنی اور عفت و عصمت کا سبق دے گی۔ ایک بیٹی کی بہتر تربیت پوری نسل کی تربیت کے مترادف ہے اور چراغ سے چراغ جلتا ہے۔ نیکی سے نیکی پھیلتی چلی جاتی ہے۔ کفایت شعار اور امور خانہ داری میں ماہر ماں اپنی بیٹی کی تربیت بھی اپنے خطوط پر کرے گی اور اس سے بے راہ

روی کا خاتمہ ہوگا۔ ایک باشعور ماں اپنے بیٹوں کو غلط کاری سے باز رکھے گی۔ صبر و قناعت اور حلال رزق کا احساس پختہ کرے گی۔ نماز اور دیگر مذہبی فرائض اجاگر کرنے میں سختی سے پابند رہے گی۔ بیٹے کو مسجد کی اہمیت بتائے گی اور اگر نئی نسل کی مذہبی بنیاد مضبوط ہو جائے تو بدی اپنے آپ دفن ہو جائے گی۔ نیک اولاد صدقہ جاریہ ہے اس کا ذکر قرآن پاک میں آیا ہے۔ والدین جو اپنی دولت دنیا میں چھوڑ جاتے ہیں، ان میں سب سے قیمتی چیز نیک اولاد ہے جو نیکی پھیلانے کا سبب بنتی ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ عورت کا کوئی بھی روپ ہو بنیادی فرائض اور اوصاف یکساں ہیں۔ ایثار و قربانی، محبت و شفقت، احساس و مروت، حب الوطنی، وفاداری، مذہبی حمیت، صبر و استغناء یہ تمام خصوصیات بہر حال عورت میں ہونی چاہئیں تا کہ وہ کسی مقام اور کسی جگہ بھی ہو، اصلاح معاشرہ کا فرض ادا کر سکے۔

حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبالؒ فرماتے ہیں۔

وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ — اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوز دروں

شرف میں بڑھ کے ثریا سے مشت خاک اس کی — کہ ہر شرف ہے اسی درج کا دُرِ مکنوں

مکالمات فلاطوں نہ لکھ سکی لیکن — اسی کے شعلے سے ٹوٹا شرار افلاطوں!

حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کے علاوہ دنیا کا ہر فرد خواہ وہ مرد ہو یا عورت، ان میں مقام کے اعتبار سے کوئی ادنی ہو یا اعلیٰ کوئی برگزیدہ برحق نبی ہو، اعلیٰ مقام ولی ہو یا کوئی غوث قطب ابدال ہو، ہر کسی کو عورت نے ہی جنم دیا ہے اور اپنے ایام طفولیت میں ہر کسی نے عورت کی سبز گود میں ہی پرورش پائی ہے۔ اس طرح خالق کائنات کی طرف سے عورت کو جو مقام عطا کیا گیا وہ بلاشبہ قابل فخر اور رشک ہے۔ عورت ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کے لازوال انسانی رشتوں میں مرد کے ساتھ شریک سفر زندگی ہے اور اپنے انہی کرداروں کی وجہ سے عورت مرد کو مکمل کرتی ہے یعنی مرد بحیثیت والد، بھائی و شوہر کا کردار ادا کرتے ہوئے عورت کا محتاج ہے۔ اسی طرح عورت کو اپنے تمام معاشرتی کردار ادا کرنے کے لئے مرد کی ضرورت پڑتی ہے یعنی مالک کائنات نے مرد اور عورت کو ایک دوسرے کے

عظمت کردار

انسان کو خداوند قدوس نے اشرف المخلوقات بنا کر دنیا میں بھیجا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کے لئے دنیا میں رہنے کے لئے ہر سہولت میسر کی ہوئی ہے۔ اس لئے انسان کو اللہ تعالیٰ کا ہر وقت شکر ادا کرنا چاہئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے دنیا میں ہر شے کا جوڑا بنایا مثلاً اگر دن ہے تو رات ہے۔ سورج ہے تو چاند ہے۔ زمین ہے تو آسمان ہے۔ گویا دنیا کی ہر چیز کو مثبت اور منفی انداز میں پیش کیا اسی طرح انسان کو بھی۔ جس میں عورت کو مختلف شعبہ ہائے زندگی عنایت کئے یعنی ایک عورت ایک وقت میں ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کے روپ میں زندگی کے ہر شعبے میں آدمی کے شانہ بشانہ چل رہی ہے۔ جہاں تک ہمارے معاشرے میں عورت کا مقام ہے اس کو ہر طرح سے عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ مسلمان ہونے کے ناطے ہمارے معاشرے میں عورت کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کے متعلق جو قانون لاگو کیا ہے وہ اس پر سختی سے عمل کرے۔ جب تک عورت کا اپنا کردار صحیح نہ ہوگا وہ کسی دوسرے شعبے میں کیا صحیح کردار ادا کرسکتی ہے؟ میرے نزدیک معاشرے کی اصلاح میں عورت اسی وقت بہتر کردار ادا کرسکتی ہے، جس وقت اس کا اپنا کردار درست ہوگا۔ اس کا رہن سہن، بول چال، بیٹھنا اٹھنا، اچھا شفاف علم بلکہ یہاں تک کہ کھانا پینا درست یعنی اسلامی قوانین کے عین مطابق ہوگا پھر جا کر معاشرہ عورت کو اس قابل سمجھے گا کہ جو بھی بات اس کی ماں، بہن، بیٹی یا بیوی کہہ رہی ہے، درست ہے۔

گھر میں عورت کا کردار

گھر ایک ایسی درسگاہ ہے جہاں سے معاشرے میں رہنے سہنے، بیٹھنے، اٹھنے اور طور طریقوں کی ابتدا ہوتی ہے۔

عورت ماں کے روپ میں

ایک عورت اگر ماں ہے تو اس کا اولین فرض ہے کہ وہ اپنے چھوٹے بچے سے لے کر بڑے بچے تک سب کے لئے ان کی تعلیم کے لئے صحیح درسگاہ کا تعین کرے اور اس کے ساتھ ساتھ ان کی دینی تعلیم پر خصوصی توجہ دے۔ بچوں کو گھر سے باہر کا ماحول درست نہ ہونے پر ہرگز باہر نہ نکلنے دے اور بچوں کو سکول سے گھر اور گھر سے سکول جانے کی تلقین کرے تاکہ بچہ اردگرد کے برے ماحول سے واقف ہی نہ ہو۔ وہ صرف اپنے گھر کے ماحول کو اپنائے کیونکہ آج کے بچے کل کے بڑے ہیں۔ کالج وغیرہ میں یونین بازی پر کڑی نظر رکھی جائے جو کہ آج کل ہر برائی کی جڑ ہے۔

محلے میں ایسی عورتوں سے میل جول نہ رکھے جو جھگڑالو اور گھریلو کاموں سے لاپرواہی کی طرف گامزن ہیں اور ہمیشہ بری عورتوں کو معتبرانہ انداز میں صحیح گائیڈ کرے اور بے وقوف عورتوں کو اچھے طور طریقے اور رہن سہن کی تلقین کرے۔ نوکروں کی بجائے خود گھریلو کام میں ترجیح دے سادگی کو اپنانے کے لئے گھر میں ہر فرد کو تلقین کرے اور خود بھی اس پر عمل کرے۔

فیشن، ویڈیو فلمیں، چھوٹی عمر میں بچوں کو گاڑی وغیرہ مہیا کرنا، بچوں کی جیب میں وافر مقدار میں پیسے ڈال دینا، بچوں کو جنسی کتابیں رسالے پڑھنے سے نہ روکنا........
اس سے بچے معاشرے کا ناسور بن جاتے ہیں۔ خواتین کو چاہئے کہ ان سب غیر ضروری اخراجات کی بجائے بچوں کو نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، قرآن پڑھنا، دینی کاموں میں دلچسپی دلانا، بچوں کو اچھی تربیت کی طرف مائل کرنا جیسے کام کریں، جس سے بڑے ہو کر بچے ڈاکہ زنی، حرام خوری، زنا، چوری اور دیگر برائیوں سے بچ جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عورت اگر اپنے گھر میں ہی اپنی ذمہ داری جو اس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے عائد ہے، پوری کرے تو معاشرے کی اگلی نسل بھی باوقار اور صحیح ہو جائے گی اور موجودہ نسل کی بھی کافی اصلاح ہو جائے گی۔ اس سے صاف نتیجہ نکلے گا ایک عورت نے صرف اپنے گھر کو نہیں درست کیا بلکہ

پورے معاشرے کودرست کردیا ہے۔

عورت بیوی کے روپ میں

بیوی کی حیثیت سے معاشرے میں عورت کو اپنے خاوند کو ایسے قوانین میں ڈھالنا ہے جس سے اس کے خاوند کی معاشرے میں ہر کوئی عزت کرے، اسے عزت کی نگاہ سے دیکھے۔ اس صورت حال سے نمٹنے کے لئے عورت کو چند ایک چیزوں کا خیال رکھنا پڑے گا۔

ا۔ اس کے خاوند کی عادت اگر جھگڑالو قسم کی ہے تو اسے خوش اسلوبی سے پیش آنا سکھائے اور ذہن میں یہ بات رکھنا کہ میں نے اپنے خاوند کی اس عادت کو ختم کرنا ہے۔

۲۔ اگر اس کا خاوند بُری سوسائٹی میں جاتا ہے، جوا کھیلتا ہے، شراب پیتا ہے، زنا کرتا ہے، ڈکیٹ ہے اور دیگر کئی نقص اس میں موجود ہیں تو اس خاتون کو چاہئے کہ پیار محبت سے اس کی آہستہ آہستہ ایک ایک کر کے سب خامیوں سے چھٹی کروادے۔

۳۔ اپنے شوہر کو نماز پڑھنے کی تلقین کرنا اور خود بھی اس پر کاربند ہونا اور دیگر تمام قوانین شریعت پر عمل پیرا ہونا جو قدرت نے ایک مسلمان پر فرض کیئے ہیں۔

اسی طرح ایک بیٹی اپنے والدین کو اور ایک بہن اپنے بھائی بہنوں کو معاشرے میں وہ مقام دلا سکتی ہے جس سے ان کا نام بھی روشن ہو اور ان کا سارا گھرانہ ان پر ناز کرے۔

ملازمت پیشہ خواتین

مختلف شعبہ ہائے زندگی میں عورت مرد کے شانہ بشانہ ہے۔ اس لئے معاشرے میں اپنے آپ کو منفرد انداز میں پیش کرنا پڑ رہا ہے۔ عورت کا یہ انداز اس کی پہچان بن چکا ہے۔ جس میں رہ کر یہ معاشرہ کی اصلاح بڑے احسن انداز میں کرسکتی ہے۔ ہمارے ملک

میں عورت دو ایسے شعبہ ہائے زندگی جن کو معاشرے میں بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور پہچانا جاتا ہے، سے منسلک ہے۔

۱۔ تعلیم ۲۔ میڈیکل

خواتین کے لئے ان دونوں شعبوں میں رہ کر معاشرے کی اصلاح کرنا اتنا ہی آسان ہے جتنا کہ اپنے گھر میں رہ کر۔

تعلیم میں خصوصی طور پر چھوٹے سے لے کر بڑے تک معاشرے کے تقریباً ساٹھ ستر فیصد انسان ان کے تجربہ سے مستفید ہوتے ہیں اور میڈیکل میں بقایا چالیس فیصد کی خدمت کا موقع مل جاتا ہے۔ میرے تجربہ کے مطابق جتنا وقت اللہ تعالیٰ نے عورت کو معاشرے میں تعمیر و ترقی اور سلجھاؤ کے لئے دیا ہے شاید ہی اور کسی کو یہ میسر ہو۔

(مقالہ ڈاکٹر لیاقت علی، اصلاح معاشرہ جولائی ۱۹۹۴ء)

ماں کا مثالی کردار

ایک قافلہ بغداد کی طرف جارہا تھا کہ راستے میں ڈاکوؤں کے ایک گروہ نے اسے گھیر لیا اور ایک ایک مسافر کی تلاشی لے کر لوٹنا شروع کر دیا۔ اسی قافلے میں ایک ننھا سا معصوم بچہ بھی تھا جو دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے بغداد جارہا تھا۔ ایک ڈاکو کو جب لوٹ کھسوٹ سے قدرے فرصت ملی تو اس بچے کے قریب آیا اور ازراہ مذاق پوچھا ''لڑکے تیرے پاس بھی کچھ ہے؟''

''جی ہاں، میرے پاس چالیس دینار ہیں جو میری ماں نے قمیض کے اندر سی دیئے ہیں''۔ بچے نے فوراً جواب دیا اور پھر اسے دینار دکھا دیئے۔ ڈاکو کو یہ بات عجیب سی لگی چنانچہ وہ اسے اپنے سردار کے پاس لے گیا تو سردار نے اس سے پوچھا۔ ''لڑکے! تم نے یہ دینار کیوں دکھا دیئے؟ حالانکہ یہ تو قمیض کے اندر چھپے پڑے تھے''۔ تو لڑکے نے جواب دیا۔

''رخصت کرتے وقت میری ماں نے نصیحت کی تھی کہ بیٹا کبھی جھوٹ نہ بولنا اور ہمیشہ سچ بولنا چنانچہ ان دیناروں کو چھپانے کیلئے مجھے جھوٹ بولنا پڑتا تھا اس لئے میں نے یہ دینار دکھا دیئے''۔

یہ سنتے ہی ڈاکوؤں کا سردار گہری سوچ میں پڑ گیا کہ ایک چھوٹا سا بچہ اپنی ماں کی نصیحت پر پوری طرح عمل کر رہا ہے اور میں ایک باشعور انسان ہو کر اپنے مالک حقیقی کے واضح احکام کی خلاف ورزی کر رہا ہوں۔ یہ جرم ہے اور اس کی سنگین سزا مجھے ملے گی۔ چنانچہ اس نے اسی وقت اس بچے کو سینے سے لگا لیا۔ اس کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور اس نے جرم سے ہمیشہ کے لئے توبہ کر لی۔

اس بچے کی سچائی کی بدولت نہ صرف مسافروں کو لوٹا ہوا مال مل گیا بلکہ سب

ڈاکوؤں کی عاقبت بھی سنور گئی۔ یہ بچہ بغداد پہنچا اپنی ماں کی نصیحت کے مطابق علم حاصل کیا اور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے عظیم نام سے مشہور ہوا۔

یہ ہے اس ماں کی تعلیم و تربیت کا ثمر جس کے بے شمار فوائد آپ کے سامنے ہیں۔

یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ بچے کی پہلی تربیت گاہ اس کی ماں کی گود ہوتی ہے۔اس لئے اگر ماں صبح سویرے اٹھ کر نماز پڑھتی ہے تو بچہ بھی اس کی نقل اتارتے ہوئے سجدے میں جاتا ہے۔اگر وہ قرآن مجید کی تلاوت کرتی ہے تو وہ بھی اس میں شامل ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر ماں صفائی پسند ہے، کمرے اور صحن کو صاف ستھرا رکھتی ہے، کمرے کی اشیاء کو قرینے اور ترتیب سے رکھتی ہے تو بچے کی عادات واطوار میں نفاست اور ترتیب وتزئین خود بخود پیدا ہو جاتی ہے۔اگر ماں کا طرز گفتگو شستہ اور شائستہ ہے تو بچہ بھی خوش گفتار اور خوش اخلاق ہوگا۔ اسی طرح اگر ماں جھوٹ، غیبت، چوری اور دنگا فساد سے پرہیز کرتی ہے تو بچہ بھی ایسی سب قباحتوں سے پاک ہوگا چونکہ آج کا بچہ کل کا باپ ہوتا ہے اور ایسے ہی بچوں کے اجتماع سے معاشرہ بنتا ہے۔ اس لئے اگر بچے نیک، مؤدّب، فرض شناس اور دیانتدار ہوں تو معاشرہ بھی قابل صد تحسین ہوگا۔قوم بھی پروقار ہوگی اور ملک بھی خوشحال اور ترقی یافتہ ہوگا۔

عورت کا کھویا ہوا مقام

اولاد کی تعلیم وتربیت میں کمی آچکی ہے۔اس کمی کا ازالہ کرنے کے لئے ماں کو اپنا کردار ادا کرنا ہوگا، چنانچہ اگر ماں تعلیم یافتہ ہے تو اس کا فرض ہے کہ وہ اپنی تعلیم سے سب سے پہلے اپنی اولاد کو فیض یاب کرے اور اگر غیر تعلیم یافتہ ہے تو بھی اس کو اپنی اولاد کی تربیت اس انداز ے کرنی چاہئیے کہ جس سے اس کے بچوں میں حصولِ علم کا شوق پیدا ہو۔ ایک ماں کو چاہئیے کہ وہ اپنے بچوں کو اسلامی رنگ میں پروان چڑھائے۔مغربی تہذیب سے مرعوب ہوکر اپنے بچوں کے اخلاق وکردار کو تباہ نہ کردے۔ان کو اعلیٰ اسلامی اقدار سے روشناس کرائے اور ان کو ایسی صفات سے متصف کرے جو ایک مفید شہری اور اچھے مسلمان میں ہونی چاہئیں۔اس کے ساتھ ساتھ ایک مصروف عمل ماں کو یہ علم بھی ہونا چاہئیے کہ اس کی مصروفیت کے اوقات کے دوران اس کا بچہ کن کاموں میں مشغول رہتا ہے۔

لیکن یہ سب کچھ اسی وقت ہوسکتا ہے جب خواتین خود دینی اور دنیاوی علوم سے بہرہ ور ہوں گی۔ ہمارے ملک میں تعلیم کا تناسب بہت کم ہے۔اس کی بڑی وجہ سہولیات کا نہ ہونا ہے۔اس کمی کو پورا کرنے کے لئے رضا کارانہ کام کرنا ہوگا۔یعنی پڑھی لکھی خواتین کو یہ ذمہ داری نبھانا ہوگی کہ وہ ان پڑھ خواتین کو ضروری اور بنیادی تعلیم دیں۔آج کی عورت کی سب سے بڑی جہالت یہ ہے کہ وہ اپنے اس مقام سے لاعلم ہے جو اسے اسلام نے عطا کیا ہے۔ وہ اپنے حقوق وفرائض سے بے خبر ہے۔جس کی وجہ سے مغرب سے مرعوب معاشرے میں عورت کو گمراہ کرنا آسان ہو چکا ہے۔اس کو پردے سے نفرت دلا کر عریانی و فحاشی کا نشان بنا کر رکھ دیا گیا ہے۔ پھر اس تباہ و برباد ہو جانے والی عورت ہی کو معاشرے میں بگاڑ کا سب سے بڑا سبب بھی گردانا جاتا ہے۔اس صورتحال سے نکلنے کے لئے تعلیم یافتہ اور اسلام کی روشنی سے منور قلوب واذہان رکھنے والی عورت ہی کو معاشرے میں بگاڑ کا سب

سے بڑا سبب بھی گردانا جاتا ہے۔ اس صورتحال سے نکلنے کے لئے تعلیم یافتہ اور اسلام کی روشنی سے منور قلوب واذہان رکھنے والی خواتین کو سرگرم عمل ہونا ہوگا۔ ان کو آج کی گم کردہ راہ عورت کو اپنا اصلی مقام پہچاننے میں مدد دینا ہوگی۔ آج کی عورت کو قرآن وسنت کی اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے روشنی کے ان میناروں سے رہنمائی حاصل کرنا ہوگی تاکہ وہ اپنے مرتبے کو جان سکے۔ آج کی عورت کو فحاشی کے خلاف جدوجہد کرنا ہوگی۔ اسے معاشرے کو یہ بتانا ہوگا کہ وہ ایک بگڑے ہوئے معاشرے میں مزید بگاڑ کا باعث بننے کے لئے تیار نہیں ہے۔ وہ ایک اشتہار نہیں ہے بلکہ وہ باعث عزت واحترام ور باوقار ہستی ہے جس کے وجود سے تصویر کائنات میں وہ رنگ پیدا ہوئے ہیں جنہیں صدق وصفا، ایثار وقربانی، مودت ورحمت، سادگی وانکساری اور شجاعت وبلند خیالی کہا جاتا ہے۔

تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ عہد نبویؐ سے لے کر اسلام کے دور عروج اور اس کے بعد کے دور میں مسلمان خواتین نے وقتاً فوقتاً کئی اہم کارنامے انجام دیئے ہیں۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں آپؐ کے شاگرد خاص اور بھانجے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

''میں نے حضرت عائشہؓ سے زیادہ آیات کے شان نزول، فرائض، سنت، شعر وادب، عرب کی تاریخ اور قبائل کے انساب وغیرہ اور مقدمات کے فیصلوں، حتیٰ کہ طب جاننے والا کبھی کسی کو نہیں دیکھا''۔ (بحوالہ: عورت اور اسلام، سید جلال الدین عمری)

حضرت سعیدؓ بن المسیب صاحب علم وفضل ہستی کی صاحبزادی کے بارے میں یہ واقعہ کتب تاریخ میں درج ہے کہ انہوں نے اپنی صاحبزادی کا نکاح اپنے شاگرد ابووداعہ سے کر دیا۔ شادی کے بعد دوسرے دن ابووداعہ جب حضرت سعیدؓ بن میتب کے حلقہ درس میں شرکت کی تیاری کرنے لگے تو صاحبزادی نے کہا: تشریف رکھئے۔ سعیدؓ بن مسیب جو تعلیم دیتے ہیں وہ میں یہیں دے دوں''۔ (بحوالہ عورت اور اسلام سید جلال الدین عمری)

اس واقعہ سے جہاں ایک باپ کا اپنی بیٹی کو تعلیم وتعلم میں ماہر بنانے کا پتہ چلتا

ہے وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ قبول اسلام میں سبقت حاصل کرنے سے لے کر، استقامت، ذکر و عبادت، خیرات و انفاق، دعوت و تبلیغ، معاشرتی و سماجی خدمات اور سیاسی محاذ پر (ایک حد تک) مسلمان خواتین نے اپنا کردار ادا کیا ہے اور تاریخ کے صفحات میں اپنے کردار و عمل کے ان مٹ نقوش چھوڑے ہیں۔ آج کی عورت اگر چاہے تو ان معزز ہستیوں کے کردار کو اپنے لئے نمونہ عمل بنا سکتی ہے۔

باکمال خواتین کی لاجواب باتیں

ایک دفعہ بصرہ کے کچھ لوگ حضرت رابعہ بصری کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے۔ ''اے رابعہ! مردوں کو کیوں ایسے مرتبے حاصل ہوئے جو عورتوں کو کبھی نہیں مل سکے۔ کیا اس کا سبب یہ نہیں ہے کہ عورتیں ناقص العقل ہوتی ہیں، اسی لئے دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہوتی ہے۔ دوسرے یہ کہ اللہ نے مرتبہ نبوت پر ہمیشہ مردوں ہی کو فائز کیا اور اس اعزاز سے عورتوں کو ہمیشہ محروم رکھا''۔

حضرت رابعہؒ نے جواب دیا بھائیو! کیا تم نے کبھی سنا ہے کہ کسی عورت نے آج تک خدائی کا دعویٰ کیا ہو۔ یہ استکبار بھی صرف مردوں ہی کے حصے میں آیا کہ انہوں نے خدائی تک کا دعویٰ کرنے سے گریز نہ کیا۔ رہی دوسری بات تو یہ درست ہے کہ اللہ نے کبھی کسی عورت کو مرتبہ نبوت پر فائز نہیں کیا مگر یہ بھی تو سوچو کہ جتنے نبی، صدیق، شہید اور ولی ہوئے ہیں وہ عورتوں ہی کے بطن سے پیدا ہوئے ہیں انہی کی گود میں تربیت پائی اور پروان چڑھے۔ کیا عورتوں کا یہ مرتبہ کچھ کم ہے؟ یہ سن کر لوگ لاجواب ہو گئے۔ (بحوالہ چار سو باکمال خواتین از طالب الہاشمی)

۲۔ حضرت سعید بن مسروق رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ اور تبع تابعین کے گل سرسبد حضرت امام سفیان ثوریؒ کی والدہ نیک سیرت اور صاحب علم خاتون تھیں۔ حضرت سفیانؒ کے حصول علم کی راہ میں جب والدین کی معاشی حالت رکاوٹ بننے لگی تو ام سفیانؒ کے جذبہ دینی اور ہمت مردانہ نے اس کو دور کر دیا۔ ایک دن انہوں نے حضرت سفیانؒ کو حصول علم کی

ترغیب دیتے ہوئے فرمایا: ''اے میرے بیٹے تم حصول علم میں مشغول رہو، میں چرخہ کات کرتمہارے اخراجات پورے کردوں گی''۔

ام سفیانؒ نے بیٹے کوصرف حصول علم ہی کی ترغیب نہیں دی بلکہ ان کونصیحت بھی کی کہ یہ علم ان کے اخلاق وکردار کوسنوارنے کا سبب ہو۔ان کے بگاڑنے کا باعث نہ ہو۔وہ عبادت ہو، تجارت نہ ہوان کا بار ہو مارنہ ہو۔ چنانچہ ایک بار بڑی دلسوزی سے نصیحت کی کہ '' بیٹے جب تم دس حرف لکھ چکوتو دیکھوکہ تمہاری چال ڈھال اور حلم ووقار میں کوئی اضافہ ہوایا نہیں۔اگرکوئی اضافہ نہیں ہواتو علم نے تم کوکوئی فائدہ نہیں پہنچایا''۔(بحوالہ ایضاً)

افرادمل کر معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔افراد میں مردوزن دونوں شامل ہیں۔مردو زن کاتعلق بطور میاں بیوی شروع سے ہی چلا آرہا ہے۔یہی جوڑا دیگرافراد کی تخلیق کا سبب بنتا ہے۔اگر یہ دونوں فریق صالح ہوں گے توان کی ذریت صالح ہوگی الا ماشاء اللہ چند مستشنیات کے جورب کریم نے اپنے قادر مطلق ہونے کے ثبوت کے لئے رکھی ہوئی ہیں۔ افراد کی تیاری میں بچپن کی تربیت کا بہت زیادہ دخل ہوتا ہے۔طبائع کی ساخت میں کچھ دیگر عوامل بعد میں اثر انداز ضرور ہوتے ہیں مگرسب سے پہلی درسگاہ ماں کی گود ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ ہر بچہ فطرت سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے اس کے والدین اس کویہودی، نصرانی یا مجوسی بنادیتے ہیں۔

رب ذوالجلال کا ارشاد ہے کہ''جوصالح عورتیں ہیں وہ اطاعت شعار ہوتی ہیں اور مردوں کے پیچھے اللہ کی حفاظت ونگرانی میں ان کے حقوق کی حفاظت کرتی ہیں۔(النساء:۳۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیت کے اس حصہ کی تشریح میں ارشادفرمایا کہ''سب سے بہتر عورت وہ ہے کہ تو اس کی طرف دیکھے تو تجھے خوش کردے۔تو اسے حکم دے تو تیری اطاعت کرے اور جب تو اس کے پاس نہ ہوتو وہ تیری عدم موجودگی میں اپنی (جان وعصمت)اور(تیرے)مال کی حفاظت کرے''۔(ابوداؤد بخاریؒ)

نیزفرمایا'' نیک بخت بیوی وہ ہے جس کا مہر سب سے زیادہ سہل (الادا) ہواور

بابرکت نکاح وہ ہے جس میں دشواریوں کو آسان بنایا گیا ہو"۔(زادالمعاد حصہ چہارم ص ۱۳)

نیز فرمایا: "دنیا ایک پونجی ہے اور اس کی بہترین پونجی نیک بخت عورت ہے"۔(مسلم)

معاذؓ بن جبل جب یمن کے گورنر تھے ان کے پاس ایک بوڑھی عورت آئی اور پوچھا کہ شوہر کا بیوی پر کیا حق ہے۔انہوں نے فرمایا" خدا سے ڈرے اور خاوند کی اطاعت و فرمانبرداری کرے حتی کہ اگر جزام نے اس کا گوشت پھاڑ دیا ہو اور اس میں سے خون اور پیپ بہہ رہا ہو اور تم اپنا منہ اس میں لگا دو تب بھی حق ادا نہ ہوگا"۔(مسند احمد)

اس سے معلوم ہوا کہ عورت کا میدان کار بحیثیت بیوی اپنے خاوند کی اطاعت (معروف میں) اور اس کے بچوں کی پرورش و تربیت ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی لئے دیندار عورت سے شادی کی ترغیب دی ہے۔کیونکہ وہ خاوند کے حقوق، بچوں کی نگہداشت اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی حدود سے کما حقہ واقف ہوتی ہے۔حضرت عمر فاورق اعظمؓ کا فرمان ہے۔"عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر نفلی روزے بھی نہ رکھے"۔(الفاروق ص ۲۷۰)

سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۳۳ اور ۳۴ میں عورتوں کو حکم ہے کہ "اپنے گھر میں ٹک کر رہو اور اگلی جاہلیت کی طرح زیب و زینت کا اظہار نہ کرتی پھرو"۔سورۃ النور اور سورۃ الاحزاب میں عورتوں کے لئے پردے کے تفصیلی احکامات موجود ہیں۔اس سے ثابت ہوا کہ عورت کا بحیثیت ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کے دائرہ کار گھر ہے بیرون خانہ سرگرمیوں کا کوئی جواز نہیں۔عورتوں نے حضورؐ سے عرض کیا کہ ساری فضیلت تو مرد لوٹ لے گئے، وہ جہاد کرتے ہیں اور خدا کی راہ میں بڑے بڑے کام کرتے ہیں ہم کیا عمل کریں کہ ہمیں بھی مجاہدین کے برابر اجر مل سکے۔جواب میں فرمایا"جو تم میں سے گھر میں بیٹھے گی وہ مجاہدین کے اجر کو پائے گی"۔

ام ورقہ بنت عبداللہ انصاریہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ بدر

میں شرکت کی اجازت مانگی کہ مریضوں کی تیمارداری کروں گی ممکن ہے کہ اس سلسلہ میں شہادت نصیب ہو حضورؐ نے فرمایا ''تم گھر میں رہو خدا تم کو وہاں شہادت نصیب فرمائے گا''۔(سیر الصحابیات ص ۱۷۸)

اس لمبی بحث سے یہ ثابت ہوا کہ عورت کا دائرہ کار گھر ہے۔ اس کو شمع محفل بنانا فطرت کے خلاف ہے اسے چراغ خانہ ہی رہنے دیا جائے۔ حضرت عمر فاروق اعظمؓ فرمایا کرتے تھے کہ ''خدا اس شخص کا بھلا کرے جو میرے عیوب کا تحفہ مجھے بھیجے''۔ آج کل تو جو شخص ہمارے حقیقی عیوب بتاتا ہے تو ہم اس کو خوشی کے ساتھ نہیں سنتے بلکہ کہتے ہیں کہ یہ شخص ہماری ترقی یا ماڈرنائزیشن سے حسد کررہا ہے۔ دقیانوسی ملا، بنیاد پرست وغیرہ۔

بیوی کی حیثیت سے عورت کی وفا شعاری کی مثال حضرت ھاجرہ زوجہ حضرت سیدنا ابراہیمؑ کی زندگی میں موجود ہے۔ جب وہ ان ماں بیٹے کو جنگل بیابان غیر ذی ذرع علاقہ میں چھوڑ کر پلٹے تو حضرت ہاجرہ نے پوچھا کہ آپ ہمیں کس کے سپرد کر چلے ہیں حضرت نے جواب دیا کہ اللہ کے۔تو حضرت ہاجرہ ایک لفظ شکایت زبان پر نہ لائیں اور اپنے عظیم خاوند کو خدا حافظ کہہ دیا۔

دوسری مثال حضرت ایوبؑ کی بیوی کی ہے جب حضرت کے جسم کا کوئی حصہ سوائے آنکھوں اور زبان کے کیڑوں سے خالی نہ رہا تو سب رشتہ دار نوکر چاکر ساتھ چھوڑ گئے حتی کہ انہیں شہر بدر کر کے جنگل میں پہنچا دیا صرف ایک بیوی جو حضرت یوسفؑ کے خاندان سے تھیں، نے ان کا ساتھ دیا یعنی اس حالت میں بھی ان کی خبر گیری کرتی رہیں۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی وفا شعاری تو الم نشرح ہے کہ انہوں نے اپنی تمام دھن دولت رسولؐ اللہ کے تصرف میں دے دی انہوںؐ نے ایک ایک کوڑی اسلام کی راہ میں صرف کر دی مگر وفا شعار بیوی نے اف تک نہ کی بلکہ اسلام کی سربلندی کے لئے مزید خرچ کرنے کی ترغیب دیتی رہیں۔

مولانا محمود الرشید حدوٹی

مدیر اعلیٰ ماہنامہ "آبِ حیات" کالم نویس روزنامہ پاکستان، یلغار، اوصاف۔

چند شاہکار تصانیف

- اسلامی نظام حیات
- اسلام کا معاشی نظام
- اہل سنت والجماعت
- ایمان کے ڈاکو
- مطالعہ قرآن
- بت شکن
- دعوت و تبلیغ
- مطالعہ اسلام
- دیوار چمن سے زنداں تک
- نغمہ زنداں
- اسلام اور نوجوان
- اسلام اور عورت
- موت کا سوداگر

ملنے کا پتہ: مرکز تحقیق و تصنیف، جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن، فیروز پور روڈ، لاہور